شرعی احکام کی خلاف ورزی پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے

www.KitaboSunnat.com

مرتب

محمد بن فرج المالکی القرطبی

ترجمہ

مولانا عبدالصمد ریالوی حفظہ اللہ

نظر ثانی وتسہیل

حافظ عبدالخبیر اویسی حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

الشیخ طالب عواد

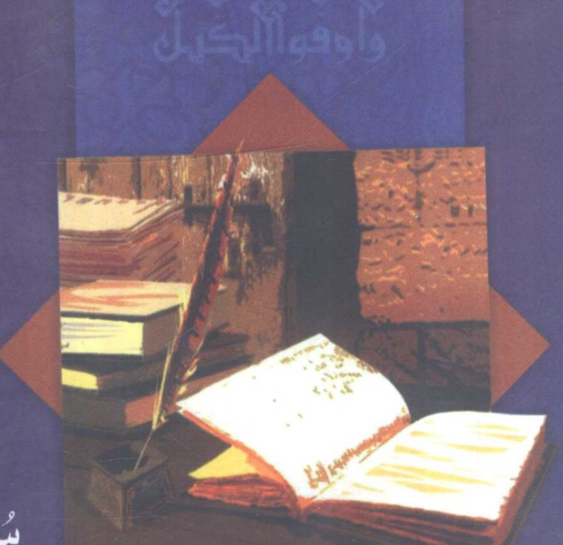

سبحان پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے فیصلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی احکام کی خلاف ورزی پر

رسول اللہ ﷺ کے فیصلے

مرتب

محمد بن فرج المالکی القرطبی

تحقیق وتخریج

الشیخ طالب عواد

ترجمہ

مولانا عبدالصمد ریالوی حفظہ اللہ

نظرثانی وتسہیل

حافظ عبدالخبیر اویسی حفظہ اللہ

ناشر

سبحان پبلیکیشنز

۲۳، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

واحد تقسیم کار

مکتبہ محمدیہ

تناف سٹریٹ الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

Mob.: 0300- 4826023

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: رسول اللہ ﷺ کے فیصلے

باہتمام	عبدالرحمان عابد
کمپوزنگ	نعمت اللہ تبسم
طبع اول	مئی 2011ء
تعداد	1100
قیمت	300/-

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہل حدیث، امین پور بازار فیصل آباد
041-2629292,2624007

اسلامی کتب خانہ، ڈاک خانہ بازار، چیچاوطنی، ضلع ساہیوال
0346-7467125,0301-4085081

مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
E:mail;maktabah_muhammadia@yahoo.com
&maktabah_m@hotmail.com
Ph.:042-37114650,Mob.: 0300- 4826023

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

تمہید	11
اہل کفر میں سے محاربین کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم	16
قاتل کو بادشاہ کے پاس کیسے لے جایا جائے اور قاتل سے کیسے اقرار لیا جائے	19
رسول اللہ ﷺ کا پتھر سے قتل کرنے والے کے بارہ میں فیصلہ	23
رسول اللہ ﷺ کا اس حاملہ عورت کے متعلق فیصلہ جس کا حمل گرادیا گیا ہو	24
جس مقتول کا قاتل معلوم نہ ہو اس میں قسامت کے متعلق نبی ﷺ کا فیصلہ	25
نبی ﷺ کا اس شخص کے متعلق فیصلہ جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا	30
نبی ﷺ کا اس مقتول کے متعلق فیصلہ جو دو بستیوں میں مرا ہوا ملے	31
نبی ﷺ کا زخموں کے قصاص کے متعلق فیصلہ	32
دانت کے متعلق نبی ﷺ کا فیصلہ	33
شادی شدہ اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ	34
آپ ﷺ کا زنا میں یہود پر رجم کرنے کا فیصلہ	38
رسول اللہ ﷺ کا حرام صلح کے توڑنے کا حکم	41
حد قذف وخمر میں رسول ﷺ کا حکم	45
چور اور بار بار چوری کرنیوالے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم	48
جو مسلمان ذمی یا حربی آپ ﷺ کو گالی دے اس کا حکم اور جادوگر کے بیان میں کہ وہ کیسے قتل کیا جائے	51

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الجہاد

اسلام میں مشرکوں کا پہلا مقتول اور پہلی غنیمت 55
جاسوس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم 58
قیدیوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جس کو نبی ﷺ اپنے ہاتھ سے قتل کریں 62
قریظہ اور نضیر کے متعلق آپ ﷺ کا فیصلہ 69
فتح کے سال رسول اللہ ﷺ کا امان دینے کا فیصلہ 77
غنیمت کے حصہ جات، غائب کا حصہ اور عورت کو کچھ دینے کے
متعلق آپ ﷺ کا فیصلہ 89
حنین کے دن قاتل کے لیے رسول اللہ ﷺ کا سلب مقرر کرنا 98
مشرکوں نے مسلمانوں کے جو مال لے لیے، پھر جب مسلمان غالب آئیں تو
مشرکین انہیں واپس کر دیں اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 99
اگر کوئی معاہد یا حربی رسول اللہ ﷺ کو تحفہ دے، تو اس میں آپ کا کیا فیصلہ ہے 101
مال فے کی تقسیم جس طرح مناسب سمجھیں آپ ﷺ فیصلہ کریں 104
خیبر اور بنو نضیر کے اموال کی تقسیم کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم 109
آپ ﷺ کے ایلچی قتل نہ کیے جائیں، کفار سے وعدہ پورا کرو 112
امان کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 115
جزیہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 121

کتاب النکاح

جس بیوہ کا اس کی مرضی کے بغیر اس کا باپ نکاح کر دے تو رسول اللہ ﷺ کا حکم 125

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس عورت کا خاوند دخول سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو اس کے
متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 127
رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے متعلق فیصلہ جس نے کسی عورت سے نکاح کیا
تو اسے دیکھا وہ حاملہ ہے 129
غائب خاوند پر بیوی کے نفقہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ فیصلہ 133
رسول اللہ ﷺ کا مہر کے متعلق فیصلہ 135
رسول اللہ ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نکاح کرنے سے منع کرنے کا فیصلہ 138
مجوسی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 139
معترض کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور نکاح متعہ کا حکم 140
سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 142
عورتوں میں باری مقرر کرنے کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 143
دودھ پینے کے بارہ میں ایک عورت کی گواہی پر رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 145

کتاب الطلاق

حائضہ کی طلاق کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 147
خلع میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 151
رسول اللہ ﷺ کا اس لونڈی کے متعلق فیصلہ جو شادی شدہ ہو اور پھر آزاد کر دیا جائے 153
رسول اللہ ﷺ کا اس عورت کے متعلق فیصلہ جو عادل گواہ اپنے خاوند کی طلاق
پر پیش کر دے اور خاوند انکار کر رہا ہو 154
مسئلہ تخییر میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 155
رسول اللہ ﷺ کا اپنی مملوکہ یمین یعنی لونڈی کے حرام کرنے کی قسم کے متعلق فیصلہ 157

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص تین سے کم طلاقیں دے پھر عدت کے بعد دوسرا خاوند کرے پھر دوسرا فوت ہو جائے یا پرورش کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 161

ظہار کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ، اور اس کے متعلق جو کچھ نازل ہوا 163

رسول اللہ ﷺ کا لعان کے متعلق فیصلہ 165

کتاب البیوع

بیع سلم اور سود کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 171

تجارتی قافلوں کو راستہ میں جا کر ملنے، جانوروں کے تھنوں میں دودھ روک کر بیچنے، عیب دار چیز واپس کرنے اور آمدن کے ضامن ہونے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 176

مفلس قرار دے کر بندش عائد کر دینے، قیمت ادا کرنے سے قبل فوت ہو جانے اور بے علمی میں چوری کا مال خریدنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم 179

آفات سے تباہ ہونے والا مال اور اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم 184

جو شخص خرید و فروخت میں دھوکہ کرے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم 188

رسول اللہ ﷺ کا یہ فیصلہ کہ ماں بیٹے کو اکٹھے رکھا جائے بیع اور شرط میں آپ کا فیصلہ 188

کتاب الاقضیۃ

مشترک رسول اللہ ﷺ کا ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنا دلیل نہ ہونے کی صورت میں مدعی علیہ کو قسم دینا 188

دو مدعیوں میں سے ہر ایک دلیل دے اور دونوں کافی و وافی ثبوت دیدیں، مسلم اور کافر کس طرح قسم اٹھائیں 188

قسم اٹھانے والے کی قسم کی کیفیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 193

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردہ اراضی آباد کرنے، پانی کی تقسیم، ڈاکٹر کا ضامن ہونے کسی کا پیالہ توڑ دینے اور
لکڑی کی کوٹھڑی بنانے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 193
شفع کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم 206
حصہ داری اور مزارعت کا حکم 207
مساقات آب پاشی، صلح، منافع اور کھجور کی حفاظت کی حد کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 210

کتاب الوصایا

وصیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم 215
اوقاف اور احباس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 217
صدقات، ہدایا (ہبہ) عمری (صدقہ) اور ان کے ثواب کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم 215
تشبیہ والی چیزوں میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 227
غلاموں کی آزادی، قرعہ اندازی کی وصیت، خاوند والی، مدبرہ، امہات الاولاد اور
مکاتبت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم 230
جس غلام کا مثلہ کیا جائے یا اس کے چہرے پر تھپڑ مارا گیا تو اس کو آزاد کرنے
کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 237
گری ہوئی چیز کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 239
ایسے شخص کے متعلق جو کہے کہ میرا باغ فی سبیل اللہ صدقہ ہے اور یہ رشتہ داروں پر
صدقہ ہے اور غائب آدمی کے مال کو وقف کرنے اور تقسیم مال پر کسی کو وکیل کرنے
کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 242
امانات کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم 234
عاریۃً لی گئی مغلوب علیہ چیز کا ضامن ہونے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 246

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وراثتوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 250

رسول اللہ ﷺ کا یہ فیصلہ کہ بچہ بچھونے والے کا ہے اور اس شخص کا حکم جو
اپنے باپ کے مرنے کے بعد کسی کو اپنے نسب میں شامل کرے 257

علم قیافہ کے ثبوت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور اس بارہ میں
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی تجویز 259

ذوی الارحام کی میراث کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 262

قاتل سے وراثت کو روکنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم اور جس نے اس
کی یہ تفسیر کی ہے کہ یہ حکم قتل عمد کے متعلق ہے 264

جس مسلمان کی وصیت پر کوئی نصرانی گواہ ہو اس کے متعلق اور جس غلام کا کان کاٹ
دیا جائے اور صلح کی جاگیروں کے متعلق اور جو شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے
تو اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم 265

کتوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 269

روکے ہوئے پانی کی حدود کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 270

اگر وکیل کو مال بیچنے پر فائدہ ہو تو وہ فائدہ صاحب مال کا ہوگا 271

مختلف امور میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ 273

رسول اللہ ﷺ کا نسب 285

نبی ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا اور آپ ﷺ کو غسل دینے اور لحد کا ذکر 288

حوالہ جات کتب اور اسانید 291

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس طرح کہ اس نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ تمام مخلوقات کی تعریفات سے کئی گنا زیادہ۔ یہاں تک کہ تمام کائنات کی تعریفات ختم ہو جائیں اور صرف اللہ واحد کی تعریف باقی رہ جائے کیونکہ اس کے بغیر کوئی بھی معبود برحق نہیں ہے۔

یہ ایک کتاب ہے جس میں نبی ﷺ کے وہ فیصلے ہیں جو مجھ تک پہنچ سکے میں نے وہ تمام اس میں درج کر دیے ہیں، چاہے وہ فیصلے آپ نے خود فرمائے یا وہ فیصلے کرنے کا آپ نے حکم فرمایا ہے، کیونکہ جس شخص کے ذمہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی ذمہ داری سونپ دی گئی ہو تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جبکہ اس نے اپنی کتاب یعنی قرآن کریم میں دیا ہے، یا نبی ﷺ سے ثابت شدہ حکم کہ جس کے مطابق آپ نے فیصلہ فرمایا یا اس کے مطابق فیصلہ کرے کہ جس پر علماء نے اتفاق کیا ہے یا ان تینوں کے دلائل کی روشنی میں فیصلہ کرے۔

امام مالک، ابو حنیفہ اور شافعی رحمہم اللہ نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جب تک کوئی حاکم، قرآن وحدیث اور فقہ کا عالم ہونے کے ساتھ ساتھ عقلمند اور پرہیز گار نہ ہو تو اس کو لوگوں کے مابین فیصلہ کرنا درست نہیں ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن خصائل کے بغیر لوگوں میں فیصلہ کرنا جائز نہیں وہ خوبیاں آج کل مجھے کسی میں اکٹھی نظر نہیں آتیں، میں سمجھتا ہوں کہ جس شخص میں دو صفات موجود ہوں تو اسے قاضی کا عہدہ سونپا جا سکتا ہے۔ (۱) علم (۲) پرہیز گاری۔

عبدالملک بن حبیب کہتے ہیں کہ اگر اس میں فیصلہ کرنے والی دوسری صفات موجود نہ ہوں تو کم از کم عقل مندی اور پرہیز گاری ضرور ہونی چاہیے، کیونکہ عقل کے ساتھ وہ پوچھ تو سکے گا اور اسی سے ہی خیر کی تمام اعلیٰ صفات درست ہو جاتی ہیں اور پرہیز گاری کے ساتھ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عفت اور پاک دامنی حاصل کرے گا، اگر علم کو طلب کرے گا تو اسے پاسکتا ہے اور اگر عقل اس کے اندر موجود نہیں تو پھر وہ اس کو نہیں مل سکتی۔

سب سے پہلے میں قتل اور خون کے متعلق آپ کے فیصلے بیان کروں گا کیونکہ بخاری ومسلم وغیرہ کی صحیح حدیث ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون کے متعلق فیصلہ فرمائے گا''

اور انسان کے اعمال میں سے سب سے پہلے جو چیز دیکھی جائے گی وہ نماز ہوگی اور اگر وہ موجود ہوگی تو اس کے دیگر اعمال بھی دیکھے جائیں گے ورنہ اس کے دیگر اعمال بھی نظر انداز کردیئے جائیں گے۔ ❶

اور شرک کے بعد کسی کو ناحق قتل کرنے سے بڑا گناہ اور کوئی نہیں ہے۔ ❷

رسول اللہ ﷺ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تمام دنیا و مافیہا کا تباہ ہوجانا ایک مسلمان آدمی کے قتل سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم تر اور گھٹیا ہے۔ ❸

مسند بقی اور بزار میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تمام آسمانوں اور زمین والے ایک مسلمان کے قتل پر جمع ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ان تمام کو جہنم میں داخل کردے گا۔ ❹

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص آدھے کلمہ کے ساتھ بھی کسی مسلمان کے قتل

---

❶ بخاری ٦٥٣٣ ـ ٦٨٦٤ ـ مسلم ١٦٧٨، نسائی، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

❷ مالك فی الموطا ١٧٣/١ ـ قصر الصلوة ـ باب جامع الصلوة منقطع اس کی اسناد منقطع ہیں اور اس کے شواہد بھی ہیں۔

❸ ابن ماجه ٢٦١٩ ـ عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ و اسناده صحيح، ترمذی، وقال الترمذی والاصح موقوفاً۔

❹ الترمذی ١٣٩٨ عن ابی ہریرۃ وابی سعید الخدری رضی اللہ عنہما امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے، کیونکہ اس میں جسر بن خرقہ ضعیف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں معاونت کرے گا تو جب وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس آئے گا تو اس کی آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوا ہوگا:

آیِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید'' [1]

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مومن جب تک کوئی ناحق اور حرام خون نہ بہائے تو وہ ہمیشہ اپنے دین کی فراخی اور کشادگی میں رہتا ہے۔

اصیلی نے ''عن دینه'' اور قابسی نے عن ذنبه کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ [2]

خطابی کی کتاب میں ہے کہ سفیان بن عینیہ نے کہا حدیث میں جو نصف کلمہ کا ذکر آیا ہے اس کا مفہوم یہ کہ یوں کہے ''اق'' یعنی ''اقتل'' یعنی یہ اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا کفی بالسیف ''شا'' [3] ای شاهدًا یعنی گواہ، معنی یہ ہوگا کہ تلوار کا گواہ ہونا ہی کافی ہے (آدھا کلمہ)

کتاب الخطابی میں اس طرح آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اللہ تعالیٰ سے جب ملاقات کرے گا تو اگر اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو اور نہ ہی کسی مسلمان کا خون بہا کر بھاگا ہو تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے معاف فرما دے۔ [4]

اور خطابی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مومن جب تک کسی ناحق قتل کا مرتکب نہ ہو تو وہ ہمیشہ نیک، کھلا اور آزاد رہے گا جب تک

---

[1] ابن ماجه ۲۶۲۰ امام عقیلی رحمہ اللہ اپنی کتاب الضعفاء میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں یزید بن زیادہ شامی منکر الحدیث ہے اور ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوعات میں امام بخاری اور بیہقی رحمہ اللہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

[2] البخاری ۶۸۶۲ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ

[3] ابو داؤد ٤٤١٧، و ابن ماجه ٢٦٠٦ عن عبادة بن الصامت، اسناده ضعیف

[4] طبرانی فی الکبیر ۳۲۹/۱۷ و ۳۵۱ ۔ اسناده حسن، عن جریر بن عبدالله البجلی رضی اللہ عنہما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کسی حرام کا مرتکب نہ ہو، پھر جب کسی حرام کا ارتکاب کرے گا تو وہ تھک کر اکتا جائے گا۔ ❶

خطابی نے کہا: بَلَّحَ کے معنی تھکا دینے کے ہیں، کہا جاتا ہے اعیا الفرس گھوڑا تھک گیا جب اس کا چلنا ختم ہو جائے اور کہا جاتا ہے بلح الفریم اذا افلس یعنی قرض دار، مفلس ہو گیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس نے کسی مسلمان کا خون بہانے میں کسی کے ساتھ شرکت نہ کی ہو تو وہ ہلکی پیٹھ والا ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ یعنی اس پر کوئی بوجھ نہ ہو گا۔

اب ہم پہلے ان اسباب کا ذکر کرتے ہیں جو قتل کا فیصلہ کرنے کے متعلق ہیں اور وہ قید اور جیل ہے۔

اہل احصار نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے کہ کیا نبی ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کسی کو جیل میں ڈالا یا نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ آپ کا کوئی جیل خانہ نہیں تھا اور نہ ہی آپ نے کبھی کسی کو جیل میں ڈالا۔

بعض کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ایک قتل کے ملزم کو قید کیا تھا۔ اس حدیث کو عبد الرزاق اور نسائی نے اپنی اپنی کتاب میں بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے۔

ابو داؤد نے عبد الرزاق سے ان کی مصنف میں اسی سند کے ساتھ نبی ﷺ سے ذکر کیا کہ آپ نے میری قوم کے کچھ لوگوں کو خون کے الزام میں قید کیا تھا۔ ❷ اس روایت میں بہز بن حکیم بعض اہل علم کے نزدیک مجہول ہیں مگر بخاری نے کتاب الوضوء میں ان سے روایت نقل کی ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ بہز بن حکیم مجہول نہیں بلکہ معروف ہیں۔

---

❶ ابو داؤد ٤٢٧٠ ۔ والبیهقی ٢٢/٨ ۔ عن ابی الدرداء وهو حدیث صحیح۔

❷ ابوداؤد ٣٦٣٠۔ والترمذی ١٤١٧ ۔ عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده۔ اسناده حسن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی سند کے ساتھ عبدالرزاق سے مصنف کے علاوہ (ایک دوسری) کتاب میں ہے کہ نبی ﷺ نے دن کا کچھ حصہ ایک شخص قتل کے الزام قید کیا تھا پھر اسے چھوڑ دیا۔ ❶

ابن زیاد کے فیصلوں میں فقیہ ابو صالح ایوب بن سلیمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو قید کیا جس نے ایک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا تھا، تو آپ نے اس پر لازم کر دیا کہ وہ اس سارے کو آزاد کرائے، حدیث میں ہے کہ راوی نے کہا پھر اس نے اپنی ایک زمین بیچ کر اسے آزاد کرایا۔ ❷

ابن شعبان کی کتاب میں اوزاعی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے غلام کو جان بوجھ کر مار ڈالا تو نبی ﷺ نے اس کو سو کوڑے لگائے اور ایک سال جلاوطن کر دیا اس سے قصاص نہیں لیا اور فرمایا کہ وہ ایک غلام آزاد کر دے۔ ❸

ابن شعبان اپنی کتاب میں کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے اسے کوڑے مارنے اور قید کرنے کا حکم دیا۔

ابن شعبان کی کتاب کے علاوہ سے بھی یہ بات مروی ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ کا قید خانہ موجود تھا اور آپ نے حطیئہ شاعر کو ہجو کرنے کے جرم میں قید بھی کیا تھا۔ اور آپ نے صبیغ تمیمی کو والذاریات، المرسلات اور النازعات اور اس جیسی دیگر آیات کے متعلق سوال کرنے پر اس کو جیل میں ڈالنے کا حکم دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ دین میں سمجھ حاصل کیا کرو۔ اس کو کئی بار مارا اور عراق کی طرف جلاوطن

---

❶ حاکم نے المستدرک میں عن ابی ہریرۃ (۱۰۲/۴) سے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے مگر تلخیص الحبیر میں ہے کہ ابراہیم بن خثیم متروک ہے۔

❷ ابن ابی شیبہ فی المصنف ۴۸۶/۶ ۔ عبدالرزاق فی المصنف ۱۶۷۱۶ والبیھقی فی السنن ۲۷۶/۱۰ ۔ حدیث حسن ہے۔

❸ ابن ابی شیبہ فی المصنف ۲۵۴/۹ ۔ الدارقطنی ۱۴۳/۳ ۔ ۱۴۴ ۔ اسماعیل بن عیاش ضعیف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا جبکہ بعض نے لکھا ہے کہ اس کو بصرہ کی طرف جلاوطن کیا گیا تھا۔ اور آپ نے یہ بھی عام حکم دیا کہ اس کے ساتھ کوئی مجلس نہ کرے۔

محدث کہتے ہیں کہ جب وہ ہمارے پاس آتا تو اگر ہم سو کی تعداد میں بھی ہوتے تو الگ الگ ہو جاتے پھر ابوموسیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس کی توبہ اب درست ہوگئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر لوگوں سے میل جول پر پابندی ختم کر دی گئی۔ ❶

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ضابی بن حارث کو جیل میں ڈال دیا کیونکہ یہ بنو تمیم کے چوروں اور قاتلوں میں سے تھا، آخر کار یہ جیل میں ہی مر گیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی کوفہ میں قید کیا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں قید کیا تھا اور محمد بن حنفیہ جب بیعت کرنے سے باز رہا تو اس کو دارم کے قید خانے میں ڈال دیا۔

خطابی کی کتاب میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے کہ انہوں نے بھی قید کیا اور پہلے کانوں کی جیل بنائی اور اس کا نام نافع رکھا، جب اس کو چوروں نے توڑ دیا تو انہوں کچی اینٹوں کی جیل بنائی اور اس کا نام مخیس رکھا اور کہتے تھے **الا ترانی کیسا مکیسا بنیت بعد نافع مخیسا۔ حصنا۔ حصینا و امیر اکیسا۔** کیا تو مجھے ہوشیار نہیں سمجھتا میں نے نافع کے بعد مخیس بنائی۔ مضبوط قلعہ ہے اور ہوشیار امیر ہے۔

مصنف ابوداود میں نضر بن شمیل عن ھرماس بن حبیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک مقروض کو لایا گیا تو آپ نے مجھے فرمایا اس کو پابند (قابو) رکھنا پھر فرمایا اے بنی تمیم کے بھائی تو اپنے اس قیدی سے کیا سلوک کرنا چاہتا ہے۔ ❷

بعض علماء جو قید اور جیل کو درست سمجھتے ہیں، تو وہ اس آیت سے دلیل لیتے ہیں:

فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ○ (النساء:١٥)

---

❶ البزار ٢٢٥٩ ـ مجمع الزوائد ١١٣/٧ و فيه ابوبكر بن ابى سبرة متروك۔

❷ ابوداود ٣٦٢٩ ـ ابن ماجه ٢٤٢٨ واسناده ضعيف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی بدکار عورتوں کو گھروں میں بند کر رکھو یہاں تک کہ ان پر موت آ جائے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی اور راستہ بنا دے اور نبی ﷺ کے اس قول سے بھی وہ لوگ دلیل لیتے ہیں جو فرمان آپ نے اس وقت فرمایا کہ جب ایک آدمی نے کسی شخص کو کسی دوسرے آدمی کے لیے روک رکھا تھا تو اس نے آ کر اس پابند کردہ کو مار ڈالا تو آپ نے فرمایا اُقْتُلُوا الْقَاتِلَ وَاصْبِرُوا الصَّابِرَ یعنی قتل کرنے والے کو قتل کرو اور باندھنے والے کو باندھ دو۔ ❶

ابو عبید کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان اصبروا الصابر کا مفہوم یہ ہے کہ باندھنے والے اور قید کرنے والے کو قید کر دو یہاں تک کہ وہ قید میں ہی مر جائے۔

عبدالرزاق نے بھی اپنی مصنف میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت کیا ہے:

يُحْبَسُ الْمُمْسِكُ فِي السِّجْنِ حَتّٰى يَمُوْتَ۔

❶ ابو عبید فی الغریب مرسلا عن اسماعیل بن امیہ۔ الدارقطنی نے السنن ۱۴۰/۳ ۔ ضعیف مرسل۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل کفر میں سے محاربین کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم

بخاری و مسلم میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عکل یا عرینہ سے کچھ لوگ آئے۔ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ بنو فزارہ سے کچھ لوگ آئے کہ وہ لاغر ہو کر قریب الموت ہو گئے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ بنو سلیم کے لوگ آئے، یہاں آ کر وہ مسلمان ہو گئے مدینہ کی آب و ہوا ان کے موافق نہ آئی، تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس جا کر رہو، وہاں ان کا پیشاب اور دودھ پیو، چنانچہ انہوں نے اسی طرح ہی کیا اور جب صحت مند اور موٹے تازے ہو گئے تو مرتد ہو گئے، انہوں نے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو بھگا کر لے گئے آپ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے تو دن چڑھنے سے پہلے پہلے ان کو واپس لایا گیا تو نبی ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دینے کا حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیری گئی پھر انہیں بند کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ (اس قید خانہ میں ہی) مر گئے۔ ❶

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے ان کی آنکھوں میں میخیں گرم کر کے پھیریں اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور قید نہیں کیا، پھر انہیں گرم ریگستان میں پھینک دیا گیا وہ پانی مانگتے رہے مگر انہیں پانی نہ دیا گیا، یہاں تک وہ مر گئے۔ ❷

ایک دوسری حدیث میں ابو قلابہ کہتے ہیں کہ انہوں نے چوری کی، چرواہوں کو قتل کیا، اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ ❸

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ سعید بن جبیر نے کہا اور کتاب ابی عبید میں ہے کہ محمد بن

---

❶ البخاری ۲۳۳، ۱۵۰۱۔ و مسلم ۱۶۷۱ و ۱۰، ۱۲۔ ابوداؤد ٤٣٦٤۔ ترمذی ۷۲۔

❷ البخاری ٦٨٠٤ ۔ عن انس رضی اللہ عنہ ❸ البخاری ٦٨٠٤ ۔ عن انس رضی اللہ عنہ۔

سیرین نے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ واقعہ نبی ﷺ پر سورہ مائدہ میں یہ آیت نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ۔ (المائدہ ۳۳)

بخاری و مسلم میں ہے کہ یہ آٹھ افراد تھے اور انہوں نے بھی چرواہوں کی آنکھوں میں سلائیں پھیری تھیں۔ یہ بات سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہی ہے۔ ❶

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "سَمَلَ" کا کیا مفہوم ہے، تو انہوں نے کہا کہ لوہے کا شیشہ گرم کر کے آنکھوں کے قریب لایا جائے یہاں تک کہ وہ دونوں پگھل جائیں۔ ❷

قاتل کو بادشاہ کے پاس کیسے لے جایا جائے اور قاتل سے کیسے اقرار لیا جائے

صحیح مسلم میں سماک بن حرب سے مروی ہے کہ علقمہ بن وائل نے اسے حدیث بیان کی کہ ان کا باپ نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ایک دوسرے آدمی کو ایک رسی کے ساتھ کھینچ کر لے آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ اس شخص نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے تو نبی ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے اس کو قتل کیا ہے تو دوسرا شخص کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے اقرار نہیں کیا مگر اس پر دلیل قائم ہو چکی ہے تو وہ شخص کہنے لگا جی ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ نے پوچھا تو نے اس کو کس طرح قتل کیا، تو وہ کہنے لگا کہ میں اور وہ ہم دونوں کسی درخت سے لکڑیاں کاٹ رہے تھے کہ اس نے مجھے گالی دی تو مجھے غصہ آ گیا، تو میں نے اس کے سینگ پر کلہاڑا مارا اور وہ مر گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس اس کو کفارہ دینے کیلئے کچھ موجود ہے وہ کہنے لگا جی میرے پاس تو صرف یہ کمبل ہے اور ایک یہ میرا کلہاڑا ہے، آپ نے فرمایا کیا تیری قوم تجھے

---

❶ البخاری ۳۰۱۸۔ ❷ مصنف عبدالرزاق ۱۷۱۳۲ عن انس موقوفا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرید سکتی ہے؟ اس نے کہا میں تو اپنی قوم کی نگاہ میں اس سے بھی کم تر ہوں کہ وہ مجھے خریدیں، یہ سن کر آپ نے اس کی رسی اس مقتول کے بھائی کی طرف پھینک دی اور اسے فرمایا کہ یہ لو اپنا آدمی لے جاؤ۔ جب وہ اسے لے کر چلنے لگا تو نبی ﷺ نے فرمایا اگر اس نے اس کو قصاص میں مار ڈالا تو یہ بھی اس قاتل جیسا گناہ گار ہو جائے گا یہ بات جب اس آدمی کو معلوم ہوئی تو وہ واپس آ گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے اس کو مار ڈالا تو اس جیسا ہو جائے گا؟ اور جبکہ میں نے تو اس کو آپ کے حکم سے پکڑا ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تو یہ نہیں چاہتا کہ اس پر تیرے اور تیرے بھائی کے سارے گناہوں کا بوجھ ڈال دیا جائے تو شاید وہ کہنے لگا کیوں نہیں میں تو یہی چاہتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا پھر اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اسی طرح ہو گا چنانچہ اس نے اس کی رسی پھینک دی اور اس کو آزاد کر دیا۔ ❶

ایک دوسری حدیث میں بھی اسی طرح ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب وہ پلٹ کر جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں چلے جائیں گے، کسی شخص نے آ کر اس قاتل کے بھائی کو یہ آپ کا فرمان بتا دیا تو اس نے اس قاتل کو آزاد کر دیا۔ ❷

اسماعیل بن سالم کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات حبیب بن ابی ثابت سے کہی تو اس نے کہا کہ مجھے ابن اشرع نے بتایا کہ نبی ﷺ نے پہلے اس سے اسے معاف کر دینے کا فرمایا تھا مگر اس نے انکار کر دیا۔

مسند ابن ابی شیبہ میں سیدنا وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے' اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے مقتول کے ولی سے پوچھا کہ کیا تو اس کو معاف کر سکتا

---

❶ مسلم ١٦٨٠/ ٣٣

❷ ابو داود ٤٤٩٩ ـ نسائی ٤٧٢٤: بیہقی فی السنن، ٦٠/٨ حدیث صحیح۔

ہے؟ تو اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو دیت لے سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا کیا تو اس کو قتل کرے گا؟ اس نے کہا جی ہاں! اور آپ نے یہ بات اس سے تین مرتبہ پوچھی اور آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اس کو معاف کر دے تو تیرے بھائی کے گناہ اس کے ذمہ ہو جائیں گے۔ ❶

نیز مسند ابن ابی شیبہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے دور میں قتل ہو گیا اور فیصلہ کے لیے یہ کیس نبی ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا، آپ نے اس شخص کو مقتول کے ولی کے حوالے کر دیا، قاتل نے کہا اے اللہ کے رسول اس کو قتل کرنے کا میرا ارادہ نہیں تھا، نبی ﷺ نے ولی سے فرمایا کہ اگر یہ اپنی بات میں سچا ہے اور پھر بھی تو نے اس کو قصاص میں قتل کر ڈالا تو تو جہنم میں چلا جائے گا، یہ سن کر اس شخص نے اس کو آزاد کر دیا، رسی سے اس کے کندھے بندھے ہوئے تھے اور جب وہ باہر آیا تو وہ اپنی رسی کو گھسیٹ رہا تھا تو اس کا نام ہی ذالنسعہ یعنی رسی والا پڑ گیا۔ ❷

مسند کے علاوہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمد ید و خطأ قلب یہ ہاتھ کا گناہ عمد ہے مگر دل کا گناہ خطا ہے یہ بات واضحہ میں ہے۔

مصنف نسائی میں ہے کہ اس قاتل نے کہا اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول میں نے ارادے سے اس کو قتل نہیں کیا، یہ سن کر آپ نے مقتول کے ولی سے فرمایا اگر یہ سچ کہتا ہے اور پھر بھی تو نے اس کو مار ڈالا تو تو جہنم میں چلا جائے گا۔ اسی طرح نسائی نے ذکر کیا ہے کہ قاتل نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے اس کے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا، پھر باقی حدیث، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح بیان کی۔

ابن اسحٰق نے ذکر کیا ہے کہ آپ طائف نخلہ یمانیہ پر گئے، پھر قرن پر گئے، پھر ملیح پر بن شعیب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اس دن آپ نے حرۃ الرعاء میں ایک قتل کا قصاص لیا، یہ اسلام

---

❶ ابوداود، ٤٤٩٨ ❷ ابوداؤد ٤٤٩٨۔ ترمذی ١٤٠٧ ۔ ابن ماجہ ٢٦٩٠ ۔ عن ابی ھریرۃ۔ حدیث صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پہلا خون تھا جس کا قصاص لیا گیا۔ بنولیث کے ایک آدمی نے ہذیل کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا تو اس کو قصاص میں قتل کیا گیا۔ الواضح میں یوں ہے کہ اس قاتل کو قسامہ کے ذریعہ قصاص میں قتل کیا۔

الواضح اور السیر میں ہے کہ محلّم بن جثامہ نے عامر بن الاضبط الاشجعی کو مار ڈالا، پھر اس کے ولیوں نے قسمیں اٹھالیں، تو نبی ﷺ نے انہیں دیت دینے کی طرف دعوت دی چنانچہ انہوں نے یہ بات قبول کرلی اور آپ نے اس کی دیت سو اونٹ دیئے۔

السیر: میں ہے کہ انہوں نے پچاس اونٹ دیئے اور کہا پچاس اونٹ ہم سفر میں دیں گے اور پچاس جب گھر واپس جائیں گے۔ کہتے ہیں پھر محلّم بن جثامہ زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہا۔

السیر میں ہے کہ سات سال سے زیادہ زندہ رہا اور جب مرا تو اسے زمین میں دفن کیا گیا مگر زمین نے اسے قبول نہ کیا اور باہر پھینک دیا۔

السیر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ یوں دعا فرمائی تھی:

اَللّٰھُمَّ لَا تَغْفِرْ لِمُحَلَّم اے میرے اللہ تو محلّم کی مغفرت نہ فرمانا، تو زمین نے اس کو تین دفعہ باہر پھینک ڈالا۔ [1] آپ نے فرمایا:

اِنَّ الْاَرْضَ لَتَقْبَلُ مَنْ ھُوَ شَرٌّ مِّنْهُ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ اَنْ یَّجْعَلَهٗ لَکُمْ عِبْرَةً“

بے شک زمین تو اس سے بھی برے لوگوں کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو تمہارے لیے عبرت بنانے کا ارادہ فرمالیا ہے چنانچہ لوگوں نے اسے پہاڑ کی ڈھلانوں میں ڈال دیا اور اس کو درندے کھا گئے۔ [2]

---

1. مسند احمد ۱۰/٦ ۔ ابو داود ۴۵۰۳ ۔ بیھقی ۸۱٦/۹ ۔ وھو ضعیف
2. ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ۲۲۵/۴ ۔ ۲۲٦ ۔ سندہ ضعیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا پتھر سے قتل کرنے والے کے بارہ میں فیصلہ

صحیح بخاری میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان دے کر کچل ڈالا۔ ❶

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک لڑکی زیور پہن کر مدینہ میں باہر نکلی، تو اسے ایک یہودی نے پتھر مارا، اور وہ نبی ﷺ کے پاس لائی گئی جبکہ ابھی اس میں زندگی کے کچھ سانس موجود تھے، آپ نے اس سے پوچھا اَقَتَلَكِ فُلَانٌ کہ کیا تجھے فلاں شخص نے مارا، اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر دوسری دفعہ پوچھا تو اسنے پھر اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں، پھر تیسری دفعہ پوچھا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ جی ہاں، چنانچہ اس یہودی کو لایا گیا، آپ اس سے پوچھتے رہے یہاں تک کہ اس نے اقرار کرلیا چنانچہ اس کا سر بھی پتھر کے ساتھ ایسے ہی دے کر کچل دیا گیا۔

ایک حدیث میں ہے کہ اس کو دو پتھروں کے درمیان میں قتل کر دیا۔ ❷

صحیح مسلم اور مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ نبی ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا، چنانچہ اس کو رجم کر دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ ❸

اس حدیث سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ قاتل کو اس جیسی چیز سے ہی قتل کیا جائے جس سے اس نے قتل کیا تھا، چاہے پتھر ہو، لاٹھی ہو یا گلہ گھونٹا ہو یا اس جیسی کوئی اور چیز ہو۔ امام مالک کا بھی یہی قول ہے مگر اہل عراق کہتے ہیں کہ قصاص صرف لوہے کی چیز سے ہوتا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس اشارے کی سمجھ آ سکے وہ کلام کی طرح ہوتا ہے۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورت کے بدلہ میں مرد کو مارا جا سکتا ہے۔

---

❶ بخاری ٢٤١٣ عن انس رضی اللہ عنہ ❷ بخاری ٦٨٧٧ ۔ ابو داؤد ٤٥٢٧ عن انس رضی اللہ عنہ

❸ مسلم ١٦/١٦٧٢ عن انس رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا اس حاملہ عورت کے متعلق فیصلہ جس کا حمل گرادیا گیا ہو

موطا اور بخاری مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات ہے کہ ھذیل کی دو عورتوں نے ایک دوسری کو پتھر مارے تو ایک کے پیٹ کا حمل گر گیا، نبی ﷺ نے ان میں ایک غلام ❶ دینے کا فیصلہ کیا چاہے لونڈی ہو یا غلام ہو۔ ❷

مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مار کر اسے بھی مار ڈالا اور جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا وہ بھی مر گیا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ اس کو ایک خیمے کا بانس مارا جبکہ وہ حاملہ تھی اور وہ اس کی سوکن تھی، وہ مرگئی تو نبی ﷺ نے اس مقتول کی دیت قاتلہ کے عصبوں پر ڈالی اور پیٹ کے حمل ضائع ہونے کے عوض میں ایک لونڈی یا غلام ان سے لے کر مقتولہ کے ورثاء کو دیا اور مقتولہ کے قصاص میں قاتلہ کو قتل کیا گیا۔

نسائی میں ہے کہ ان میں سے ایک نے دوسری کو بیلچہ وغیرہ مارا جس سے وہ خود بھی اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مر گئے۔ تو نبی ﷺ نے عورت کے قصاص یعنی عورت کے قتل کا حکم دیا اور پیٹ کے بچہ کے عوض لونڈی یا غلام لے کر انہیں دے دیا۔

نسائی کے علاوہ دیگر کتب میں ہے کہ مقتولہ کے قصاص میں قاتلہ کو مار ڈالا اور پیٹ کے حمل کے عوض ایک غرہ یعنی لونڈی یا غلام کی قیمت جو پچاس دینار یا چھ سو درہم لے کر مقتولہ کے ورثاء کو دیے یہ بات قتادہ وغیرہ نے کہی ہے اور مالک بن انس نے بھی یہی کہا ہے۔

---

❶ فقہاء کے نزدیک "غرۃ" وہ غلام یا لونڈی ہے جس کی قیمت دیت کی نصف عشر (بیسویں حصے) کے برابر ہو۔ ❷ بخاری ۵۷۵۸، ۵۷۵۹، ۵۷۶۰۔ و مسلم ۱۶۱۸۔ والموطا ۸۵۵/۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ اس ہذلی کا نام جس کی دو بیویوں میں سے ایک نے دوسری کو مار ڈالا وہ حمل بن مالک بن نابغہ تھا اور قاتلہ ام عفیف بنت مسروح تھی جو بنو سعد بن ہذیل سے تھی اور مقتولہ ملیکہ بنت عویمر تھی جو بنولحیان بن ہذیل سے تھی۔ ❶

بخاری کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے مارنے والی کو قتل نہیں کیا جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہمیں عبداللہ بن یوسف نے لیث سے، انہوں ابن شہاب سے کہ سعید بن مسیّب نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے بنولحیان کی عورت کے جنین کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ اس کے عوض ایک غرہ، یعنی لونڈی یا غلام لیا جائے، پھر وہ عورت جس کے ذمہ غرہ تھا وہ فوت ہوگئی تو آپ نے اس کی وراثت کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ وہ اس کے بیٹوں اور خاوند کو ملے گی اور دیت عصبوں پر ہوگی۔ ❷

جس مقتول کا قاتل معلوم نہ ہو اس میں قسامت کے متعلق نبی ﷺ کا فیصلہ

مؤطا امام مالک میں ہے کہ ابو لیلیٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سہل، سہل بن ابی سے بیان کرتے ہیں کہ انہیں ان کی قوم کے بڑے لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ محنت مزدوری کے لیے کچھ مالی تکلیف پہنچنے کی وجہ سے خیبر کی طرف نکل گئے، تو محیصہ حثمہ کو کسی نے آ کر بتایا کہ عبداللہ بن سہل کو قتل کر کے کسی نے ایک کنویں میں یا چشمے میں پھینک دیا ہے، تو وہ یہود کے پاس آیا اور انہیں کہا کہ اللہ کی قسم تم نے اس کو قتل کیا ہے؟ وہ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نے اسے نہیں قتل کیا محیصہ واپس اپنی قوم کے لوگوں کے پاس آیا اور ان سے یہ بات ذکر کی، اس دوران حویصہ بھی آ گیا جو اس سے بڑا تھا اور عبدالرحمٰن بن سہل بھی آ گیا جو مقتول کا سگا بھائی تھا تو وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو محیصہ بات کرنے لگا کہ خیبر میں بھی وہ گیا تھا،

---

❶ رواہ عبدالرزاق نے المصنف ١٨٣٥٦ من کلام عکرمة رضی اللہ عنہ

❷ بخاری ٦٧٤٠۔ عن ابی ہریرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے فرمایا ''بڑے کو پہلے بات کرنے دو'' دو دفعہ آپ نے یہ فرمایا اس سے آپ کا ارادہ عمر میں بڑا ہونے کا تھا، چنانچہ پہلے حویصہ نے بات کی پھر محیصہ نے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یا تو وہ تمہارے آدمی کی دیت دیں گے یا پھر وہ جنگ کی تیاری کریں گے'' آپ نے ان کی طرف اس بارے میں تحریر فرمایا، انہوں نے لکھا کہ ''اللہ کی قسم ہم نے اس کو نہیں مارا'' نبی ﷺ نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل کو فرمایا ''کیا تم قسم اٹھا کر اپنے آدمی کی دیت کے مستحق ہونا چاہتے ہو؟'' اسی طرح یحیی بن یحیی نے روایت کیا ہے۔ ❶

ابن ابی لیلیٰ اور یحییٰ بن سعید کی حدیث میں خاص طور پر اس طرح ہے کہ ''کیا تم قسم اٹھا کر اپنے ساتھی کے خون کے'' یا آپ نے فرمایا ''اپنے قاتل کے خون کے مستحق ہونا چاہتے ہو؟'' اور بخاری میں بھی ہے کہ ''کیا تم قسم اٹھا کر اپنے قاتل یا اپنے ساتھی کے خون کے مستحق ہونا چاہتے ہو؟'' مصنف ابوداؤد میں ہے کہ ''کیا تم قسم اٹھا کر اپنے ساتھی کے خون کے مستحق ہونا چاہتے ہو؟'' اور پھر دوبارہ آپ نے یہ بات دہرائی، تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''ہم موجود اور حاضر ہی نہیں تھے'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''پھر تو یہودی تمہارے لیے قسم اٹھا لیں گے'' ایک اور حدیث میں ہے کہ ''یہود پچاس قسمیں اٹھا کر تم سے بری ہو جائیں گے'' تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ''وہ تو مسلمان ہی نہیں۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''ہم کیسے کافر لوگوں کا ایمان قبول کر لیں'' تو نبی ﷺ نے اپنے پاس سے سو اونٹنیاں دے کر اس کی دیت ان کے گھر پہنچا دیں، سہل کہتے ہیں کہ ''ان میں ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات بھی ماری تھی۔''

مسلم کی روایت دوبارہ ذکر کی جاتی ہے، اس میں ہے کہ ''کیا تم قسم اٹھا کر اپنے ساتھی یا اپنے قاتل کے خون کے مستحق ہو سکتے ہو؟''

---

❶ مؤطا امام مالك ٢٣٥٢ و ٢٣٥٣۔ قسامه ۔ سند صحيح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورانہوں نے طریق مالک سے یحییٰ کی روایت کی طرح کہا ہے کہ ''اپنے ساتھی کے خون کے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا ''تم میں سے پچاس آدمی ان کے کسی ایک آدمی پر قسمیں اٹھائیں تو وہ شخص تمہارے حوالے کر دیا جائے گا۔''

بخاری اور مسلم میں ہے کہ پھر نبی ﷺ نے اس کی دیت صدقہ کے اونٹوں سے دے دی اور ابوداؤد اور مصنف میں ہے کہ آپ نے اس کی دیت یہود پر ڈال دی کیونکہ وہ انہیں میں پایا گیا۔

بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''تم اس کے قتل پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہو'' تو وہ کہنے لگے کہ ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، آپ نے فرمایا پھر تو وہ قسمیں اٹھائیں، انہوں نے کہا ہم تو یہود کے ایمان کو پسند ہی نہیں کرتے تو نبی ﷺ نے اس کا خون کا رائیگاں جانا پسند نہ کیا اور اس کی دیت اپنی طرف سے صدقہ کے اونٹوں سے دے دی۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ نبی ﷺ نے یہود سے شروع میں فرمایا کہ وہ قسمیں اٹھائیں تو انہوں نے قسمیں اٹھانے سے انکار کر دیا، پھر آپ نے قسامت کو انصار کی طرف موڑ دیا مگر انہوں نے بھی قسمیں اٹھانے سے انکار کر دیا، تو نبی ﷺ نے دیت کو یہود پر ڈال دیا۔

حویصہ اور محیصہ مقتول کے چچازاد بھائی تھے اور عبدالرحمٰن مقتول کا سگا بھائی تھا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ یہ قسامت اسلام میں پہلی قسامت تھی۔ [1]

اس حدیث سے یہ باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ قسامت سے قتل لازم ہوتا ہے کیونکہ آپ کا فرمان ہے:

اتحلفون وتستحقون دم صاحبکم

کیا تم قسم اٹھا کر اپنے آدمی کے خون کے مستحق ہونا چاہتے ہو۔

---

[1] البخاری ۳۱۷۳، ۶۱۴۳، ۶۸۹۸۔ مسلم ۱۶۶۹۔ ابو داؤد ۴۵۲۰ ترمذی ۱۴۲۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں آتا ہے کہ فیدفع برمتہ یعنی پھر وہ سارا کا سارا تمہارے سپرد کر دیا جائے گا۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قسموں کی ابتدا حقوق کے خلاف مدعیوں سے کی جائے گی۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے قسموں کو رد کیے بغیر صرف انکار کر دینے پر فیصلہ نہ کیا جائے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب اہل ذمہ حقوق نہ ادا کریں تو ان سے جنگ کرنا درست ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص حاکم سے دور ہو تو اس کو بلانا ضروری نہیں، بلکہ وہ جہاں بھی ہو اسی جگہ اس کو خط لکھا جا سکتا ہے۔

اس میں یہ بھی ہے کہ بغیر گواہوں کے قاضی خط لکھ سکتا ہے۔

اس میں غائب کے خلاف فیصلہ دینے کا جواز بھی ہے مگر اہل عراق یہ حکم نہیں مانتے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قسامت میں صرف ایک شخص قسمیں نہیں اٹھا سکتا۔

اس میں اہل ذمہ کے خلاف اسلام کے مطابق فیصلہ کرنا درست ہے، جب نبی ﷺ کو یہود کے قتل کرنے پر تسلی اور یقین نہ آیا تو آپ نے مقروضوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ صدقہ کے اونٹوں سے ان کی دیت دے دی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی آدمی کو زکوۃ نصاب زائد بھی دی جا سکتی ہے۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے اتفاق کیا ہے کہ قسامت کا حکم پہلے خون کے مدعیوں کو دیا جائے گا مگر امام شافعی کے نزدیک اگر میت کہہ بھی دے کہ میرا خون فلاں کے نزدیک ہے تو اس کو قسم نہ دی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب مدعیوں اور مدعی علیہم کے مابین عداوت ہو جس طرح یہود اور مسلمانوں میں تھی تو پھر قسامت ضروری ہوگی ورنہ قسامت ضروری نہیں۔

ابن لبابہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان خون بہانے کو باطل کر دیتا ہے۔

لو یعطی الناس بدعواھم لادعی قوم دماء قوم واموالھم.[1]

---

[1] البخاری ۴۵۵۲۔ مسلم ۱۷۱۱۔ ابو داؤد ۳۶۱۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر لوگوں کو ان کے دعوے کے مطابق دے دیا جائے تو ہر قوم دوسری قوم کے خلاف خونوں اور مالوں کا دعویٰ شروع کر دیتی۔

مسند بزار میں ہے کہ کچھ لوگوں نے یمن کی زمین میں ایک کنواں کھودا، اس میں شیر گر گیا، سارے دیکھنے لگے تو (ہجوم کی دھکم پیل کی وجہ سے) ان میں سے ایک آدمی کنویں میں گرنے لگا تو وہ دوسرے کے ساتھ لٹک گیا اور دوسرا ایک اور سے لٹک گیا اس طرح وہ چار ہو گئے اور وہ چاروں کے چاروں کنویں میں گر پڑے، شیر نے انہیں زخمی کر دیا تو ایک آدمی نے اسے نیزے سے مار ڈالا، لوگوں نے پہلے سے کہا کہ تو نے ہمارے ساتھیوں کو مار ڈالا اس لیے تو دیت دے، اس نے انکار کیا، تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے پاس فیصلہ لے گئے، انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ جس نے گڑھا کھودا تھا اس سے ربع (۱/۴) دیت، ثلث دیت اور نصف دیت اور پوری دیت کی جائے تو پہلے شخص کے ورثاء کو چوتھا حصہ دیت دی جائے کیونکہ جب وہ مرا تو وہ سب سے نیچے تھا اور اس کے اوپر تین تھے اور ثلث (۱/۳) حصہ دیت دوسرے کے ورثاء کو دی جائے کیونکہ جب وہ مرا تو اس کے اوپر دو آدمی تھے اور وہ تیسرا تھا اور نصف حصہ تیسرے کو دی جائے کیونکہ جب وہ مرا تو اس کے اوپر ایک آدمی تھا اور وہ خود دوسرا تھا اور آخری کے لیے پوری دیت ہے، پھر وہ آئندہ سال نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ایک آدمی نے ان میں سے یہ بھی بتایا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے درمیان یہ فیصلہ کر دیا تھا تو آپ نے فرمایا ھو ما قضی بینکم [1] فیصلہ اسی طرح ہے جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تمہارے درمیان فیصلہ کر دیا ہے۔

---

[1] البزار ۱۵۳۲ ـ المجمع ۲۸۷/۶ فی سنده حنش بن المعتمر قال البخاری یتکلمون فی حدیثه وقال النسائی لیس بالقوی وقال ابو حاتم لست الاهم یحتجون بحدیثه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کا اس شخص کے متعلق فیصلہ جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرلیا آپ کا علی بن ابی طالب کو ماریہ کے چچازاد کو قتل کرنے کیلئے بھیجا تو انہوں نے جب اس کا آلۂ تناسل کٹا ہوا دیکھا تو اس کو چھوڑ دیا

نسائی اور مسند ابن ابی شیبہ میں ہے کہ سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے ماموں سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو ملا، ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، وہ کہنے لگے مجھے نبی ﷺ نے اس شخص کی طرف بھیجا ہے کہ جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرلیا اور نسائی میں اس طرح ہے کہ مجھے اس آدمی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا جو اپنے باپ کی عورت کے پاس جاتا ہے [1] اور ان دو کتابوں کے علاوہ دیگر کتب میں اس طرح آتا ہے کہ مجھے آپ نے اس لیے بھیجا ہے کہ میں اس کا سر اور مال بطور غنیمت آپ کے پاس لاؤں۔ [2]

ابن سکن کی کتاب الصحابہ میں ہے اور اس کو ابن ابی خیثمہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ خالد بن ابی کریمہ نے معاویہ بن قرہ سے عن ابیہ بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ان کے باپ، یعنی معاویہ کے دادا کو اس شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے شادی رچالی تھی کہ میں اس کی گردن اتارلوں اور اس کا مال خمس میں جمع کرادوں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

کتاب ابن سکن اور کتاب ابن ابی خیثمہ میں ہے کہ نبی ﷺ کی ام ولد ماریہ قبطیہ کے چچازاد کو سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا سے متہم کیا جاتا ہے تو نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو بھیجا کہ جاؤ اگر اس کو ماریہ کے پاس دیکھو تو مار ڈالو سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو وہ ایک گڑھے میں

---

1. احمد فی مسنده ۱۸۵٦٠ ۔ ترمذی ۱۳٦۲ ۔ ابو داؤد ٤٤٥٧ عن البراء واسناده حسن۔
2. رواه لنسائی فی الکبری ۷۲۷٤ و لبیهقی فی لمسنن ۱۰۹/٦ و ابن ماجه ۲٦۰۸ ۔ اسناده صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھنڈک حاصل کر رہا تھا۔تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اپنا ہاتھ پکڑاؤ تو اس نے اپنا ہاتھ پکڑایا تو انہوں اس کو اس سے باہر نکالا تو دیکھا کہ اس کی شرمگاہ کٹی ہوئی ہے، یعنی اس کا ذکر نہیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا، پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول اس کا تو ذکر ہی نہیں (1) اس حدیث کو ثابت بنانی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کے باغ میں کھجوریں جمع کر رہا ہے اس نے ایک کپڑا لپیٹا ہوا تھا تو جب اس نے تلوار دیکھی تو اس کا وہ کپڑا گر گیا تو دیکھا کہ وہ مجبوب ہے، یعنی اس کا تو ذکر ہی نہیں۔

نبی ﷺ کا اس مقتول کے متعلق فیصلہ جو دو بستیوں میں مرا ہوا ملے

مسند ابن ابی شیبہ میں سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو بستیوں کے درمیان ایک مقتول پڑا ہوا مل گیا نبی ﷺ نے حکم دیا تو ان دونوں بستیوں کا درمیانی فاصلہ ناپا گیا، ان میں سے ایک کا فیصلہ کم پایا گیا، گویا کہ میں اب بھی نبی ﷺ کی بالشت کو دیکھ رہا ہوں تو آپ نے اس قتل کو قریب والی بستی پر ڈال دیا۔ (2)

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہمیں یہ بات نبی ﷺ سے پہنچی ہے کہ آپ نے اس مقتول کے متعلق فیصلہ فرمایا جو کچھ لوگوں کے گھروں کے درمیان پڑا ہوا مل جائے کہ مدعیٰ علیھم (ملزمان) پر قسم ہے، وہ انکار کریں تو مدعی قسم اٹھائیں اور اس طرح وہ اپنے حق کے مستحق ہو جائیں گے اور اگر دونوں فریق انکار کر دیں تو مدعیٰ علیھم (ملزمان) کے ذمہ دیت ہوگی اور قسم اٹھانے کی وجہ سے آدھی دیت باطل ہو جائے گی۔ (3)

---

(1) مسند احمد ٣/٢٨١ (١٣٩٨٩) مسلم ٢٧٧١، ٥٩ من حدیث انس اسنادہ حسن

(2) مسند احمد ٣/٣٩ (١١٣٣١)۔ البزار ١٥٣٤ ۔ فیہ عطیہ العوفی و ابو اسرائیل الملائی ضعیف۔

(3) مصنف عبدالرزاق ١٨٩٩۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کا زخموں کے قصاص کے متعلق فیصلہ اور آپ کا یہ کہنا کہ زخم کا قصاص زخم ٹھیک ہونے کے بعد لیا جائے

مصنف عبدالرزاق میں ابن جریج عن عمرو بن شعیب سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کا فیصلہ فرمایا جس نے دوسرے کو اس کے پاؤں میں سینگ مارا تو اس نے کہا، اے اللہ کے رسول آپ مجھے اس سے قصاص لے کر دیں، آپ نے فرمایا جب تیرا زخم ٹھیک ہو جائے گا تو اس وقت بدلہ لینا لیکن اس نے قصاص پر ہی اصرار کیا تو آپ ﷺ نے اسے قصاص دلوا دیا، تو جس سے قصاص لے کر دیا وہ تو ٹھیک ہو گیا مگر وہ دوسرا شخص جس کے لیے قصاص لیا گیا تھا وہ لنگڑا ہو گیا، تو اس نے کہا کہ میں لنگڑا ہو گیا ہوں اور وہ ٹھیک ہو گیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

الم امرك ان لاتستقيد حتى تبرأ جراحك فعصيتني فابعدك الله عزوجل وبطل عرجك۔

کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ زخم ٹھیک ہونے تک انتظار کرو مگر تو نے میری نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی رحمت سے دور کر دیا اور تیرا لنگڑا پن رائیگاں کر دیا، پھر نبی ﷺ نے اس شخص کے بعد جو لنگڑا ہو گیا تھا یہ حکم فرمایا کہ کسی بھی زخم کے تندرست ہونے تک اس کا قصاص نہ لیا جائے، کیونکہ زخم اس کے مطابق ہو گا جہاں تک وہ پہنچ گیا ہو، جو بھی شل ہونا یا لنگڑا پن ظاہر ہو جائے تو اس میں قصاص نہیں بلکہ دیت ہے اور جس نے کسی زخم کا بدلہ لیا، پھر جس سے بدلہ لیا گیا ہے اور اس کا زخم زیادہ ہو گیا ہو، تو اس کی دیت سے جو زائد ہو، وہ اس پر ڈالا جائے گا۔ [1]

[1] مصنف عبدالرزاق (١٧٩٩١) والبیهقی (٦٨/٨) سنده حسن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں "الجروح قصاص" میں یعنی زخم برابر ہیں۔ امام (حکمران، جج) کو حق نہیں کہ اس کو مارے یا قید کرے صرف قصاص لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ بھولنے والا نہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مارنے یا قید کرنے کا حکم دے دیتا۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زیادتی کرنے والے سے قصاص لیا جائے اور اس کی جرأت کی اس کو سزا دی جائے۔

دانت کے متعلق نبی ﷺ کا فیصلہ اور اس چیز کا بیان جس کے متعلق قصاص کا خیال نہیں کیا جاتا

بخاری و مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر کی بیٹی، ربیع کی بہن، نے ایک لڑکی کو تھپڑ مارا تو اس کا ثنیہ دانت توڑ دیا مسلم کی ایک دوسری روایت میں سَحلَتْ اَسْنَانَهَا یعنی اس کے دانت اکھیڑ دیئے۔ تو وہ یہ جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے گئے تو آپ نے قصاص کا حکم دیا تو ربیع کی ماں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا اس سے بھی قصاص لیا جائے گا۔ اللہ کی قسم اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا آپ نے فرمایا:

"سبحان الله یا ام الربیع القصاص فی کتاب الله"

سبحان اللہ! اے ام الربیع! قصاص کا حکم قرآن میں ہے، اس نے کہا اللہ کی قسم اس سے قصاص کبھی نہیں لیا جائے گا۔ تو وہ اپنی اس بات پر ڈٹی رہی یہاں تک کہ انہوں دیت قبول کر لی تو آپ نے فرمایا:

ان من عباد الله من لو اقسم علی الله لابرہ۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا اور نافذ کر دیتا ہے۔ [1]

انہی دونوں کتابوں میں ہے کہ ایک آدمی نے ایک دوسرے آدمی کا ہاتھ دانتوں

[1] البخاری (۲۷۰۳) و (۶۸۰۶) و مسلم (۱۶۷۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کاٹ دیا اس نے اس کے مونہہ سے اپنا ہاتھ کھینچا، تو اس کے اگلے دونوں ثنیہ دانت گر پڑے، وہ یہ جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے گئے، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

يعض احدكم اخاه كما يعض الفحل لا دية لك۔ ❶

کیا تم اپنے مسلمان بھائی کو اس طرح کاٹ کھاتے ہو جس طرح سانڈھ کاٹ کھاتا ہے جاؤ تمہاری کوئی دیت نہیں ہے۔

مصنف ابی داؤد میں ہے کہ نبی ﷺ نے کم نظر والی آنکھ جس کی بینائی کم ہو جائے مگر اپنی جگہ پر قائم رہے، تو اس کے فیصلہ میں فرمایا کہ اس کی دیت ثلث ہے۔ ❷

"المدونہ" اور "الموطا" میں ہے کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں سو دینار دیت ہے۔ ❸

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس میں صرف اجتہاد ہی ہے۔ ❹

شادی شدہ اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

موطا امام مالک میں یحییٰ بن سعید، سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا، کہ اسلم قبیلہ کا ایک آدمی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو کہنے لگا بے شک گھٹیا آدمی یعنی (میں) نے زنا کیا ہے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے یہ بات کسی اور سے تو نہیں کی، اس نے کہا نہیں تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے توبہ کر اور اس بات پر پردہ ڈال اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر پردہ ڈالے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، اس

---

❶ البخاری (٦٨٩٢) و مسلم (١٦٧٣) عن عمران بن حصين

❷ ابو داؤد (٤٥٦٧) النسائی ٥٥/٨۔ سنده حسن

❸ مالك فی الموطا (٢٢٦٦) فی القسامة من كلام زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ موقوفا۔

❹ مالك فی الموطا (٢٢٦٧) من كلام مالك موقوفا عليه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا دل ٹھنڈا نہ ہوا یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا، ان سے بھی اسی طرح کہا، تو انہوں نے بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جواب دیا، اس کا دل پھر بھی ٹھنڈا نہ ہوا اور تسلی نہ ہوئی تو وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا اور آپ سے بھی یہی کہا کہ گھٹیا آدمی نے، یعنی میں نے بدکاری کی۔ سعید کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس سے مونہہ موڑ لیا اس نے تین دفعہ کہا، ہر دفعہ آپ اس سے مونہہ موڑتے رہے۔

یہاں تک کہ بہت زیادہ دفعہ کہتا رہا تو آپ نے اس کے گھر آدمی بھیجا کہ وہ پتہ کرے کیا یہ دیوانہ تو نہیں، گھر والوں نے کہا یہ ٹھیک ہے اسے کوئی بیماری نہیں تو آپ نے فرمایا کیا کنوارا ہے یا شادی شدہ، وہ کہنے لگا شادی شدہ، تو آپ نے اس کے متعلق حکم دیا اور وہ رجم کر دیا گیا۔ ❶

اور بخاری میں ہے کہ ہمیں محمود نے عبدالرزاق سے اس نے معمر سے، اس نے زہری سے بیان کیا کہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اسلم قبیلہ کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا: تو اس نے زنا کا اقرار کیا، آپ نے اس سے اعراض کیا یہاں تک کہ اس نے اپنی جان پر چار دفعہ گواہی دے دی تو آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تجھ میں کوئی دیوانگی تو نہیں، اس نے کہا نہیں، آپ نے پوچھا تو نے شادی کی ہے؟ تو کہنے لگا جی ہاں! آپ نے اس کو سنگسار کرنے حکم دیا چنانچہ اس کو عیدگاہ میں سنگسار کیا گیا اور جب پتھر اس کے جسم پر زور سے پڑے تو وہ بھاگ گیا، اس کو پکڑ لیا گیا اور پھر رجم کر دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا، نبی ﷺ نے اس کے متعلق اچھی بات ہی فرمائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

یونس اور ابن جریج اور زہری نے یہ الفاظ نہیں کہے کہ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ❷

مسلم میں ہے کہ آپ نے اس کو چار دفعہ واپس کیا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ

---

❶ مالك في الموطا (١٧٥٦) في الحدود۔ وهو مرسل وما بعده يشهد له۔

❷ البخاري (٦٨٢٠) مسلم (١٧٠١) من حديث جابر بن عبدالله۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کو دو دفعہ واپس کیا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے دو دفعہ یا تین دفعہ واپس کیا، پھر نبی ﷺ نے شام کو خطبہ دیا کہ ہم جب بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جنگ کیلئے نکلتے ہیں تو ہمارے اہل وعیال میں پیچھے ایک آدمی رہ جاتا جس کی آواز سانڈ کی طرح ہوتی ہے۔ اب میں نے اپنے اوپر لازم کرلیا کہ جب بھی میرے پاس کوئی آدمی لایا گیا جس نے ایسا کام کیا ہوگا جس طرح اس شخص نے کیا ہے تو میں اس کو سخت سزا دوں گا۔ راوی کہتا پھر آپ نے نہ اس کے لیے استغفار کیا اور نہ ہی اس کو گالی دی۔ ❶

ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ دو یا تین دن ٹھہرے، پھر نبی ﷺ آئے تو لوگ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا ماعز بن مالک کیلئے بخشش مانگو، راوی کہتا ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لقد تاب توبة لو قسمت بين امة لو سعتهم.

کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر پوری امت میں تقسیم کی جاتی تو وہ سب کو شامل کرلیتی۔

مصنف ابوداود میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

والذی نفسی بیده انه الان لفی انهار الجنة ينغمس فيها۔ ❷

اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میری جان ہے کہ بے شک اب وہ جنت کی نہروں میں ڈوبا ہوا ہے۔

مؤطا امام مالک میں ہے کہ یعقوب بن طلحہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ملیکہ نے انہیں بتایا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اس نے زنا کیا ہے اور اب وہ حاملہ ہے تو آپ نے فرمایا:

"اذهبی حتی تضعيه"

---

❶ مسلم (١٦٩٢) ابو داود (٤٤٢٣) من حديث جابر بن سمرة۔

❷ مسلم (١٦٩٥) ابو داؤد (٤٤٣٣) من حديث بريده رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جاؤ یہاں تک کہ تو اسے جنم دے لے۔“

جننے کے بعد وہ پھر آئی تو آپ نے فرمایا:

اذهبي حتى ترضعيه.

جاؤ یہاں تک کہ تو اس کو دودھ پلا

جب وہ دودھ پلا چکی، تو پھر آئی، تو آپ نے فرمایا۔

اذهبي فاستودعيه.

جاؤ اور اس کو کسی کے حوالے آؤ اور جب وہ اسے کسی کے سپرد کر آئی تو آپ ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دے دیا۔ [1]

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو اس کے لیے سینے تک ایک گڑھا کھودا گیا، پھر اس میں کھڑا کر کے اسے رجم کیا گیا اور اس پر آپ نے نماز جنازہ ادا فرمائی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا آپ اس پر نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے، تو آپ نے فرمایا:

لقد تابت توبة لو قسمت بين سبعين من اهل المدينة لوسعتهم وهل افضل من ان جادت بنفسها لله.

اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کی توبہ مدینہ کے ستر آدمیوں میں بھی تقسیم کی جاتی تو ان کو بھی کافی اور وسیع ہوتی اور اس سے افضل اور کیا ہوسکتا کہ اس نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے لیے قربان کر دی ہے۔

نسائی کی کتاب میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود بھی اس کے رجم کرنے کے وقت موجود تھے اسے رجم کیا اور اس کو چنے کے دانے کے برابر ایک پتھر بھی پھینکا جبکہ آپ اپنے خچر پر سوار تھے۔ [2]

---

[1] مالك في الموطا (٨٢١/٢) و ١٧٥٩ وهو مرسل لكن يشهد له مابعده۔

[2] مسلم (١٦٩٦) ابو داؤد۔ ٤٤٤٠) من حديث عمران بن حصين

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موطا کی حدیث سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جو شخص زنا کا اقرار ایک دفعہ بھی کر لے تو اس پر حد قائم کی جائے اور یہ نہ دیکھا جائے کہ یہ چار دفعہ اقرار کرے تو تب اس پر حد قائم کی جائے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس پر رجم ضروری ہو اس کوڑے نہ مارے جائیں۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ دیوانے کے اقرار سے اس پر جرم لازم نہیں ہوتا کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا ابه جنة کیا اس کو دیوانگی تو نہیں۔

آپ ﷺ کا زنا میں یہود پر رجم کرنے کا فیصلہ

موطا امام مالک میں نافع، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ماتجدون فی التوراۃ فی شان الرجم.

کہ تم تورات میں رجم کے بارہ میں کیا پاتے ہو۔

وہ کہنے لگے ہم انہیں بے عزت کرتے ہیں اور انہیں کوڑے مارے جاتے ہیں۔ تو عبداللہ بن سلام نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو تورات میں رجم کی آیت موجود ہے تو وہ تورات لے کر آگئے اور اس کو کھولا تو ایک آدمی نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ لیا اور اس کے آگے اور پیچھے سب پڑھ ڈالا تو عبداللہ بن سلام نے کہا اپنا ہاتھ اٹھاؤ، جب اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو وہاں رجم کی آیت موجود تھی، چنانچہ آپ کے حکم سے دونوں زانی سنگسار کر دیئے گئے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اس شخص کو دیکھ رہا تھا کہ وہ اس عورت کو پتھروں سے بچانے کے لیے اس پر جھک رہا تھا۔

مالک کہتے ہیں یحنی ظھرہ کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنی پیٹھ اس عورت پر جھکاتا تھا کہ اس کی پیٹھ پر پتھر لگیں اور وہ عورت بچ جائے۔ [1]

---

[1] مالك في الموطا (١٧٥٥) في الحدود وهو صحيح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری اور مسلم میں بھی اسی طرح ہے۔ ❶

کتاب نسائی میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رجم حق ہے مگر اس میں غوطہ زن ہی داخل ہوسکتا ہے۔ ❷

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یَا اَهْلَ الْکِتَابِ قَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ''

''اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا وہ بہت سی چیزیں تمہارے لیے بیان کرتا ہے جو تم کتاب سے چھپاتے تھے۔''

مؤطا کے علاوہ کسی اور جگہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ دونوں یہودی اہل ذمہ نہیں تھے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ وہ اہل ذمہ تھے۔

زجاج نے معانی القرآن میں ذکر کیا ہے کہ خیبر کے اشراف یہود میں زنا زیادہ ہوگیا تھا اور تورات میں تھا کہ شادی شدہ کو زنا کی حد میں رجم کیا جائے، تو یہود کے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا، یہود نے یہ لالچ کیا کہ نبی ﷺ پر شادی شدہ زانیوں کو کوڑے مارنے کا حکم نازل ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی یہی تفسیر ہے۔

یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْ م بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ۔ (المائدہ:۴۱)

''یہودی اللہ تعالیٰ کے کلمات کو اپنی جگہ سے بدل دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر تم یہ چیز دیے جاؤ تو لے لو۔''

یعنی وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ تحریف شدہ حکم ملے تو لے لو ورنہ اس سے دور رہو اور بچو۔

---

❶ البخاری (٦٨١٩) و مسلم (١٦٩٩) من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما

❷ الحاکم فی المستدرك (٣٥٩/٤) صححه الحاکم۔ قال فی التلخیص صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف ابوداود میں ہے کہ ہمیں یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے ابواسامہ سے بیان کیا کہ مجاہد کو عامر نے اس کو سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہود ایک مرد اور عورت کو نبی ﷺ کے پاس لائے، آپ نے فرمایا:

ایتونی باعلم الرجلین منکم۔

کہ تم اپنے میں سے دو بڑے عالم میرے پاس لاؤ۔

تو وہ صوریا کے دو بیٹے لے کر آ گئے، آپ نے ان کو قسم دی کہ بتاؤ تم تورات میں ان دو زنا کرنیوالوں کا کیا حکم پاتے ہو، وہ کہنے لگے ہم تورات میں پاتے ہیں کہ جب ان پر چار گواہ گواہی دے دیں کہ انہوں نے مرد کا ذکر عورت کی شرمگاہ میں دیکھا ہے جیسے سرمہ کی سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے تو ان کو رجم کیا جائے تو آپ نے فرمایا فما یمنعکما ان ترجموھما پھر تمہیں رجم سے کیا چیز روک رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہماری حکومت ختم ہوگئی ہے، اس لیے ہم قتل کو ناپسند سمجھنے لگے۔ تو نبی ﷺ نے گواہ بلائے تو چار گواہ آ گئے اور انہوں نے گواہی دے دی تو آپ نے ان کو رجم کا حکم دے دیا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ چار گواہ انہی میں سے آئے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہودیوں سے کہا ایتونی باربعة منکم کہ چار گوارہ اپنے میں سے لے آؤ۔

کہا جاتا ہے کہ مجاہد غیر مقبول الحدیث ہے اور نبی ﷺ ان کو یہود کی گواہی کے بغیر یا وحی سے یا دونوں مسلمانوں کی شہادت سے یا ان کے اقرار کی وجہ سے ان کو رجم کیا۔ [1]

اور مسند بزار میں ہے کہ یہودی صور بن صوریا کے دو بیٹوں کو آپ کے پاس لائے تو آپ نے ان سے پوچھا۔

انتما اعلم من وراء کما.

کہ تم اپنے علاوہ سب سے زیادہ پڑھے ہوئے ہو۔

تو وہ کہنے لگے کہ لوگ اسی طرح کہتے ہیں۔

---

[1] ابو داود (٤٤٥٢) من حدیث جابر وھو صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو آپ نے ان کو اس ذات کی قسم دی جس نے تورات کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا کہ تم ان دو بدکاری کرنیوالوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی تورات میں کیا حکم پاتے ہو تو وہ کہنے لگے ہم تورات میں اس طرح پاتے ہیں کہ جب کوئی آدمی کسی عورت کے پاس ایک گھر میں خلوت میں پایا جائے تو یہ شک امور ریبہ ہے اس میں سزا ہے اور جب اس عورت کے کپڑے کے اندر یا اس کے پیٹ پر پایا جائے تو پھر بھی ریبہ اور شک ہے اس میں بھی سزا ہے اور اگر چار آدمی گواہی دے دیں پھر باقی حدیث اسی طرح ہے جیسے ذکر کی گئی [1] اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ یہودی اپنے علماء کی رائے کے بغیر اگر اسلام کے مطابق فیصلہ کرنے پر راضی ہو جائیں تو ان میں فیصلہ کرنا درست ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رجم کے لیے گڑھا کھودنا ضروری نہیں اسی لیے وہ زنا کرنے والا اس عورت پر جھک کر بچانے کی کوشش کرتا تھا اگر گڑھا کھودا ہوا ہوتا تو اس طرح نہ جھک سکتا امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے مگر آپ کے بعض ساتھی کہتے ہیں کہ امام کو اختیار ہے گڑھا کھودے یا نہ کھودے اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رجم والے کو کوڑے نہ مارے جائیں۔ مصنف ابوداؤد اور کتاب الشرف میں ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے متعلق فیصلہ کیا جس نے اپنی عورت کی لونڈی سے وطی کی کہ اسے کوڑے مارے جائیں حالانکہ اس عورت نے اپنے خاوند کے لیے اس سے وطی کرنا حلال کیا تھا اگر حلال نہ کیا ہوتا تو رجم کیا جاتا۔ [2]

رسول اللہ ﷺ کا حرام صلح کے توڑنے کا حکم، کنوارے زانی اور مریض پر حد قائم کرنا اور کوڑے کی صفت

موطا امام مالک میں ہے کہ ابن شہاب عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے اس کو بتایا کہ دو آدمی نبی ﷺ کے پاس جھگڑا لے کر چلے گئے تو ایک نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ

---

[1] البزار (۱۰۵۸) مجمع الزوائد (۲۷۱/۶) فیہ حمالد بن سعید ضعیف ویشھد لہ ما قبلہ

[2] ابو داؤد (۴۴۵۹) اسنادہ ضعیف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں، دوسرا ان دونوں میں سے زیادہ سمجھدار تھا اس نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجمع میں کلام کرنے کی اجازت بھی عطا فرمائیں۔

آپ نے فرمایا تکلم. ہاں بولو، وہ کہنے لگا میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا، اس کی بیوی سے اس نے زنا کیا، لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا رجم ہے تو میں نے اس کی طرف سے سو بکریاں اور ایک لونڈی بطور فدیہ دے دی، پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ہے اور اس کی عورت پر رجم ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اما و الذی نفسی بیده لاقضین بینکما بکتاب الله عزوجل اما غنمك و جاریتك فرد علیك.

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا، تیری بکریاں اور لونڈی تجھے واپس مل جائے گی۔

اور اس کے بیٹے کو سو درے لگائے اور ایک سال کیلئے جلاوطن کر دیا اور انیس اسلمی کو حکم فرمایا کہ دوسرے کی عورت کے پاس جاؤ تو اگر وہ اپنے گناہ کا اعتراف کر لے تو اس کو رجم کر دے، وہ گیا تو اس نے جرم کا اعتراف کر لیا تو اس کو بھی رجم کر دیا۔ امام مالک کہتے ہیں ''العسیف'' سے مراد الاجیر یعنی مزدور ہے۔ [1]

بعض علماء نے کہا یہ جو نبی ﷺ نے فرمایا: **لاقضین بینکما بکتاب الله** کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فیصلہ کروں گا جو کہ وحی ہی ہے گو قرآن نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق:

[1] مالك فی الموطا: ١٧٦٠۔ والبخاری: ٦٦٣٤، ٦٦٣٣۔ ابو داؤد: ٤٤٤٥۔ ترمذی: ١٤٣٣

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ (القلم: ٤٧)

کیاان کے پاس کتاب میں وہ لکھ رہے ہیں یعنی فیصلہ کر رہے ہیں۔

بعض نے کہا یہ قرآن کی مجمل آیات میں سے ہے جس طرح۔

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ. (النور: ٨)

اوراس عورت سے سزا کو رفع کرے گا۔

یہاں ''العـذاب'' مجمل ہے جس کی تفصیل نبی ﷺ نے یہ بیان فرمائی کہ اس سے مراد شادی شدہ زانی کو رجم کرنا ہے۔

اس حدیث سے یہ باتیں واضح ہوئیں۔

1- حرام صلح کو توڑ دینا ضروری ہے۔

2- حد قائم کرنے پر کسی کو وکیل بنایا جاسکتا ہے۔ بخلاف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ حدود کی وکالت کو جائز قرار نہیں دیتے صرف دلیل قائم کرنے میں خصوصاً جائز سمجھتے ہیں۔

3- زانی کا اقرار ایک دفعہ ہی کافی ہے۔

4- جس پر رجم لازم ہو اس کو کوڑے مارے جائیں۔

5- جہاں بڑا عالم موجود ہو اس سے چھوٹے عالم سے مسئلہ پوچھا جاسکتا ہے۔

6- اگر کوئی آدمی کسی دوسرے کی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے تو حاکم اس عورت کے پاس کسی کو بھیج سکتا ہے، اگر وہ اقرار کرلے تو اس کو حد لگائی جائے اور پھر تہمت لگانے والا بری ہو جائے اور اگر وہ عورت انکار کردے تو تہمت لگانے والے کو حدِ قذف لگائی جائے گی۔

7- احکام کے متعلق اور محکوم علیہ کی طرف عذر پیش کرنے میں خبر واحد بھی دلیل ہے۔

8- کنوارے زانی کو ایک سال جلاوطن کیا جائے، عورتوں اور غلاموں پر جلاوطنی نہیں کیونکہ عورتیں پردہ ہوتی ہیں اور غلام تو ایک سامان کی طرح ہے۔ اور بخاری نے تغریب کی نفی سے تفسیر کی تو انہوں نے اپنی کتاب میں یہ باب باندھا۔

البكران يجلدان وينفيان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کنواروں کو کوڑے مارے جائیں اور قید کیے جائیں۔

نسائی نے کہا: عورتوں کو مجلس حکم سے بچانے کے متعلق ہیں، مؤطا میں ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ زید بن اسلم سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے دور میں زنا کا اقرار کر لیا تو آپ نے فرمایا ایک کوڑا لاؤ تو ایک ٹوٹا ہوا کوڑا لایا گیا، آپ نے فرمایا 'فوق هذا' اس سے اوپر ہو تو ایک نیا کوڑا لایا گیا جس کے کنارے تراشے نہیں گئے تھے تو فرمایا: "دون هذا" جو نرم ہو گیا تھا اس سے کم ہو، ایک ایسا کوڑا لایا گیا۔

تو آپ نے اس کے ساتھ مارنے کا حکم دیا تو اس کو مارا گیا پھر فرمایا:

ايها الناس قدآن لكم ان تنتهوا عن حدود الله من اصاب من هذه القاذورات شيئا فليستتر بستر الله فإنه من يبدى صفحته نقم عليه كتاب الله. ❶

اس حدیث میں "لم تقطع ثمرته" یعنی اس کا کنارہ کٹا ہوا نہ تھا، ثمرہ طرف (سائیڈ) کو کہتے ہیں۔

آپ نے جو فرمایا: "من اصاب من هذه القاذورات" یعنی جو ان گناہوں کا ارتکاب کرے جیسے زنا شراب وغیرہ۔ کتاب ابی عبید میں ہے کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جو اپنے قبیلہ میں ناقص اور بیمار تھا ان کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کے ساتھ خبیث کام کرتا تھا تو آپ نے فرمایا:

خذوا له عثكالا فيه مأة شمراخ فاضربوه به ضربة. ❷

سوت خول والی ایک ٹہنی لے کر اس کو وہ ایک دفعہ ہی مار دو۔

ابن قتیبہ کی شرح الحدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اجلدوه" اس کو کوڑے مارو، تو وہ کہنے لگے ہمیں ڈر ہے کہ یہ کہیں مر نہ جائے تو آپ نے فرمایا: اجلدوه بعثكال اس کو ٹہنی سے مارو اہل مدینہ شاخ کو عذق بھی کہتے ہیں اور وہ "عرجون" ہوتی ہے، یعنی ٹہنی اور شاخ۔ یہ اسماعیل کے احکام ہیں اور یہ خاص ہے۔

❶ مالك في الموطا (١٧٦٩) في الحديث وهو مرسل۔

❷ احمد في المسند (٢٢٢/٥) والبيهقي في السنن ٤٣٠/٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد قذف وخمر میں رسول اللہ ﷺ کا حکم اور جو لواطت میں آپ سے مروی ہے

کتاب نسائی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب میرے متعلق معذرت نازل ہوئی تو نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور اس بات کا ذکر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات تلاوت کی اور جب منبر سے اترے تو دو مرد اور ایک عورت کو لایا گیا اور ان کو حد ماری گئی۔ ❶

بخاری میں عروہ سے ہے کہ اہل افک میں جن کا ذکر کیا گیا، وہ یہ تین ہیں ۱- حسان بن ثابت ۲- مسطح ۳- حمنہ بنت جحش، باقی لوگ بھی تھے مگر میں انہیں نہیں جانتا، لیکن وہ ایک جتھا تھے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو شخص اس کام کو بڑھانے اور بڑا کرنے کا ذمہ دار تھا ❷ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔

نبی ﷺ سے لواطت میں رجم کرنا یا کوئی فیصلہ دینا ثابت نہیں۔ مگر اتنا ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اقتلو الفاعل والمفعول به. ❸

یعنی یہ کام کرنے والے اور جس کے ساتھ کیا گیا ہے دونوں کو قتل کر دو اس حدیث کو سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ احصنا اولم یحصنا ❹ یعنی وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں۔

---

❶ ابو داود (٤٤٧٤) (٤٤٧٥) الترمذی (٣١٨١) عن عائشه وهو حديث حسن۔

❷ البخاری ٤٧٥٧ عن عائشه رضی اللہ عنہا

❸ احمد فی المسند (٢٧٣٣) والحاكم (٣٥٥/٤) والبيهقی فی السنن (٢٣٣/٨) عن ابن عباس فی اسناده عباد بن منصور ضعيف مدلس۔

❹ ابن ماجه (٢٥٦٢) والحاكم (٣٥٥/٤) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ فیصلہ اور حکم کیا اور خیر القرون سے مشورہ کرنے کے بعد خالد کی طرف بھی اس بارہ میں لکھا۔

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس بارے میں بہت سخت تھے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ کام کرنیوالوں کو جلا دیا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رجم کے بعد انہیں جلایا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر چہ وہ شادی شدہ نہ ہو پھر بھی اس کو رجم کیا جائے۔ [1]

ابن القصار نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس بات (یعنی رجم) پر جمع ہوئے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دونوں کو اونچے پہاڑ سے نیچے پھینکا جائے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب تو ان دونوں پر ایک دیوار گرادی۔

مصنفات مشہورہ میں ہے کہ آپ ﷺ نے کسی مرتد کو قتل کیا اور نہ ہی کسی زندیق کو، البتہ آپ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

من غيّر دينه فاقتلوه. [2]

جو شخص اپنا دین بدلدے اس کو مار ڈالو۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ام خرقہ نامی ایک عورت کو قتل کر دیا جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہوگئی تھی۔

بخاری میں عقبہ بن الحارث سے مروی ہے کہ نعمان یا ابن النعمان کو نبی ﷺ کے پاس نشہ کی حالت میں لایا گیا، تو یہ بات آپ پر بہت گراں اور سخت ناگوار گذری تو جو کوئی گھر میں تھا سب کو حکم دیا کہ اس کو مارو، تو وہ ڈنڈوں جوتوں سے اس کو مارنے لگے اور میں بھی مارنے والوں میں شامل تھا۔ [3]

---

[1] البیهقی فی السنن ۲۳۲/۸۔ وهو حدیث مرسل انظر الترغیب والترهیب ۳/ ۲۸۶۔

[2] احمد فی المسند ۲۱۷/۱ و ۲۱۹۔ والبخاری ۳۰۱۷۔ وابو داؤد ۴۳۵۱۔

[3] البخاری ۶۷۷۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے شراب کی حد میں جدید (کھجور کی وہ ٹہنی جس کے پتے صاف کر دیئے گئے ہوں) اور جوتے مارے اور ابو بکر نے چالیس درے مارے۔ ❶

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں ہمارے پاس شراب پینے والا لایا جاتا، تو ہم کھڑے ہو جاتے اور اس کو اپنے ہاتھوں جوتوں اور چادروں سے مارتے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا آخری دور آیا تو انہوں نے اس کو چالیس کوڑے مارے، پھر جب وہ مزید سرکش ہوئے اور گناہ کرنے لگے تو انہوں نے اسی درے لگائے ❷ کتاب الحدود میں اسی طرح ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ہے کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے ولید بن عقبہ کو اسی درے لگائے۔

ایک اور جگہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب ولید بن عقبہ حمران اور ایک دوسرے آدمی نے شہادت دی تو حمران نے کہا اس نے شراب پی اور دوسرے نے کہا میں نے اس کو قے کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے پی تھی تو اسی لیے ہی تے کر رہا تھا۔ پھر فرمایا علی اٹھو اور اس کو کوڑے لگاؤ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا حسن تم اٹھو اور اس کو کوڑے لگا تو انہوں نے کہا (ول حارها من تولى قارها) یعنی جو شخص ٹھنڈے امور کا ذمہ دار ہے اسی کے ذمہ گرم امور بھی کرو، گویا کہ وہ ناراض ہوئے۔

پھر سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اٹھو اور اس کو کوڑے مارو، وہ اٹھے اور کوڑے لگانے لگے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ گننے لگے اور جب وہ چالیس پر پہنچے تو کہا کہ رک جاؤ نبی ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس درے لگائے ہاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسّی درے لگائے اور یہ سب سنت ہے مگر مجھے (چالیس) پسند ہیں۔ ❸ امام شافعی نے چالیس والی بات اپنائی۔

---

❶ البخاری ٦٧٧٣ و ٦٧٧٦۔ ❷ البخاری ٦٧٧٩۔ عن السائب بن یزید رضی اللہ عنہ

❸ احمد فی المسند ٦٢٤ و ١١٨٤۔ و مسلم ١٧٠٧، ٣٨۔ ابو داؤد ٤٤٨١۔ و ابن ماجه ٢٥٧١۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ نبی ﷺ نے اسی درے لگائے۔ ❶ اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، جب یہ امام تک پہنچ جائیں تو ان کی معافی نہیں ہوسکتی۔ مرتد، زندیق، چور، اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دینے والے اور محارب (اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے جنگ کرنے والے) کو قتل کرنا ہے اور زنا چوری، شراب اور لواطت میں حد ہے اور قذف میں اختلاف ہے۔

چور اور بار بار چوری کرنیوالے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نافع رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال چرانے پر ہاتھ کاٹ دیا جس کی قیمت تین درہم تھی۔ ❷

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ سیدنا صفوان بن عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ جس نے ہجرت نہ کی، تو وہ ہلاک ہوگیا، سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ مدینہ آ گئے اور آہستگی سے مسجد میں اپنی چادر کو تکیہ بنا کر سو گیا، ایک چور آیا تو اس نے آہستگی سے چادر ان کے سر کے نیچے سے نکال لی، تو سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے، تو آپ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے، تو سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول میرا ارادہ تو یہ نہیں تھا میں یہ چادر اس کو بطور صدقہ دیتا ہوں، آپ نے فرمایا (فهلا قبل ان تاتيني به) میرے پاس آنے سے پہلے تو نے کیوں اسے معاف نہیں کر دیا۔ ❸

---

❶ عبدالرزاق في المصنف (١٣٥٤٧) مرسل و فيه مجهول

❷ مالك في الموطا (١٧٨٨) احمد في المسند (٦٤/٢) و (٥٣١٠) والبخاري (٦٨٩٥) و مسلم (١٦٨٦)

❸ مالك في الموطا (١٨٢٢) وهو مرسل۔ و ابن ماجه (٢٥٩٥) و وهو حديث حسن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن محیریز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کے گلے میں لٹکانے کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے کہا یہ سنت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کے گلے میں لٹکا دیا تھا۔ مصنف ابی داؤد میں بھی اسی طرح ہے۔ ❶

بخاری اور کتاب مسلم میں ہے قریش کو بنومخزوم قبیلہ کی اس عورت نے فکر مند کر دیا جس نے چوری کی تھی۔ (مسلم میں ہے غزوۂ فتح میں یہ واقعہ پیش آیا) تو وہ (قریش) کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس بارہ میں بات کون کرے؟ (تو انہی میں سے) کسی نے کہا کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو نبی ﷺ کو بہت پیارا ہے وہی یہ جرأت کر سکتا ہے، سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بات کی تو آپ نے فرمایا (**اتشفع فی حد من حدود الله**) کیا تو اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرنے لگا ہے؟ تو سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول آپ میرے لیے دعا استغفار کریں غروب آفتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف فرمائی جو کہ اس کے لائق ہے، پھر آپ نے فرمایا:

> **امابعد! انما هلك من كان قبلكم انهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه و اذا سرق الضعيف اقامو عليه الحد والذی نفسی بیده لو ان فاطمه بنت محمد ﷺ سرقت لقطعت یدها.**
>
> حمد وصلوٰۃ کے بعد تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی شریف دولت مند چوری کرتا، تو وہ اسے چھوڑ دیتے مگر جو شخص ان میں ضعیف اور کمزور ہوتا تو وہ لوگ اس پر حد قائم کر دیتے۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت محمد (ﷺ) بھی اگر چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ ❷

❶ النسائی (۹۲/۸) و (٤٩٨٢) ابو داؤد (٤٤١١) ابن ماجه (٢٥٨٧) اسناده ضعيف۔

❷ البخاری ٣٤٧٥ و ٦٨٨٧۔ مسلم ١٦٨٨ ابو داؤد ٤٣٧٣۔ الترمذی ١٤٣٠ عن عائشه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس مخزومیہ عورت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے بات کی، تو آپ نے فرمایا:

لو كانت فاطمة قطعت يدها. ❶

یعنی میری لڑکی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا اور اس مخزومیہ عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ مخزومیہ عورت لوگوں کے زیورات اور سامان مانگ کر لیجاتی اور پھر انکار کر دیتی تھی، تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ ❷

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک غلام لایا گیا جس نے چوری کی تھی، وہ آپ کے پاس چار دفعہ لایا گیا تو آپ نے اسے چھوڑ دیا، پانچویں دفعہ جب لایا گیا، تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا، جب چھٹی دفعہ لایا گیا، تو اس کا پاؤں کاٹا گیا ساتویں دفعہ لایا گیا تو دوسرا ہاتھ کاٹا گیا اور جب آٹھویں دفعہ لایا گیا تو اس کا دوسرا پاؤں کاٹنے کا حکم دے دیا۔ ❸

واضحہ میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے تو چوری کی ہے، آپ نے فرمایا چلو اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ (اور اس طرح بار بار چوری کرنے کی وجہ سے) اس چور کے چاروں (ہاتھ اور پاؤں) کاٹ دیئے، تو پھر پانچویں دفعہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اور اس دفعہ اس نے اپنے مونہہ سے چوری کی تھی، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ ❹

یہ بات اکثر علماء کے نزدیک صرف اسی آدمی کے ساتھ مخصوص ہے مگر ابوالمصعب امام

---

❶ رواه مسلم (١٦٨٩) عن ام سلمة رضی اللہ عنہا ❷ مسلم ١٦٨٨ عن عائشه رضی اللہ عنہا

❸ عبدالرزاق (١٨٧٧٣) والبيهقي (٢٧٣/٨) عبد ربه مجهول والحارث بن عبدالله عن رسول الله ﷺ مرسل۔

❹ النسائي (٨٩/٨ و ٩٠) والحاكم (٣٨٢/٤) والبيهقي (٢٧٢/٨) صححه الحاكم قال الذهبي منكر من حديث الحارث بن حاطب و اسناد ضعيف وله شاهد من جابر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھی کہتے ہیں کہ جب چور پانچویں دفعہ چوری کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔

مصنف ابوداود میں ہے کہ نبی ﷺ نے پانچویں دفعہ اسے قتل کرنے کا حکم دیا، تو اسے قتل کر کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس پر پتھر بھی چلائے تھے یعنی ہم نے اسے پتھر مارے تھے۔ ❶

اصیلی نے اپنے بغداد کے اساتذہ سے جو روایات بیان کی ہیں ان میں ہے کہ میں نے اسی کے خط سے لکھا ہوا پایا ہے کہ ایک آدمی بچوں کو چرا لیتا تھا تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ ❷

عبدالرزاق نے ثوری سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے حسن سے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے کچھ کھانا چرایا تھا تو آپ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔ ❸

سفیان کہتے ہیں کہ جس چیز پر دن گذرنے سے وہ خراب ہو جاتی ہو مثلاً ثرید، گوشت اور ان جیسی چیزیں، تو ایسی چیزوں کے چرانے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے، بلکہ اسے تعزیر دی جائے۔

جو مسلمان ذمی یا حربی آپ ﷺ کو گالی دے اس کا حکم اور جادوگر کے بیان میں کہ وہ کیسے قتل کیا جائے

صحیح حدیث میں ہے کہ ایک یہودی عورت نے نبی ﷺ کے لئے ایک بکری کے گوشت میں زہر ملا دیا، اس یہودی عورت کا نام زینب بنت حارث بن سلام تھا اور زہر زیادہ تر اس نے اس بکری کے بازو (دستی والے گوشت) میں ڈالی، جب اس نے وہ بکری

---

❶ ابو داود (٤٤١٠) عن جابر وهو حسن ❷ بيهقي في السنن (٢٦٨/٨) الدارقطني (٢٠٢/٣) و قال عبدالله بن محمد كثير الخطا على هشام وهو ضعيف قال ابن حبان يروى الموضوعات عن الثقات قال ابو حاكم متروك الحديث۔

❸ عبدالرزاق في المصنف (١٨٩١٥) وهو مرسل و فيه رجل مجهول۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے آگے رکھی تو آپ نے وہی زہر والا بازو لیا اور اس میں ایک بوٹی کھائی، وہ آپ کے گلے سے نہ اتر سکی، آپ کے ساتھ سیدنا بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ بھی تھے ان کے گلے سے وہ اتر گیا اور نبی ﷺ نے اس کو تھوک دیا) پھر فرمایا:

ان هذا العظم ليخبرني انه مسموم.

کہ یہ ہڈی مجھے بتا رہی ہے کہ یہ زہر آلود ہے۔

پھر یہودی عورت کو بلایا تو اس نے اس بات کا اقرار کر لیا، آپ نے اس سے پوچھا (ماحملك على هذا) تجھے اس طرح کرنے پر کس چیز نے برانگیختہ کیا، وہ کہنے لگی میں نے دل میں کہا کہ اگر یہ بادشاہ ہوا تو ہم اس سے سکون و آرام حاصل کر لیں گے اور اگر نبی ہوا تو اسے یہ زہر نقصان نہیں دے گا، تو نبی ﷺ نے اس کو معاف کر دیا اور سیدنا بشر بن براء رضی اللہ عنہ اس کھانے سے مر گئے، یہ حدیث بخاری مسلم میں ہے۔ ❶ اسماعیل قاضی اور ابن ہاشم یہی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس کو معاف کر دیا۔

ابو داود نے اپنی مصنف میں لکھا ہے اور کتاب شرف المصطفیٰ میں بھی ہے کہ نبی ﷺ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا کیونکہ اس بکری کے کھانے سے کچھ مسلمان فوت ہو گئے تھے۔ ❷

کتاب الشرف کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے اس کو سولی دی مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جادوگر لایا گیا تو آپ نے فرمایا:

احبسوه فان مات صاحبه فاقتلوه. ❸

اس کو قید کر دو اور جس پر اس نے جادو کیا ہے اگر وہ مر جائے تو پھر اس کو بھی قتل کر دینا۔

ابن سلام نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ سے مروی ہے:

---

❶ ابن کثیر نے البدایۃ والنھایۃ ۲۱۱/٤ ۔ والبخاری (۵۷۷۷) عن ابی ھریرہ۔

❷ ابو داود (٤٥١١) وھو صحیح۔

❸ عبدالرزاق نے المصنف ١٨٧٥٤ واسنادہ منقطع یزید بن رومان عن ابی ھریرہ مرسلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد السامر ضربة بالسیف کہ جادوگر کی حد اس کو تلوار سے مار ڈالنا ہے۔ ❶

ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک حیلہ گر عورت کو ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے قتل کر دیا کیونکہ اس نے ان پر جادو کر دیا تھا مگر یہ روایت ثابت نہیں ہے اور ثابت یہ ہے کہ انہوں نے اس کو فروخت کر ڈالا ❷ اور اسی طرح ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے قتل کا واقعہ اسماعیل القاضی کی احکام القرآن میں ہے اور اس نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان پر اس بارہ میں انکار کیا ہے کیونکہ انہوں نے حاکم کے حکم کے بغیر یہ کام کیا تھا۔ ❸

ابن المنذر نے ذکر کیا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو فروخت کر ڈالا تھا۔ اور ابن المنذر نے نبی ﷺ سے ایک حدیث بھی ذکر کیے، جس کے الفاظ یہ ہیں۔

حد الساحر ضربة بالسیف۔

یعنی جادوگر کی سزا اس کو تلوار سے مارنا ہے۔

ابن المنذر نے کہا کہ اس کی سند میں کچھ گفتگو ہے کیونکہ یہ حدیث اسماعیل بن مسلم سے مروی ہے اور وہ ضعیف ہے۔

نسائی اور ابوداود میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نے اپنی ایک ام ولد سے سنا کہ وہ نبی ﷺ کو گالیاں بک رہی تھی تو اس نابینا آدمی نے اسے مار ڈالا، تو نبی ﷺ نے اس کا خون رائیگاں کر دیا۔ ❹

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص نبی ﷺ کو گالیاں دے تو اسے مار ڈالا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے، مرتد کے برعکس (کیونکہ اس سے تو توبہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے)

---

❶ الترمذی (١٤٦) والدارقطنی (٣٣٦) او الحاکم (٣٦٠/٤) قال الترمذی اسماعیل بن مسلم الضعیف والصحیح عن جندب موقوفا۔

❷ ابن القیم فی الزاد المعاد باب فی حکمه فی الساحر (٦٢/٥)

❸ بیهقی فی السنن (١٣٦/٨) عن ابن عمر صحیح۔

❹ ابو داود (٤٣٦١) النسائی (١٠٧/٧، ١٠٨، ١٠٩) الدارقطنی (٢١٦/٤، ٢١٧) والحاکم (٣٥٤/٤) وصححه و وافقه الذهبی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن المنذر نے اشراف میں کہا ہے کہ عام علماء کا اس بات پر اجماع ہے، صرف ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے خلاف کیا اور کہا کہ اہل ذمہ سے اگر کوئی نبی ﷺ کو گالی دے تو اس کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ وہ اس سے بڑے گناہ شرک پر ہونے کے باوجود امن میں ہے مگر ان پر حدیث حجت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔(من لكعب بن الاشرف فانه قد اذى الله ورسوله) "کعب بن اشرف سے مجھے کون بے غم کر سکتا ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو تکلیف دی ہے"، تو کچھ لوگ نبی ﷺ کی اجازت سے اس کے پاس گئے اور اسے مار ڈالا۔ ❶

فضل نے اپنی کتاب میں اور شرف والے نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا کہ نبی ﷺ کے پاس اس کا سر ایک بڑے (تھال) میں لا کر پیش کیا۔

ایک شخص نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی، اس کو قتل کرنے کیلئے سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے ان سے اجازت مانگی، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ چیز نبی ﷺ کے بعد کسی کے لیے جائز نہیں۔ ❷ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کو گالی دے، تو اس کو قتل کر دیا جائے اور اسی طرح جو شخص آپ کو تکلیف دے، عیب لگائے یا آپ کی حقارت کرے، تو اس کو بھی قتل کیا جائے۔ اس حدیث کو عیسیٰ نے ابن القاسم سے المستخرجه میں روایت کیا ہے۔

ابن وھب امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص حقارت سے یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ میلے کچیلے تھے، تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ ❸

المستخرجه میں عیسیٰ نے ابن القاسم سے روایت کیا کہ جو نبی ﷺ کو گالی دے تو مرتد کی طرح اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے، ابن الحکم نے یہ بات امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کی ہے۔

---

❶ البخاری (٢٥١٠) و (٣٠٣١) و مسلم (١٨٠١) و ابو داؤد (٢٧٦٨) عن جابر

❷ ابو داود (٤٣٦٣) النسائی (١٠٧/٧، ١٠٨) عن ابی برزه۔ اسناده صحیح

❸ القاضی عیاض نے الشفا میں ذکر کیا باب من سب النبی ﷺ وانتقصه من کلام مالك موقوفا علیه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الجہاد

اسلام میں مشرکوں کا پہلا مقتول اور پہلی غنیمت

معانی القرآن ابن نحاس احکام القرآن قاضی اسماعیل اور سیر ابن ہشام میں ہے یہ تینوں اپنی اپنی روایت میں اضافہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ مہاجرین کے کچھ اور لوگ بھی بھیجے، ان میں انصاری کوئی نہ تھا۔ سیر میں آٹھ رجب کا ذکر ہے اور احکام میں جمادی الآخر کا آتا ہے کیونکہ اس میں ابن الحضرمی کے قتل کا واقعہ ہے جس کے متعلق اس میں ہے کہ وہ جمادی کے آخر میں اور رجب کی پہلی تاریخ کو پیش آیا اور سیر میں ہے کہ رجب کے آخر اور شعبان کی ابتدا میں یہ واقعہ ہوا۔ نحاس اور اسماعیل کہتے ہیں کہ ان پر سیدنا ابوعبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو، جب انہوں نے چلنے کی تیاری کی تو نبی ﷺ سے محبت کی وجہ سے رو پڑے، آپ نے سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اس کو ایک خط دیا کہ اس کو فلاں مقام پر پہنچ کر ہی پڑھنا، اس سے پہلے نہ پڑھنا اور آپ نے ان میں سے کسی کو مجبور کر کے نہیں بھیجا تھا بلکہ سب خوشی سے گئے تھے۔ سیر میں ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ دو دن چلنے کے بعد اس کو کھول کر پڑھنا، تو انہوں نے دو دن بعد اس کو کھول کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا:

اذا نظرت في كتابي هذا فامض حتى تنزل نخلة بين مكة والطائف فترصد بها قريشا وتعلم لنا من اخبارهم.

یعنی میرا خط پڑھ کر آگے چلتے جاؤ یہاں تک کہ تم مکہ اور طائف کے درمیان کی کھجوروں میں قریش کی گھات میں رہو اور ان کے حالات معلوم کرو۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کا خط پڑھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگے سمعنا وا طعنا یعنی ہم آپ کی بات سن لی اور مان بھی لیا پھر (امیر لشکر نے) اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص ہمارے ساتھ جانا چاہے تو وہ چلتا رہے اور جو شخص واپس لوٹنا چاہے تو وہ واپس جا سکتا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کیونکہ مجھے نبی ﷺ نے کسی کو مجبور کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسماعیل قاضی اور نحاس کہتے ہیں کہ دو آدمی ان میں سے واپس ہو گئے مگر سیر والے نے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں ہوا لیکن جب وہ فرع سے آگے نجران کے مقام پر پہنچے، تو سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہما کا اونٹ گم ہو گیا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے، وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ آگے نکل گئے یہاں تک کہ نخلہ میں جا رکے۔ جہاں کا نبی ﷺ نے ان کو فرمایا تھا، تو ان کے پاس سے کفار کا ایک قافلہ گذرا جس کے پاس منقہ چمڑہ اور قریش کی تجارت کا کچھ دیگر سامان بھی تھا، اس قافلہ میں عمرو بن الحضرمی اور عبداللہ بن عباد بھی تھے اور کہا جاتا ہے کہ مالک بن عبادہ صدف کا بھائی بھی موجود تھا، صدف کا نام عمرو بن مالک ہے جو کندہ میں سے یا کنانہ میں سے سکون بن اشرس کا بھائی تھا، ہمارے لوگوں نے ان کے متعلق مشورہ کیا اور یہ رجب کا آخری دن تھا، تو وہ کہنے لگے اگر ہم نے یہ رات خطا کر دی تو یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور تم سے محفوظ ہو جائیں گے اگر ان کو قتل کر دیا تو ماہ حرام میں قتل ہوگا، وہ لوگ شش و پنج میں پڑ گئے اور ان پر ہتھیار اٹھانے سے ڈر گئے، لیکن پھر وہ ان میں سے جس پر طاقت رکھیں اس کو قتل کرنے اور ان کا مال اسباب لینے پر متفق ہو گئے تو واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن الحضرمی کو تیر مار کر قتل کر دیا۔ عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان قید کر لئے گئے اور نوفل بن عبداللہ بھاگ گیا یہاں تک کہ وہ پیچھے رہ گئے تو سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ قافلہ کے ساتھ دو قیدی لے کر مدینہ آ گئے، جب وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا۔

ما امرتکم بقتال فی الشھر الحرام.

میں نے تمہیں حرمت والے مہینے میں جنگ کرنے کا نہیں کہا تھا اور آپ نے گدھوں کا قافلہ اور دو قیدی لینے سے انکار کر دیا۔ جب نبی ﷺ نے یہ فرمایا تو سب نادم اور شرمندہ ہوئے اور وہ سمجھے کہ ہم ہلاک ہو گئے اور انہیں مسلمان بھائیوں نے بھی کافی ڈانٹ ڈپٹ کی۔ قریش کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں نے حرمت والا مہینہ حلال کر لیا اور اس میں خون بہائے اور مال لوٹ لئے اور کچھ لوگوں کو قید بھی کر لیا اور جو شخص ان کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دے رہا تھا، تو اس نے کہا کہ یہ کام انہوں نے شعبان میں کیا ہے۔

یہود نے اس سے لیا اور یہ شگون (فال) کہنے لگے کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ بن عمرو نے قتل کیا۔ عمرو کے لفظ سے "عمرت الحرب" لیا یعنی جنگ چھڑ جائے گی۔ الحضرمی سے "حضرت الحرب" لیا یعنی جنگ آ پہنچی اور واقد سے وقدت الحرب لیا یعنی جنگ بھڑک اٹھی تو اللہ تعالیٰ ان کی ان باتوں کو ان کے ہی خلاف قرار دیا۔ اور یہ آیت نازل کر دی:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (البقرة: ۲۱۷)

"آپ سے حرمت والے مہینے میں جنگ کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ اس مہینہ میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکنا اور اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دینا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ گناہ بہت بڑا ہے۔"

یعنی عمرو بن الحضرمی کے قتل سے یہ گناہ بڑے ہیں اور فتنہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور بتوں کی عبادت کرنا ہے، یہ سب چیزیں اس قتل سے بڑا گناہ ہیں۔ تو مسلمانوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کا جو خوف اور دہشت تھی وہ نکل گئی۔ اور نبی ﷺ نے وہ قافلہ اور سامان وغیرہ مال غنیمت لے لیا اور قیدی بھی لے لئے اور قریش نے آپ کی طرف عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کا فدیہ بھیجا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

لا نفديكموهما حتى يقدما صاحبانا.

یعنی جب تک ہمارے تمام ساتھی واپس نہیں آ جاتے ہم تم سے مزید نہیں لیتے" (یعنی سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہما)

فانا نخشاكم عليهما فان تقتلوهما قتل صاحبيكم.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ہم کو ان کے متعلق تمہاری طرف سے خدشہ ہے، اگر تم نے ہمارے آدمی مار ڈالے تو ہم بھی تم کو مار ڈالیں گے۔

پھر جب سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہما واپس آ گئے تو آپ نے ان کا فدیہ لے کر انہیں آزاد کر دیا۔ حکم بن کیسان تو مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام پختہ اور اچھا ہو گیا، وہ نبی ﷺ کے پاس ہی رہنے لگے یہاں تک کہ بئر معونہ میں شہید ہو گئے اور عثمان بن عبداللہ مکہ چلا گیا اور وہاں کافر ہی مرا۔ اور مکی کے ہدایہ وغیرہ میں ہے کہ مسلمانوں اور کفار میں یہ پہلی لڑائی تھی جو لڑی گئی، یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں کو ملی اور کفار کا یہ پہلا مقتول تھا جو مارا گیا۔ ❶

اسماعیل کی کتاب احکام القرآن میں بھی ہے کہ مشرکین کا یہ پہلا مقتول تھا جو قتل کیا گیا اور مکی نے ابن وھب سے نقل کیا کہ نبی ﷺ نے غنیمت واپس دے دی اور مقتول کی دیت ادا کر دی اور یہ واقعہ ہجرت کے چودہ ماہ کے بعد پیش آیا۔

اسماعیل قاضی نے کہا کہ نبی ﷺ کا سیدنا عبداللہ بن جحش کو سیل بند خط دیکر بھیجنا اور دو دن کے بعد اسے پڑھنے کے حکم سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ سیل بند وصیت پر گواہی دینے کی اجازت ہے، امام مالک اور اکثر اسلام رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ مگر حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیل بند خط پر شہادت درست نہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی ظلم کی بات ہو۔

جاسوس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم

بخاری وغیرہ میں ایاس بن سلمہ بن اکوع عن ابیہ مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس مشرکین کا ایک جاسوس آیا جبکہ آپ اترے ہوئے تھے تو وہ کھانا کھا کر کھسک کر نکل گیا، نبی ﷺ نے فرمایا (علی الرجل اقتلوہ) ”اس آدمی کو میرے پاس لاؤ، پاس اس کو مار ڈالا“ تو لوگ جلدی سے اس کی تلاش میں گئے اور میرے والد محترم بھی تیز رفتار گھوڑے پر نکلے اور

❶ ابن جرير فی التاريخ (٢/٢٥٣)۔ و ابن كثير فی البداية والنهاية (٣/٢٤٩، ٢٥٠) ابن هشام ١/٦٠٣، ٦٠٤۔ زاد المعاد ٣/١٦٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ دوڑ کر اس پر پہنچ گئے، اس کی سواری کی لگام پکڑ لی اور اس کو مار ڈالا، تو نبی ﷺ نے ان کو اس کی سلب اور مال سلوبہ مجھے دے دیا۔ ❶

عبید اللہ بن ابی رافع کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زبیر، سیدنا مقداد (رضی اللہ عنہما) اور مجھے بھیجا اور فرمایا۔

انطلقوا حتى تأتوا روضة خاخ فان بها ظعينة و معها كتاب فخذوه منها.

یعنی جاؤ جب روضہ خاخ پہنچو تو وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے لو۔

فضل کی کتاب میں اس طرح ہے

خذا منها الكتاب و خليا سبيلها فان لم تدفعه اليكما فاضربا عنقها.

''اس سے خط لے کر اس کو چھوڑ دو، اگر وہ تمہیں خط نہ دے تو اس کی گردن اتار دو یعنی سیدنا علی اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما تھے اور سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ نہیں تھے۔''

انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کو یہ خط کی بات جبریل علیہ السلام نے بتائی تھی۔ زجاج نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دے دی تو ہم چل نکلے، ہمیں ہمارے گھوڑے تیز دوڑانے لگے یہاں تک کہ ہم روضہ خاخ میں جا پہنچے وہاں ہمیں ایک عورت ملی، ہم نے اسے کہا کہ تو خط نکالتی ہے یا ہم تیرے کپڑے اتار کر تیری تلاشی لیں، تو اس نے وہ خط ہمیں اپنے سر کی مینڈھیوں سے نکال کر دیا اور ہم اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے، آپ نے خط کھولا تو اس میں سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مشرکین مکہ کو رسول اللہ ﷺ کی بعض نقل وحرکت کی اطلاع دی گئی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یا حاطب ماهذا'' ''حاطب یہ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول مجھ پر جلدی نہ کیجیے، میں

---

❶ البخاری ٣٠٥١ ـ ابو داؤد (٢٦٥٣) ابن ماجه (٢٨٣٦) عن سلمة بن الاكوع۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ایسا آدمی ہوں جو قریش کے ساتھ جڑا ہوا ہوں مگر ان میں سے نہیں ہوں، آپ اور باقی ساتھیوں کی مکہ میں رشتہ داریاں ہیں، وہ آپس میں حمایت اور تعاون کرتے ہیں اور اپنے مال اور اہل و عیال کی حفاظت اور حمایت کرتے ہیں، میں نے چاہا کہ میں ان میں کوئی احسان چھوڑوں تاکہ وہ میرے قرابت داروں کی حمایت اور بچاؤ کریں اور یہ کام میں نے کفر یا ارتداد یا اسلام لانے کے بعد کفر پر رضامندی سے نہیں کیا (بلکہ یہ صرف اسی مجبوری کی وجہ سے تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قد صدقکم۔ تم کو سچ سچ بتادیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اس منافق کی گردن اڑادوں تو رسول اللہ ﷺ فرمایا:

انه قد شهد بدرا ومایدریك لعل الله ان یکون قد اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم.

(اے عمر کیا تو نہیں جانتا کہ) غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر پر جھانک کر فرمایا کہ اے اہل بدر! تم جو چاہو کرو میں نے تمہارے سارے گناہ معاف کردیئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الممتحنہ کی پہلی آیت نازل فرمادی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ. [الممتحنہ] [1]

''اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف

[1] البخاری (۳۰۰۷) و (٤۲۷٤) و (٤۸۹۰) و مسلم (۲٤۹٤) ابو داؤد (۲٦٥۰) الترمذی (۳۳۰٥) عن علی رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوستی کے پیغام ڈالتے (بھیجتے) ہو حالانکہ تمہارے پاس جو حق آیا ہے انہوں نے اس کا انکار کردیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو اور تم کو تمہارے اپنے گھروں سے بھی نکال دیتے ہیں کیونکہ تم اللہ تعالیٰ پر جو تمہارا رب ہے ایمان لائے ہو، اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے اور میری رضامندی تلاش کرنے کے لیے نکلے ہو تو تم پوشیدہ طور پر انہیں دوستی کا پیغام دیتے ہو اور میں تمہاری پوشیدہ اور سامنے کی باتوں کو جانتا ہوں جس نے تم میں سے یہ کام کیا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک جائے گا۔''

ابوعبید رحمہ اللہ نے کتاب الاموال میں بیان کیا ہے کہ وہ عورت جس کے پاس سے خط ملا اس کا نام سارہ تھا اور نبی ﷺ نے فتح مکہ کے سال اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ ابن ہشام نے بھی یہ بات ذکر کی ہے اور کہا کہ یہ عورت مزینہ قبیلہ سے تھی۔

سحنون کہتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کسی حربی سے خط و کتابت کرے تو اس مسلمان کو قتل کردیا جائے، اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے اور اس کا مال اس کے وارثوں کا ہوگا۔

ان کے علاوہ کسی اور نے کہا ہے کہ اس کو سخت دردناک کوڑے مارے جائیں اور لمبی قید میں رکھا جائے اور کفار کی قریبی جگہ سے جلاوطن کیا جائے۔

المستخرجہ میں ہے کہ ابن القاسم نے کہا اس کو قتل کیا جائے اور زندیق کی طرح اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''**وفیکم سمعون لھم**'' اور تم میں ان کے لیے سننے والے موجود ہیں۔ (التوبہ، آیت ۴۷) تو اس سے مراد جاسوس ہے۔

اور سحنون کا قول سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارہ میں زیادہ صحیح ہے، وہ جو کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیدیوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جس کو نبی ﷺ اپنے ہاتھ سے قتل کریں اور اس قیدی کے بارہ میں جس کو غلطی سے قتل کیا گیا

ابن وہب کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہود کی خون ریزی کے بعد ستر قیدی قتل کئے تھے۔ بدر کے قیدیوں میں سے عقبہ بن ابی معیط کو باندھنے کے بعد اور کسی کو قتل نہیں کیا۔ اس کی گردن عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے اڑائی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں نضر بن حارث بن کلدہ کو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے باندھ کر قتل کیا جس طرح ذکر کرتے ہیں کہ صفراء میں کیا، ابن ہشام کہتے ہیں اثیل میں کیا ہے۔

ابن حبیب نے کہا کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ اللہ اعلم کہ ان میں درست بات کون سی ہے۔

ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ بدر کے دن نبی ﷺ نے تین آدمیوں کو باندھ کر مارا ہے۔

(۱) عقبہ بن ابی معیط (۲) طعیمہ بن عدی (۳) نضر بن حارث کی بہن قتیلہ نے یہ شعر کہے ہیں:

یا راکبا ان الاثیل مظنة
من صبح خامسة وانت موفق
ابلغ بها میتا بان تحیة
ما ان تزال بها النجائب تخفق
امحمد یاخیر ضنء کریمة
من قومها والفحل فحل معرق
ما کان ضرك لو مننت وربما
من الفتی وهو المغیظ المحنق
او کنت قابل فدیة فلینفقن
باعز ما یغلوبه ماینفق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فالنضر اقرب من اسرت قرابة

واحقهم ان كان عتق يعتق

ظلت سيوف بنى ابيه تنوشه

لله ارحام هناك تشقق

صبرا يقاد الى المنية متعبا

رسف المقيد وهو عان موثق

''اے سوار ''اثیل'' میں اس کے وجود کی جگہ ہے، اور پانچویں دن کی صبح کو وہاں پہنچنا ہے اور تو اس کی توفیق والا ہے۔ وہاں پر فوت شدہ کو اتنا بڑا تحفہ سلام پہنچا دے، کہ جس کو اٹھانے سے ہمیشہ عمدہ سواریاں بھی نیچے جھک جاتی ہیں۔ اے محمد ﷺ اے عمدہ اور بہترین معدن اور اصل والی ذات، اپنی قوم میں سے عمدہ، فضیلت والے اور بہترین نسل والے ہیں۔ اگر آپ اس پر احسان کرتے تو اس سے آپ کا کوئی نقصان اور تکلیف نہیں تھی، او ربسا اوقات ایک نوجوان احسان کرتا ہے حالانکہ وہ بہت غیظ وغضب سے بھرا ہوتا ہے۔ یا اگر آپ اس کا فدیہ لے لیتے تو وہ ضرور خرچ کر دیتا ہے بہت قیمتی اور مہنگی چیز جو وہ خرچ کرے۔ تو نضر بن حارث آپ کے قید کردہ قیدیوں میں قرابت میں بھی بہت قریب تھے، اگر کسی کو آزاد کیا جاتا تو اس کے بھی وہ زیادہ حق دار تھے۔ اس کے بھائیوں کی تلواریں اسے زخمی کرنے لگیں اللہ تعالیٰ کی بنائی رشتہ داریاں پھٹ رہی ہیں۔ اس کو موت تک باندھ کر تھکا کھینچ لے جایا گیا۔ باندھے ہوئے اونٹ کے چلنے کی طرح جو قیدی جکڑا ہوا ہو۔'' ❶

رسول اللہ ﷺ کو جب اس کے یہ شعر پہنچے تو آپ نے فرمایا۔

❶ ابن كثير في البداية والنهاية ٣٠٥/٣و٣٠٦ في مقتل النضر بن الحارث و عقبه بن ابی معيط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لو بلغنی قبل قتله لمننت عليه.

کہ اگر یہ شعر اس کے قتل کرنے سے پہلے مجھے پہنچتے تو میں اس پر احسان کر دیتا۔

معمر کہتے ہیں قرآن مجید کی یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ (لقمان ٦)

وہ ایسی کتابیں خریدتا تھا جن میں فارس اور روم کی خبریں ہوتیں اور وہ کہتا کہ محمد (ﷺ) تمہیں عاد اور ثمود کی باتیں سناتے ہیں اور میں تمہیں فارس اور روم کی باتیں سناتا ہوں اور وہ قرآن سے ٹھٹھا اور مزاح کرتا تھا۔

عکرمہ کہتے ہیں اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ. (الانعام ٩٣)

اور وہ بھی ہے جس نے کہا کہ عنقریب میں اتاروں گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اتارا۔

مجاہد کہتے ہیں یہ آیت بھی اسی کے متعلق نازل ہوئی۔

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَالْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ. (الانفال ٣٢)

اور جب انہوں نے کہا اے اللہ! اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو......

کلبی کہتے ہیں یہ آیت بھی اسی کے متعلق

لَوْنَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا اِنْ هٰذَا اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَo (الانفال ٣١)

اگر ہم چاہتے تو اس طرح کہہ سکتے تھے کہ یہ تو پہلے لوگوں کی قصے کہانیاں ہیں۔

اس دن فدیہ بہت زیادہ ہوا اور سب سے زیادہ فدیہ اس دن چار ہزار درہم تھا۔ بسا اوقات مسلمانوں کو کتابت سکھا دینا فدیہ قرار دیا گیا۔ نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ۔

(يعلم عشرة من المسلمين الكتابة)

دس مسلمانوں کو لکھنا سکھایا جاتا، ابن وہیب کہتے ہیں کہ اہل مدینہ کا لکھنا اچھا نہیں تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر ابن سلام میں ہے حسن کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قیدی رہا کیئے تو جو چاہتا وہ مکہ واپس چلا جاتا۔

ابن سیرین کہتے ہیں اہل مکہ کے آزاد کردہ طلقاء اور اہل طائف کے آزاد کردہ عتقاء کہلاتے تھے۔

ابن ہشام کی سیر میں ہے کہ نبی ﷺ نے، اہل مکہ کے لیے فتح مکہ کے دن ایک لمبی حدیث میں جو انہوں نے ذکر کی فرمایا تھا:

"اذهبوا فانتم طلقآء"[1]

چلے جاؤ تم آزاد ہو۔

سفیان نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا

"الطلقآء من قريش و العتقآء من ثقيف"[2]

قریش کے لوگ طلقاء تھے اور ثقیف کے لوگ عتقاء۔

سفیان اور شعبہ کی کتاب الاعراب سے ہے۔ نحاس کی معانی القرآن میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بدر کا دن ہوا تو قیدی لائے گئے، نبی ﷺ نے فرمایا:

ماترون في هؤلاء الاسارى.

تم ان قیدیوں کے بارہ میں کیا مشورہ دیتے ہو؟

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول آپ کی قوم کے لوگ ہیں اور آپ کے اصل ہیں اس لیے ان کو ختم نہ کریں شاید کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کر لے۔

---

1. ابن هشام في السيرة (٤١٢/٢) والبيهقي في السنن (١١٨/٩) وزاد المعاد (٤٠٨/٣) حديث حسن۔

2. احمد في المسند (٣٦٣/٤) والطيالسي (٦٧١) والطبراني في الكبير (٢٣١١) والحاكم (٨٠/٤، ٨١) و صححه و وافقه الذهبي۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول انہوں نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو گھر سے نکالا اور آپ سے جنگ کی اس لیے ان کو سامنے لا کر ان کی گردنیں اڑا دی جائیں پھر لمبی حدیث ذکر کی، اس میں یہ بھی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت فرمائی۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ۔

(الانفال ٦٧) [1]

کسی نبی کے لیے یہ لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں یہاں تک کہ زمین میں خون بہادے۔

نیز حسن نے کتاب ابن سلام میں کہا ہے کہ نبی ﷺ پر اس بارہ میں کچھ وحی نازل نہ ہوئی تھی، اس لیے آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو طے یہ پایا کہ فدیہ لے لیا جائے تو اہل بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار ہزار لیا گیا اور اس دن نبی ﷺ نے زمین میں خون نہیں بہایا۔ [2]

کتاب الشرف میں ہے کہ پہلا سر جو اسلام میں لٹکایا گیا وہ ابوعزہ کا سر تھا جو نیزہ پر لٹکا کر مدینہ لایا گیا۔

سیر میں ہے کہ ابوعزہ عمرو بن عبداللہ الشاعر بدر کے ستر قیدیوں میں سے تھے۔ اس نے نبی ﷺ سے یہ شکایت کی کہ وہ کثیر العیال ہے اور یہ وعدہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کے خلاف نہیں نکلے گا، لیکن پھر وہ احد کے دن مشرکوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکانے لگا، تو اس کو احد کے روز قید کر لیا گیا اور اس کے علاوہ اور کوئی بھی اس دن قید نہیں ہوا چنانچہ اس کو باندھ کر قتل کر دیا گیا۔ [3]

احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے ابی بن خلف کو حربہ مارا جس سے اس کی گردن میں زخم

---

[1] مسلم (١٧٦٣) و الترمذی (٣٠٨١) اسنادہ منقطع لکن یشهد له روایة عمر

[2] بیهقی فی السنن (٦٨/٩) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وهو حدیث حسن

[3] بیهقی فی الدلائل ٢٨٠/٣ـ و فی السنن ٦٥/٩ـ و ابن کثیر فی البدایة والنهایة ٤٦/٤ـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا تو اس نے خون نکلنا بند کر دیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم مجھے محمد نے مار ڈالا۔ کفار قریش نے کہا تیرے دل میں یہ بات آ گئی ہے کہ تجھے کچھ تکلیف ہے، تو وہ کہنے لگا اس نے یعنی محمد ﷺ مجھے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا، اللہ کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو میں مر جاتا، پھر وہ اللہ کا دشمن مکہ واپس آتے ہوئے مقام سرف میں مر گیا احد کے دن مسلمانوں کی تعداد سات سو تھی اور مشرک تین ہزار تھے اور ان کے ساتھ دو سو سوار بھی تھے۔ ❶

بخاری میں ہے کہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ تجھے مکہ میں قتل کریں گے، تو وہ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں اور وہ اس بات سے بہت سخت گھبرایا، جب بدر کا دن ہوا تو ابوجہل نے لوگوں سے جنگ کیلئے نکلنے کا کہا اور کہا کہ جاؤ اپنے قافلہ کو بچاؤ، تو امیہ نے سفر پر نکلنے کو پسند نہ کیا، ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوصفوان اگر تم بیٹھ گئے تو سارے مکہ والے بیٹھ رہیں گے اور اگر تم پیچھے رہ گئے تو لوگ تمہارے پیچھے رہ جائیں گے کیونکہ آپ لوگوں کی اس وادی کے سردار ہیں ابوجہل مسلسل اس کو بھڑکاتا رہا یہاں تک کہ اس نے کہا اگر مجھ پر وہ غالب آ گئے تو میں ایک عمدہ اونٹ خریدوں گا، پھر اس نے اپنی بیوی سے کہا میری تیاری کرو، وہ کہنے لگی ابوصفوان کیا تم اپنے یثربی بھائی کی بات بھول گئے اس نے کہا نہیں میں ان کے ساتھ صرف قریب تک ہی جانا چاہتا ہوں اور جب امیہ نکلا تو وہ جس منزل پر بھی آتا اپنے اونٹ کو باندھ دیتا وہ اس طرح کرتا رہا یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بدر کے موقع پر مار دیا۔ ❷

معانی القرآن نحاس میں ہے کہ نبی ﷺ نے امیہ بن خلف کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے مگر یہ بات غلط ہے۔

احد کا واقعہ ہفتہ کے دن سات شوال، ہجرت سے 23 مہینے بعد پیش آیا، یہ بات کتاب

---

❶ ابن هشام ٨٤/٢ بلا سند و ابن كثير (٦٣/٢) مرسل۔

❷ البخاری (٣٩٥٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المفصل میں ہے۔

ان کے علاوہ لوگوں نے کہا نصف شوال کو پیش آیا۔

ایک اور کتاب میں ہے اور اس کا کچھ حصہ المدونہ میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اہل یمامہ کا سردار ابوامامہ قیدی بنا کر لایا گیا، بعض نے ثمامہ بن اثال کہا ہے، تو آپ نے اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا اور آپ اس پر روزانہ تین دن تک متواتر اسلام پیش کرتے رہے۔ پھر آپ نے اس کو اختیار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کا فدیہ دیا جائے، یا اس کو آزاد کیا جائے یا اسے قتل کیا جائے تو وہ کہنے لگا اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو آپ ایک بڑے آدمی کو قتل کریں گے، اگر آپ فدیہ دیں گے تو بڑے آدمی کا فدیہ دیں گے اور اگر آپ آزاد کریں گے تو بھی ایک بڑے آدمی کو آزاد کریں گے اور اگر یہ بات ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں تو اللہ کی قسم میں تو کبھی بھی زبردستی مسلمان نہیں ہوں گا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد کر دینے کا حکم دیا تو اس نے کہا اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله۔ [1]

ابن مواز کی کتاب میں اصبغ نے کہا: امام کو چاہیے کہ وہ جب کسی قیدی کو قتل کرنا چاہے تو پہلے اس کو اسلام کی دعوت دے اور اس سے پوچھے کہ جس نے تجھے قید کیا ہے اس نے تجھ سے کوئی وعدہ تو نہیں کیا۔

ابن جریج اور سدی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان۔

فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَآءً۔ (محمد: ٤)

یعنی جنگ کے بعد قیدیوں پر احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر چھوڑ دو۔

یہ آیت کفار عرب بت پرستوں کے حق میں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے۔

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ۔ (التوبة: ٥)

[1] البخاری ٤٦٩ و ٤٣٧٢۔ ومسلم ١٧٦٤۔ ابو داؤد ٢٦٧٩۔ و ابن خزيمة ٢٥٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ مار ڈالو۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قیدیوں کے متعلق یہ اختیار دیا کہ ان سے فدیہ بھی لے سکتے ہو، احسان کر کے بھی آزاد کر سکتے ہو، قتل بھی کر سکتے ہو اور غلام بھی بنا سکتے ہو جو چاہو کر سکتے ہو اور اکثر علماء کا بھی یہی مسلک ہے۔ [1]

خطابی کی کتاب میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک قیدی لایا گیا جو کانپ رہا تھا، آپ نے فرمایا (ادفئوہ) اس کو گرم کرو، آپ کی زبان میں ہمزہ نہیں تھا، تو لوگوں نے اس کو لے جا کر قتل کر دیا، آپ نے اس کی دیت دی۔ اگر وہ قتل کا ارادہ کرتے تو "دافوہ" اور "دافو علیہ بالتشدید" فرماتے۔

قریظہ اور نضیر کے متعلق آپ ﷺ کا فیصلہ

قریظہ کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی طرف موڑ دیا۔

بخاری و مسلم اور نسائی میں ہے بنو قریظہ کے یہودی سعد بن معاذ کے فیصلہ پر متفق ہو گئے۔

نسائی کے لفظ یہ ہیں کہ ہمیں قتیبہ بن سعید نے خبر دی کہ لیث نے ابو الزبیر سے روایت کیا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احزاب میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر لگا، جس سے ان کے بازو کی رگ کٹ گئی۔ بخاری میں ہے کہ قریش کے ایک آدمی نے جس کو حبان بن عرقہ کہا جاتا ہے [2] اس نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بازو کی اکحل رگ پر تیر مارا [3] نسائی میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو آگ سے داغ دیا تو ان کا ہاتھ پھول گیا پھر آپ نے اس کو چھوڑ دیا، اس سے خون نچڑ گیا تو آپ نے ان کے بازو کو پھر دوبارہ داغ دیا، ہاتھ پھر پھول گیا تو جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ دعا کی کہ اے اللہ! جب

---

[1] ابن کثیر فی التفسیر (۱۷۳/٤)۔ [2] الترمذی (۱۵۸۲) و قال حسن صحیح

[3] البخاری (٤۱۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک تو بنو قریظہ سے میری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے اس وقت تک میری روح نہ نکال (اس دعا کے بعد) ان کا خون بند ہو گیا اور اس رگ سے ایک قطرۂ خون بھی نہ نکلا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلوا لیا۔

بخاری میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ ایک گدھے پر بیٹھ کر آئے اور جب وہ مسجد کے قریب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

قوموا الی سیدکم۔ [1] اپنے سردار کی طرف اٹھو۔

بخاری کے علاوہ ایک حدیث میں ہے کہ پھر قریش کے مہاجرین نے کہا کہ آپ کا ارادہ قریش سے تھا، انصار نے کہا (نہیں بلکہ) آپ نے عام فرمایا ہے تو وہ لوگ اٹھے آکر رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے، آپ نے ان سے کہا:

ان ھؤلاء نزلوا علی حکمك۔ [2]

یہ لوگ (یہودی) تمہارے فیصلہ پر اتر آئے ہیں۔

بخاری میں دوسرے مقام پر ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ بنی قریظہ کے پاس آئے تو وہ آپ ﷺ سے فیصلہ پر راضی ہو گئے مگر آپ نے اپنی بجائے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف فیصلہ پھیر دیا، تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے متعلق یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ ان کے جنگجو قتل کر دیے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کے اموال تقسیم کیے جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لقد حکمت بحکم الملك۔ [3]

تو نے بادشاہ، یعنی اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

بخاری کے علاوہ دیگر کتب میں ہے۔

---

[1] البخاری (۳۰۴۳) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

[2] احمد فی المسند ۲۲/۳۔ ومسلم ۱۷۶۸۔ والنسائی فی الکبری ۸۲۲۲۔ عن ابی سعید

[3] البخاری (۴۱۲۲) ومسلم (۱۷۶۹) عن عائشہ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من فوق سبعة ارقعة۔ ❶

وہ بادشاہ جو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔

پھر ان لوگوں کو وہاں اتار کر مدینہ میں بنو نجار کی ایک عورت بنت الحارث کے گھر میں قید کر دیا، آپ مدینہ کے بازار میں گئے، وہاں خندقیں کھودیں، پھر ان کو وہاں پہنچا دیا اور وہاں ان کی گردنیں اڑا دی گئیں اور ان کو خندقوں میں ڈال دیا گیا، ان میں حیی بن اخطب اور کعب بن اسد، ان کے سردار بھی تھے، یہ چھ یا سات سو تھے اور زیادہ بتانے والے کہتے ہیں کہ وہ آٹھ سو یا ہزار تھے۔ جب انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو انہوں نے کعب بن اسد کو کہا کعب تیرا کیا خیال ہے کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ تو اس نے کہا ہر جگہ تم بے عقل ہو، دیکھتے نہیں کہ بلانے والا اپنے کام سے ہٹتا نہیں اور تم میں سے جانے والا واپس نہیں آ رہا، اللہ کی قسم یہ قتل ہی ہے۔ ❷

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ان کی عورتوں میں سے کوئی بھی عورت قتل نہیں کی گئی، ہاں صرف ایک عورت کو قتل کیا گیا اس کا نام بنانہ تھا، یہی وہ عورت تھی جس نے خلاد بن سوید پر چکی پھینک کر انہیں قتل کر دیا۔ ❸

عبداللہ بن ابی بن سلول (رئیس المنافقین) نے سیدنا سعد بن معاذ کو بنو قریظہ کے متعلق کہا کہ وہ میرا ایک بازو ہیں، تین سو زرہ پہنے ہوئے ہیں اور چھ سو بغیر زرہ کے ہیں، تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا کہ سعد نے بھی قسم اٹھا رکھی ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت حق سے روک نہیں سکے گی۔

کتاب نسائی میں ہے کہ بنو قریظہ چار سو آدمی تھے جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ان کے قتل سے

---

❶ الخطابی فی اصلاح خطأ المحدثین ص ٥٢ و ابن کثیر فی البدایة والنهایة (١٠٨/٤) مرسل و فیه مجاهیل

❷ ذکره فی عیون الاثر لابن سید الناس (٧٣/٢)

❸ رواه ابو داود (٢٦٧١) عن عائشه اواسناده حسن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارغ ہوئے تو ان کی وہ رگ (جو جنگ احزاب میں کٹ گئی تھی) پھر پھٹ گئی اور اسی وجہ سے وہ وفات پا گئے۔ ❶

ابن سحنون کی کتاب میں ہے کہ: بیان کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ دشمن سے اللہ کے حکم پر اترنے کا مطالبہ قبول کیا جائے کیونکہ تمھیں یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرو گے بلکہ ان کو اپنے فیصلہ پر اتارو۔

سحنون کہتے ہیں اگر حاکم اپنی بے علمی میں ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر اتار لائے یعنی جب وہ اس کا مطالبہ کریں تو اس میں چونکہ شبہ ہے، اس لیے ان کو امن کی جگہ پہنچا دیا جائے یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کر لیں۔

محمد کہتے ہیں فیصلہ کی طرف موڑنے سے پہلے ان پر اسلام پیش کیا جائے، اگر وہ انکار کریں تو پھر ان پر جزیہ پیش کیا جائے۔

نوادر میں سے ہے کہ سحنون نے کہا اگر وہ اللہ تعالیٰ اور کسی دوسرے کے حکم پر آ جائیں تو ان کے قتل، اولاد کے قید کرنے اور مال لینے کا فیصلہ ہوا، تو یہ فیصلہ نافذ ہوگا، کیونکہ یہ اس طرح ہے گویا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر اترے ہیں۔

ابن شہاب نے مختصر المدونہ میں کہا ہے کہ بنو نضیر کا واقعہ ۳ھ محرم کا ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں نے کہا کہ ۴ھ میں پیش آیا آپ ان کی طرف نو ربیع الاول جمعہ کی شام کو گئے، ان کا محاصرہ کیا، پھر وہ تیئس دن تک محاصرہ میں رہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پچیس دن کا فرماتی ہیں۔ بخاری میں بدر سے چھ ماہ بعد یہ واقعہ پیش آیا اور یہ بات عروہ نے کہی۔ ❷

بنی قریظہ کے متعلق نبی ﷺ نے جو فیصلہ کیا ہے تو اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ

---

❶ الترمذی (۱۵۸۲) عن جابر رضی اللہ عنہ وقال حسن صحیح۔

❷ البخاری تعلیقا فی ترجمہ باب ۱٤ فی المغازی قال الحافظ وصلہ عبدالرزاق نے المصنف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل ذمہ جب جنگ کریں اور امام وحاکم انصاف والا ہو تو اس طرح ان کی بیویاں، اولاد، بوڑھے مرد اور معذور افراد حلال ہو جائیں گے۔ یہ اوزاعی ابن الماجشون، اصبغ ابن حبیب اور ابن المواز نے کہا ہے اور ابن القاسم نے بوڑھے مردوں اور معذور افراد کے متعلق ان کی مخالفت کی ہے، اسی طرح جو اپنے آپ کو مغلوب خیال کرتے ہیں ان کو بھی مباح نہ خیال کیا جائے اور نہ ہی ان کو غلام بنایا جائے۔

ابوعبید نے کہا نبی ﷺ نے بنو قریظہ کے خون اس لیے حلال سمجھے کہ انہوں نے احزاب کے دن حملہ آور احزاب کی مدد کی تھی اور وہ چونکہ معاہد تھے تو اس طرح حملہ آوروں کی امداد کرنے کو رسول اللہ ﷺ نے نکث عہد اور وعدہ خلافی قرار دیا۔

ابوعبید کہتے ہیں سفیان بن عیینہ نے کہا ہم نہیں جانتے کہ نبی ﷺ سے کسی قوم نے بھی وعدہ کر کے توڑ دیا ہو اور آپ نے ان کے قتل کو حلال سمجھا مگر سوائے اہل مکہ کے، آپ ﷺ نے ان پر احسان کیا حالانکہ انہوں نے وعدہ اس طرح توڑا تھا کہ بنو بکر حلفاء قریش اور بنو خزاعہ کی مدد کی جو معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی تھی، اس لیے آپ نے ان سے جنگ کرنے کو حلال سمجھا۔

المفضل کہتے ہیں کہ ان کا محاصرہ اکیس راتیں کیا، پھر انہوں نے نبی ﷺ کو صلح کا پیغام دیا تو آپ نے انکار کر دیا مگر اس شرط پر کہ وہ مدینہ کو آپ کے حکم کے مطابق چھوڑ دیں چنانچہ وہ اس پر راضی ہو گئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ تین گھروں والے ایک اونٹ پر جتنا سامان لے جا سکیں لے جائیں اور جو باقی بچے گا تو وہ نبی ﷺ کا ہوگا، چنانچہ وہ شام کو چلے گئے اور یہی ان کا حشر تھا۔

ابوعبید نے کتاب الاموال میں ذکر کیا ہے کہ یہود کو کہا گیا کہ تم نبی ﷺ کے فیصلہ کو مان لو، تو وہ کہنے لگے کہ ہم سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ مانیں گے، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

انزلوا علی حکم سعد۔ [1]

---

[1] ۱۔ احمد فی المسند ۱۴۱/۶، ۱۴۲۔ مجمع الزوائد ۱۲۸/۶۔ فیہ وقال فی الفتح فیہ محمد بن علقمہ وھو حسن الحدیث وبقیۃ رجالہ ثقات قال فی الفتح وسندہ حسن ۴۳/۱۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی تم سعد بن معاذ کے فیصلہ پر ہی آ جاؤ۔

مصنف ابوداؤد میں ہے کہ بنونضیر، بنوقریظہ سے زیادہ معزز تھے اور دونوں ہی جناب ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ ❶

کتاب المفصل میں ہے کہ بنونضیر کی جلاوطنی کا سبب یہ بنا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت لے کر ان کے پاس گئے اور ان سے کلابیوں کی دیت کے بارہ میں مدد کرنے کی بات کی جنہیں عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کر دیا تھا، تو وہ کہنے لگے ٹھیک ہے ہم تمہارے ساتھ تعاون کریں گے، پھر آپس میں الگ ہو کر انہوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا مشورہ کیا۔ عمرو بن جحاش نضیری نے کہا میں گھر کے اوپر چڑھ کر اوپر سے ایک بہت بڑا پتھر ان پر پھینک دوں گا، ایک دوسرے نے کہا کہ میں ان پر چکی پھینک دوں گا۔ انہیں سلام بن مشکم نے کہا اس طرح نہ کرو، اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ارادہ کے متعلق بتادے گا۔ مسلمانوں سے جو ہمارا عہد ہے تو تم اس کو توڑ رہے ہو۔ ادھر نبی ﷺ کے پاس ان کے ارادہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع آ گئی۔

دیگر رواۃ نے کہا کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آ گئے انہوں نے آپ کو ان کی سازش بتادی، تو آپ جلدی سے وہاں سے اٹھے اور مدینہ آ گئے، آپ کے ساتھی بھی آپ سے جا ملے اور کہنے لگے ہمیں پتہ ہی نہیں چلا کہ آپ اٹھ آئے ہیں تو آپ نے فرمایا:

همت يهود بالغدر فاخبرني الله عزوجل بذالك.

یہود نے دھوکہ دینے کا ارادہ کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی خبر دے دی۔

پھر آپ نے یہود کی طرف یہ پیغام بھیج دیا۔

ان اخرجوا من بلدی لاتساکنونی وقد هممتم بغدری وقد اجلتکم عشرا فمن رُئی بعد ذالك ضربت عنقه.

میرے شہر سے نکل جاؤ، تم اس میں میرے ساتھ نہیں رہ سکتے، میں تمہیں دس

---

❶ ابو داؤد (۳۵۹۱) عن ابن عباس وهو حديث صحيح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن کی مہلت دیتا ہوں اس کے بعد جو بھی مجھے نظر آیا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔

چنانچہ کچھ دن وہ تیاری کرتے رہے پھر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے انہیں پیغام بھیجا کہ اپنے گھروں سے نہ نکلنا میرے پاس دو ہزار آدمی ہیں جو تمہارے ساتھ تمہارے قلعہ میں داخل ہوں گے، پھر وہ تمہارے آس پاس لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ مر جائیں گے اور بنوقریظہ بھی تمہاری مدد کریں گے اور غطفان میں تمہارے حلیف بھی تمہاری مدد کریں گے، تو وہ اس بات سے پرامید ہوگیا اور رسول اللہ ﷺ کو یہ پیغام بھیج دیا کہ ہم اپنے گھروں سے نہیں نکلتے، تم سے جو کچھ ہوسکتا ہے وہ کرلو، تو رسول اللہ ﷺ بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے ان کی طرف چل پڑے اور آپ کے ساتھ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی آپ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے چلنے لگے۔ جب یہود نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو وہ اپنے قلعوں پر کھڑے ہوگئے، تیر اور پتھر ان کے پاس تھے، قریظہ ان سے الگ ہوگئے۔ اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے بھی ان سے خیانت کی اور ان غطفانی حلفاء نے بھی ساتھ نہ دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو گھیر لیا اور ان کی کھجوریں کاٹ ڈالیں، تو وہ کہنے لگے ہم تیرے شہر سے چلے جاتے ہیں، آپ نے فرمایا:

لا نقبل ذالك ولكن اخرجوا ولكم دماء كم وما حملت الابل الاالحلقة.

ہم تم سے یہ بات اب قبول نہیں کرتے، لیکن تم نکل جاؤ اور تمہارے خون تمہارے ہوں گے اور جو کچھ تمہارے اونٹ لے جاسکیں وہ لے جاسکتے ہو مگر ہتھیار نہیں لے جاسکتے۔

چنانچہ یہود اس بات پر بھی آگئے، تو نبی ﷺ نے ان کے مال اور ہتھیار قبضہ میں کرلئے، بنونضیر کے مال خالص آپ کی ضروریات کے لیے وقف ہوگئے، آپ نے ان سے خمس نہیں نکالا کیونکہ یہ اموال اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی غنیمت کے طور پر دے دیئے کہ مسلمانوں نے اس پر کوئی گھوڑے اور سواریاں نہیں دوڑائیں۔ تو یہ بنونضیر کا بدلہ تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں:

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذَالِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا.

(البقرة: ۸۵)

جوتم میں سے یہ کام کرے تو اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کے لیے دنیا کی زندگی میں ذلت ہے۔

اور فرمایا:

وَلِيُخْزِیَ الْفٰسِقِيْنَ٥ (الحشر: ۵) ❶

تا کہ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ذلیل کرے۔

قریظہ کی طرف نبی ﷺ تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ گئے، پندرہ دن ان کا محاصرہ کیا تو انہوں نے نبی ﷺ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ ہماری طرف ابولبابہ کو بھیجا جائے، آپ نے اس کو بھیج دیا، انہوں نے اس سے مشورہ لیا، ابولبابہ نے اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا، یعنی آپ ﷺ کو ذبح کریں گے۔ پھر وہ شرمندہ ہوئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگے میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے پھر وہ نبی ﷺ کی طرف لوٹ کر نہیں آئے بلکہ مسجد کی طرف گئے اور اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا، جب تک ان کی توبہ قبول نہ ہوئی وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں آئے۔

بنوقریظہ نبی ﷺ کے فیصلہ پر اتر آئے، محمد بن مسلمہ نے آپ کے حکم سے ان کے بازو پیچھے باندھ دیئے اور وہ ایک کنارے میں ہو گئے، عبداللہ بن سلام کو ان کا نگران بنایا، انہوں نے ان کا سامان جمع کیا اور جو بھی ان کے قلعوں میں سامان یا ہتھیار وغیرہ ملا اسے جمع کیا۔

دو ہزار پانچ سو تلواریں، تین سو درعیں، ایک ہزار نیزے، پانچ سو لکڑی اور چمڑے کی ڈھالیں، اور کچھ شراب کے مٹکے بھی تھے جنہیں انڈیل دیا گیا۔ اور نبی ﷺ نے اس مال

---

❶ ابن سعد فی طبقاته (۲/۴۳، ۴۴) و ابن جریر الطبری (۲/۵۴۲) و ابن هشام فی السيرة (۲/۱۷٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خمس نہیں نکالا۔

اوس چونکہ ان کے حلیف تھے، اس لیے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے متعلق بات کی کہ یہ لوگ ہمیں بخش دیجئے، تو نبی ﷺ نے ان کا فیصلہ اوس کے سردار سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پر چھوڑ دیا تو سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے جنگ جو مار دیئے جائیں، عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کئے جائیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا **لقد حکمت فیھم بحکم الملك من فوق سبعة ارقعة** تو نے وہ فیصلہ کیا جو سات آسمانوں پر بادشاہ نے فیصلہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ واپس آ گئے اور ان کے لئے حکم دیا گیا کہ ان کو مدینہ لایا جائے، پھر نبی ﷺ اور عام صحابہ کرام بیٹھ گئے اور تھوڑے تھوڑے کر کے انہیں نکالا گیا اور لے جا کر ان کی گردنیں اڑائی گئیں۔ یہ چھ سو اور سات سو کے درمیان تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے ریحانہ بنت عمرو کو پسند کیا اور غنیمتوں کا حکم دیا گیا تو وہ اکٹھی کی گئیں، سامان اور قیدیوں میں سے خمس نکالا اور باقی تمام مال بولی پر فروخت کر کے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ کل تین ہزار اور بہتر حصے ہوئے، گھوڑے کے دو حصے اور سوار کا ایک حصہ۔ اور رسول اللہ ﷺ ان میں سے کچھ کو آزاد کر رہے تھے اور کچھ کو بخش رہے تھے اور کچھ کو خادم بنا رہے تھے۔ مالک نے المستخرجہ میں اسی طرح کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریظہ کی غنیمت سے خمس نکالا اور بنو نضیر کی غنیمت سے خمس نہیں نکالا۔ ❶

فتح کے سال رسول اللہ ﷺ کا امان دینے کا فیصلہ

موطا، بخاری مسلم اور نسائی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خول تھا اور جب اس کو اتارا تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا، وہ کہنے

---

❶ رواه ابن سعد في طبقاته (٥٧/٢) و ابن جرير الطبري في التاريخ (٥٨/٢) والمغازى للواقدى (٤٩٦) و في سيرة ابن هشام (١٩٤/٢، ٢٠٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا اے اللہ کے رسول ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا اقتلوہ ❶ اس کو قتل کر دو۔

اسی طرح مالک نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے اور مالک کے علاوہ دوسروں نے روایت کیا کہ جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی۔ ❷

اور بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ اس وقت آپ اپنی سواری پر تھے اور آپ کے پیچھے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سوار تھے۔

ابو عبید کی کتاب الاموال میں ہے کہ آپ ﷺ نے بلند آواز میں فرمایا کسی زخمی کو قتل نہ کیا جائے بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر دے اسے امن ہوگا۔ ❸

کتاب النسائی وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من دخل الكعبة فهو امن ومن اغلق بيته فهو امن ومن القى السلاح فهو امن ومن دخل دار ابى سفيان فهو امن .

جو کعبہ میں داخل ہو جائے، اپنے گھر کا دروازہ بند کر دے، ہتھیار ڈال دے یا ابو سفیان کے گھر میں چلا جائے تو ان تمام کیلئے امن ہوگا۔

فتح کے سال باقی آپ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ سب کو امن دے دیا۔ ❹

ابن حبیب نے کہا چھ مردوں اور چار عورتوں کو امن نہیں دیا۔ ان کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا:

---

❶ البخاری (٣٠٤٤) و مالك فی الموطا (٤٢٣/١) و مسلم (١٣٥٧) عن انس رضی اللہ عنہ۔

❷ مسلم (١٣٥٨) ابو داؤد (٤٠٧٦) والترمذی (١٧٣٥) وابن حبان (٣٧٢٠) عن جابر رضی اللہ عنہ

❸ البزار (١٨٤٩) مجمع الزوائد (٢٤٣/٦) فيه كوثر بن حكيم ضعيف متروك۔

❹ مسلم (١٧٨٠) و ابو داؤد (٣٠٢٤) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتلوهم وان تعلقوا باستار الكعبة.

ان کو مار ڈالو، چاہے وہ کعبہ کے پردوں سے لٹکے پڑے ہوں۔

نسائی وغیرہ کے بیان کے مطابق وہ یہ ہیں (۱) عبداللہ بن خطل (۲) عکرمہ بن ابی جہل (۳) مقیس بن صبابہ (۴) عبداللہ بن سعد بن سرح۔

عبداللہ بن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا مل گیا سیدنا سعید بن حریث اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اس کی طرف دوڑ کر گئے، پھر سیدنا سعید، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ گئے، کیونکہ یہ نوجوان تھے تو انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ اور مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں دیکھا اور مار دیا۔ آپ سے ابن خطل کے متعلق کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ [1]

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مقیس بن صبابہ کو نمیلہ نے قتل کیا جو اسی کی قوم کا ایک آدمی تھا اور عبداللہ بن خطل کو سیدنا سعد بن حریث اور سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہما اکٹھے ہی دونوں نے مار دیا۔ [2] صاحب الشرف کہتے ہیں بلکہ سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے مارا ہے۔

مقیس کے قتل پر اس کی بہن نے یہ شعر کہا۔

لعمری لقد اخزی نمیلة رهطه
وفجع اضیاف الشتاء بمقیس

میری عمر کی قسم ہے کہ نمیلہ نے اپنے قبیلہ کو ذلیل کر دیا ہے۔
اور سردیوں کے مہمانوں کو مقیس کے قتل سے گھبراہٹ میں ڈال دیا۔

عکرمہ بن ابی جہل سمندر میں سوار ہوا تو سخت طوفان نے انہیں آ گھیرا، کشتی والے نے کہا کہ اب خالص اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو، یہاں تمہارے معبود کسی کام نہیں آ سکتے۔ تو عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھے سمندر میں صرف اخلاص ہی بچا سکتا ہے تو خشکی میں بھی مجھے وہی بچا سکتا ہے۔ اے اللہ میرا تجھ سے وعدہ ہے کہ اگر تو نے مجھے اس مصیبت سے بچا لیا تو میں

---

[1] النسائی فی السنن (۷/۱۰۵-۱۰۶) عن سعد بن ابی وقاص اسناده صحیح۔

[2] ابن هشام فی السیرة (۲/۴۹) باب اسماء من امر الرسول صلی الله علیه وسلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد ﷺ کے پاس جا کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا تو یقیناً میں انہیں معاف کرنیوالا کرم والا پاؤں گا۔ چنانچہ جب بدامن طوفان سے نکل آیا تو سیدھا نبی ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہوگیا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپا رہا جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف دعوت دی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس کو بھی لے آئے اور آپ کے سامنے لاکر کھڑا کردیا اور کہا اے اللہ کے رسول عبداللہ کی بھی بیعت لے لیں؟ آپ ﷺ نے سر اٹھا کر اس کو دیکھ کر انکار کر دیا تین دفعہ ایسے ہی ہوا ہر دفعہ آپ انکار ہی کرتے، پھر اس کے بعد آپ نے بیعت لے لی۔ اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

اما کان فیکم رجل رشید یقوم الی ھذا حین رانی کففت یدی عن بیعته فیقتله.

کیا تم میں کوئی ہدایت یافتہ آدمی نہیں کہ جب میں نے اس کی بیعت سے ہاتھ روک لیا تھا تو کوئی اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا۔

صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمیں کیا معلوم ہے کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ نے اپنے سر سے اشارہ ہی کر دیا ہوتا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

انه ما ینبغی لنبی ان تکون له خائنة عین۔ [1]

کسی نبی کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ اس کی آنکھ خائن ہو۔

ابن ہشام کی کتاب میں ہے اور اس کو ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے مذکورہ آدمیوں کے علاوہ حویرث بن نضیر بن وھب کو قتل کرنے کا حکم دیا، تو اسے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے باندھ کر مار ڈالا، یہ بات ابن حبیب نے ذکر کی ہے۔ نیز اس نے یہ بھی ذکر کیا کہ آپ نے مذکورہ دو عورتوں کے علاوہ دو اور عورتوں کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔

---

[1] ابو داؤد (۲۶۸۳) والنسائی (۷/۱۰۵، ۱۰۶) عن سعد بن ابی وقاص وھو حدیث صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) ھند بنت عتبہ بن ربیعہ (۲) اور دوسری سارہ تھی جو عمرو بن ہشام کی لونڈی تھی۔

مذکورہ دو عورتیں عبداللہ بن خطل کی گانے والی لونڈیاں تھیں جو نبی ﷺ کی ہجو گایا کرتی تھیں۔

ایک کا نام فرتنا اور دوسری کا قریبہ تھا۔ فرتنا مسلمان ہوگئی پھر زندہ رہیں یہاں تک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوگئیں اور قریبہ اور سارہ کو قتل کر دیا گیا۔ ہند بنت عتبہ مسلمان ہوگئی اور آپ سے بیعت کر لی۔ ❶

ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ سارہ کے لیے جب نبی ﷺ سے امن مانگا گیا تو آپ نے اس کو امن دے دیا اور وہ زندہ رہی یہاں تک سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک آدمی نے ابطح میں اس کو گھوڑے کے نیچے روند کر مار ڈالا۔ ❷

ابوعبید نے کتاب الاموال میں ذکر کیا کہ یہی سارہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا خط لے کر مکہ جارہی تھی جو کہ راستہ میں ہی پکڑی گئی تھی۔ ❸

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی سرح کے قتل کا حکم اس لیے فرمایا تھا کہ یہ پہلے مسلمان ہوگیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا پھر یہ مرتد اور پہلے کی طرح مشرک ہوگیا اس کے بعد پھر یہ مسلمان ہوگیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے دورِ خلافت میں اپنا گورنر بنایا، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو حاکم بنایا۔ ❹

عبداللہ بن خطل مسلمان تھا تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے کہیں بھیجا، اس کے ساتھ انصار کا ایک اور آدمی بھی بھیجا اور اس کے ساتھ اس کا ایک غلام تھا جو اس کی خدمت کرتا تھا اور مسلمان تھا، ایک مقام پر یہ اترے، تو اس نے اپنے غلام سے کہا ایک بکرا وغیرہ ذبح کر کے کھانا تیار کر اور یہ خود سو گیا پھر جب یہ بیدار ہوا تو غلام نے ابھی تک کچھ بھی نہ کیا تھا تو اس

---

❶ ابن هشام في السيرة ٢/ ٤١٠) باب اسماء من امر الرسول بقتلهم و سبب ذالك۔

❷ ابن هشام في السيرة (٢/ ٤١١) باب اسماء من امر الرسول بقتلهم بدون سند۔

❸ ابوعبيد في كتاب الاموال رقم (٢٩٦) عن عبيدالله بن عبدالله بن عتبة رضي الله عنه

❹ البيهقي في دلائل النبوة (٥/ ٦٢) و ابن هشام في السيرة (٤/ ٣٢) في اسناده احمد بن عبدالجبار قال الحافظ في التقريب ضعيف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا اور خود مشرک ہو کر مرتد ہو گیا۔

حویرث بن نضیر مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیا کرتا تھا، عباس بن عبدالمطلب نبی ﷺ کی بیٹیوں فاطمہ اور ام کلثوم کو مکہ سے اٹھا کر مدینہ لے جانا چاہتے تھے تو حویرث نے ان کو زمین پر گرا دیا تھا۔

مقیس نے ایک انصاری کو مار ڈالا تھا جس سے اس کا بھائی غلطی سے قتل ہو گیا تھا، پھر یہ مکہ کو مشرک ہو کر واپس چلا گیا، مقیس مسلمان ہو کر حدیبیہ کے سال ٦ھ میں آپ کے پاس آ گیا اور اپنے بھائی کی دیت مانگی تو آپ نے اس کی دیت کا حکم دیا، پھر اس نے اپنے بھائی کے قاتل کو بھی مار ڈالا اور مشرک ہو کر مکہ چلا گیا۔ اپنے ایک شعر میں وہ کہتا ہے۔

حللت به وتری وادرکت تورثی
وکنت الی الاوثان اول راجع

میں نے اس پر کمان کی تانت کس چھوڑی اور میں نے انتقام کا جوش ٹھنڈا کر لیا اور بتوں کی طرف میں پہلا واپس آنیوالا تھا۔

جس نے اس کے بھائی ہشام بن صبابہ کو قتل کیا تھا، وہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کا ایک آدمی تھا جس نے غلطی سے اس کو مار دیا، وہ سمجھتا تھا کہ یہ دشمن کا کوئی آدمی ہے۔ یہ واقعہ غزوہ، بنی المصطلق میں ٦ھ شعبان میں پیش آیا۔ [1]

ابن ہشام کہتے ہیں کہ پہلا قتل کیا جانیوالے جس کی دیت نبی ﷺ نے دی وہ فتح کے دن کا مقتول ہے جنیدب بن اکوع جس کو بنو کعب نے مار ڈالا تھا تو آپ نے اس کی دیت سو اونٹنیاں دیں [2] اور آپ نے فرمایا۔

اے خزاعہ کی جماعت قتل سے اپنے ہاتھ ہٹا لو قتل بہت زیادہ ہو گیا ہے۔

ابن حبیب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خزاعہ کو اجازت دی کہ وہ نماز عصر تک بنو بکر

---

1. بیھقی فی دلائل النبوہ (٦٢/٥) و ابن ھشام فی السیرۃ (٤١٠/٢)
2. ذکرہ ابن ھشام فی السیرہ (٤١٦/٢) باب اول قتیل وداہ الرسول ﷺ یوم الفتح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنی تلواریں رکھ دیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ اس لیے تھا کہ صلح حدیبیہ جو مسلمانوں اور اہل مکہ میں ہوئی تھی اس میں یہ شرط بھی تھی کہ جو نبی ﷺ کے عقد وعہد میں داخل ہونا چاہتا ہے تو وہ داخل ہوسکتا ہے اور جو اہل مکہ کا حلیف بننا چاہے تو بن سکتا ہے چنانچہ خزاعہ نبی ﷺ کے عہد وعقد میں داخل ہو گئے اور بنو بکر اہل مکہ کے حلیف بن گئے، اس کے بعد بنو بکر نے بنو خزاعہ پر چڑھائی کی اور قریش بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی کیونکہ معاہدہ کی رو سے مسلمانوں کے حلیف سے اہل مکہ کا جنگ کرنا درست نہیں تھا، اس جنگ میں بنو بکر اور قریش نے خزاعہ کے بہت آدمی مار دیئے تو عمرو بن سالم خزاعی نبی ﷺ کے پاس مدینہ آیا اور آپ سے مدد مانگی۔ یہ بھی فتح مکہ کے اسباب میں سے تھا۔

ابن سلام اپنی تفسیر میں کہتے ہیں بنو خزاعہ کے اپنے قاتلین کو قتل کرنے کے متعلق (جو پچاس آدمی تھے) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ. ❶

یعنی تاکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے۔

ابو سفیان نے کہا اے اللہ کے رسول آج قریش کے بڑے بڑے لوگوں کا قتل مباح کر دیا گیا ہے اس لیے آج کے بعد قریش نہیں ہوں گے، تو آپ نے فرمایا (من دخل دار ابی سفیان فھو امن) جو ابو سفیان کے گھر چلا جائے اس کو امن ہوگا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

لَا تغزٰی قُرَيْشٌ ابدا ولا يقتل قريش صبرا ابدا (یعنی علی کفر)

قریش سے کبھی بھی جنگ نہیں لڑی جائے گی اور نہ ہی قریش کو کبھی باندھ کر مارا جائے گا۔ ❷ یعنی کفر پر۔

---

❶ ابن حجر في الفتح ۲۰٦/۱۲ في البداية والنهايه (۳۰۵/٤) من حديث ابن اسحق ولم يذكر له سند۔

❷ احمد في المسند (٤١٢/٣) والترمذي (١٦١١) في السير والحميدي ٥٨٢ والطبراني في الكبير ٣٣٣٣ واسناده صحيح۔ ٢۔ النسائي في السنن (١٢١/٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن قتیبہ نے کہا ہے "لایقتلُ قرشی صبرا" لام کے ضمہ سے ہے اور جس نے جزم سے روایت کیا اس ظاہر کلام نے قرشی کے لیے لازم کر دی، یعنی اس کو کسی صورت میں بھی نہ قتل کیا جائے، چاہے وہ مرتد ہو جائے اور نہ قتل کے قصاص میں اور جس نے رفع سے اس کو روایت کیا تو اس صورت میں یہ تفسیر ان کی طرف خبر ہو جائے گی، یعنی قریشی اب کبھی ایسا کام نہیں کریں گے کہ جس سے ان پر قصاص لازم ہو جائے اور نہ ہی وہ مرتد ہوں گے کہ وہ قتل کے مستحق ہوں۔

ابن حبیب نے کہا رسول اللہ ﷺ مکہ میں پندرہ دن ٹھہرے اور آپ نماز قصر کرتے رہے۔

بخاری میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مکہ میں انیس دن قیام فرمایا اور آپ قصر کرتے رہے۔ ❶

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ دس دن رہے اور نماز قصر کرتے رہے۔ ❷

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم انیس دن کے قیام تک قصر کرتے رہے اور جب اس سے زیادہ دن قیام ہوتا تو پوری نماز پڑھتے۔ ❸

مزنی شافعی سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ فتح کے وقت مکہ میں اٹھارہ دن رہے آپ قصر کرتے رہے۔ ❹

مصنف ابی داود میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تبوک میں بیس دن قیام کیا اور نماز قصر کرتے رہے۔ ❺

---

❶ البخاری (۱۰۸۰) ❷ البخاری (۱۰۸۱) و (۴۲۹۸) عن انس رضی اللہ عنہ

❸ البخاری (۴۲۹۹) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

❹ ابو داود (۱۲۱۹ ق ۱) عن عمران بن حصین رضی اللہ علیہ۔

❺ ابو داؤد ۱۲۳۵۔ عن معمر عن یحیی بن ابی کثیر عن محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان و فیہ عنعنہ یحی بن ابی کثیر وھو مدلس وقال المنذری و ذکر البیھقی انہ غیر محفوظ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بات سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے۔

ابوعبید کہتے ہیں کہ میمون بن مہران نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کا بیس سے تیس رات تک محاصرہ جاری رکھا، پھر انہوں نے اس بات پر امان لے لی کہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ بھی نہ چھپائیں گے۔ ابوعبید کے علاوہ کسی اور نے کہا کہ خزانہ نہ چھپائیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

یا بنی الحقیق (ابوعبید نے اس طرح کہا ہے مگر ''بنی ابی الحقیق'' ہے)
وقد عرفتم عداوتکم لله ورسوله ثم لم یمنعنی ذالك من ان اعطیکم ما اعطیت اصحابکم وقد عطیتمو نی عهدا انکم ان کتمتم شیئا احلت لنا دماء کم ما فعلت أنیتکم؟

اے ابوالحقیق کی اولاد تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ اپنی دشمنی کو جانتے ہو، پھر بھی مجھے اس بات نے اس سے روکا نہیں کہ میں تم کو وہ کچھ دوں جو میں نے تمہارے ساتھیوں کو دیا ہے، حالانکہ تم نے مجھ سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ اگر تم ہم سے کوئی بات چھپا کر رکھو گے تو ہمارے لیے تمہارے خون حلال ہوں گے، اچھا بتاؤ تمہارے برتن کہاں ہیں انہوں نے کہا ہم نے وہ اپنی جنگ میں ضائع کر دیئے۔

راوی کہتا ہے پھر آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ برتنوں والے کمرے میں جا کر برتن تلاش کرو، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم برتنوں والے گھر میں آئے اس میں سے انہوں نے برتن تلاش کر لئے تو ان کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ ❶

ابن عقبہ کی کتاب میں ہے کہ ان کو اس بات پر امان ملی تھی کہ ان کی پیٹھوں پر جو کپڑے ہیں ان کے علاوہ انہیں اور کچھ بھی نہیں ملے گا اور اگر وہ کچھ بھی چھپائیں گے تو ان پر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذمہ اٹھ جائے گا۔

---

❶ ابو عبید فی کتاب الاموال (٤٥٨) عن میمون بن مهران وهو مرسل و رجاله ثقات۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوعبید نے کہا ہمیں یزید نے ہشام سے انہوں نے حسن سے بیان کیا کہ حیی بن اخطب نے رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کیا کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی بھی مدد نہیں کرے گا اور اس بات پر اس نے اللہ تعالیٰ کو ضامن اور کفیل بنایا تو جب قریظہ کا دن ہوا تو اس کو اور اس کے بیٹے سلمی کو لایا گیا تو آپ نے فرمایا۔

(اوف الكيل) اپنا ماپ پورا کر، پھر اس کی اور اس کے بیٹے کی گردن اڑا دی۔ ❶

نیز ابوعبید نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ ابوالحقیق کے بیٹے کو قتل کر دو تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ ❷

خطابی نے موسیٰ بن عقبہ سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے کہا ابوالحقیق کا مال خزانہ تھا جسے اونٹ کی کستوری کہا جاتا تھا، جس کا وارث بڑا ہوتا پھر بڑا ہوتا تھا تو اسے انہوں نے غیب کر دیا اور چھپا دیا تو اسی وعدہ توڑنے کی وجہ سے نبی ﷺ نے ان کو قتل کر دیا۔ واقدی نے کہا اس کی تعداد دس ہزار دینار تھی۔

کتاب الاموال میں ہے کہ ابوعبید نے کہا ہمیں عبداللہ بن صالح نے لیث بن سعد سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے کہا کہ احزاب کا واقعہ احد کے دو سال بعد ہوا اور یہ اس وقت ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودی تھی، اس وقت کفار کا رئیس ابوسفیان بن صخر بن حرب تھا، کفار نے رسول اللہ ﷺ کو دس راتیں گھیرے رکھا تو مسلمانوں کو بہت تکلیف پہنچی تھی، ہمیں سعید بن مسیّب سے یہ اطلاع ملی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی۔

اللهم انى انشدك عهدك ووعدك اللهم ان تشآء لاتعبد۔

اے اللہ میں تجھ سے تیرے عہد اور وعدے پر التجا کرتا ہوں، اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے۔

---

❶ ابوعبید فی کتاب الاموال (٤٦١) وهو مرسل

❷ ابوعبید فی کتاب الاموال (٤٦٠) من حدیث کعب بن مالك وهو مجهول والحدیث مرسل ویشهد له ماقبله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر کچھ ہی دیر بعد آپ نے عیینہ بن حصن، جو اس وقت غطفانی کفار کا رئیس تھا اور ابو سفیان کے ساتھ معاون کے طور پر تھا کی طرف پیغام بھیجا اور اس کو یہ پیش کیا کہ وہ ان لوگوں کو احزاب کو چھوڑ جائے تو اسے مدینہ کے پھلوں کی تہائی ملے گی، اس نے کہا اگر تم آدھے پھل دے دو تب میں ایسے کر سکتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سید الأوس اور سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سید الخزرج کو بلایا اور انہیں کہا۔

ان عيينة قد سألني نصف ثمر نخلكم على ان ينصرف بمن معه من غطفان و يخذل الاحزاب واني اعطيته الثلث و ابى الا النصف فما تريان.

عیینہ نے مجھ سے احزاب کو چھوڑ کر چلے جانے کے عوض تمہاری کھجوروں کا آدھا پھل مانگا ہے، میں نے اس کو تہائی دینے کا کہا ہے، تو اس بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟

انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا ہے تو کر گذریے، آپ نے فرمایا۔

لو امرت بشيء لم استأمر كما فيه ولكن هذا رأيي اعرضه عليكما

اگر مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا تو میں تم سے اس میں مشورہ نہ لیتا، لیکن یہ میری ایک رائے ہے جو میں نے تم پر پیش کر دی ہے۔

تو وہ کہنے لگے پھر ہم ان کو تلوار کے بغیر اور کچھ نہیں دے سکتے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"فنعم" تو پھر ٹھیک ہے بہت اچھا۔ [1]

ابن عقبہ کی کتاب میں ہے کہ یہودیوں نے اس بات پر امان لی تھی کہ ان کو صرف وہی کچھ ملے گا جو ان کے جسموں پر لباس ہے اور اگر انہوں نے کچھ بھی چھپایا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ ان سے اٹھ جائے گا۔

www.KitaboSunnat.com

---

[1] ابن عساكر في تاريخه (١١٣/١) وابن سعد في الطبقات ٥٦/٢ و في اسناده عبدالله بن صالح كاتب الليث قال الحافظ في التقريب صدوق كثير الغلط و كانت فيه غفله و بقية رجاله ثقات و رواه ابوعبيد (٤٤٥) في باب الصلح والمهادنة۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد کے ساتھیوں میں سے دو آدمی فتح مکہ کے دن قتل ہوئے تھے، ایک کرز بن جابر الفہری اور ایک خالد بن خنفش الخزاعی۔

ابن حبیب نے کہا کہ مشرکوں سے اس دن ۲۳ تئیس آدمی قتل ہوئے۔ جبکہ ابن ہشام نے کہا بارہ یا تیرہ آدمی قتل ہوئے۔

ابوعبید کہتے ہیں کہ علماء نے مشرکین سے مدۃ معلومہ تک صلح کرنے کے متعلق اختلاف کیا ہے اور اس میں ان کے تین اقوال ہیں۔ ایک گروہ نے کہا درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا۔ (الانفال: ٦١)

یعنی اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی اس طرف مائل ہو جائیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ.

(محمد: ٣٥)

آپ کمزوری نہ دکھانا اور صلح کی طرف دعوت نہ دیں اور تم ہی بلند ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔

یہ دونوں آیات محکم ہیں، تو اگر مشرک صلح کی طرف دعوت دیں تو ان کی یہ دعوت قبول کی جائے مگر مسلمان ان کو از خود صلح کی دعوت نہ دیں جبکہ وہ طاقت ور ہوں۔ یہی قول امام مالک رحمہ اللہ کا ہے۔

دوسری جماعت کہتی ہے کہ کسی حال میں بھی ان سے مصالحت نہ کی جائے ان سے جنگ کی جائے پھر یا تو وہ مسلمان ہو جائیں یا جزیہ دیں۔ ان لوگوں نے کہا سورہ انفال کی آیت کو آیت القتال نے منسوخ کر دیا۔ اور یہ بات سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

تیسری جماعت کہتی ہے کہ مسلمان کمزور ہوں تو کچھ مال دے کر ان سے صلح کر لیں تو جائز ہے۔ روایت کیا ہے کہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور عبدالملک بن مروان نے اسی طرح کیا ہے، یہ بات اوزاعی نے ذکر کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلح کے جواز میں مالک کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ آپ نے جو صفوان بن امیہ کو اس وقت دیا تھا، جب آپ نے اپنی چادر دیکر وہب بن عمر کو اس کی طرف دو ماہ کے لیے اس کو امان دیتے ہوئے بھیجا تھا۔ تو اس نے کہا میں اس وقت تک نہیں اترتا جب تک آپ اس کی وضاحت نہ کر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا بل لك ان تسير اربعة اشهر بلکہ تم کو چار ماہ چلنے پھرنے کی اجازت ہے۔ ❶

اوزاعی نے ذکر کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان روم کے سرکشوں کو روزانہ ایک ہزار دینار ادا کرتا تھا، یہ بات ولید بن مسلم نے اوزاعی سے روایت کی ہے۔ اور صفین کے دنوں میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور عبدالملک نے اس طرح سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دنوں میں کیا تھا۔

غنیمت کے حصہ جات، غائب کا حصہ اور عورت کو کچھ دینے کے متعلق آپ ﷺ کا فیصلہ

بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ ہے۔ ❷ یہی بات نبی ﷺ سے ثابت ہے اور علماء نے اس کے مطابق عمل پر اجماع کیا، مگر ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فارس کے لئے دو حصے ہیں ایک حصہ اس کا اور ایک اس کے گھوڑے کا ان کی دلیل سیدنا مجمع بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے خیبر کے دن دو سو سواروں کو حصے دیئے، سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا ❸ نیز

---

❶ مالك في الموطا (١٠٤٧) في النكاح باب نكاح المشرك اذا اسلمت زوجته قبله ثم اسلم وهو مرسل وهو مشهورو شهرته اقوى من اسناده۔ البيهقي في السنن (١٨٦/٧، ١٨٧) وهو مرسل ايضا۔

❷ البخاري (٢٨٦٣) و (٣٢٢٨) و مسلم (١٧٦٢) و ابوداود (٢٧٣٣) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ

❸ احمد في المسند ٤٢٠/٣ و (١٥٤٧٠) و ابو داود (٢٧٣٦) و (٣٠١٥) و الحاكم (١٣١/٢) قال في الفتح في اسناده ضعف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی دلیل عبداللہ بن مبارک کی وہ روایت بھی ہے کہ انہوں نے نافع سے انہوں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے سوار کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ مقرر کیا۔ ❶ لیکن اس میں ان کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خیبر کی غنائم اس طرح تقسیم نہیں کیں اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اکثر ساتھی ان کی روایت کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور خیبر اہل حدیبیہ کے لیے تھا خاص طور پر جو چودہ سو آدمی تھے اور اہل حدیبیہ میں سے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی غائب نہیں تھا تو اس کیلیے بھی آپ نے حصہ رکھا ❷ اور تمام مغازی میں آپ نے یہی طریقہ قائم رکھا کہ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنوقریظہ کے دن کل چھتیس گھوڑے تھے، المدونہ میں بھی اسی طرح ہے اور یہ پہلی فیء تھی جس میں حصے مقرر ہوئے اور اس میں سے خمس نکالا گیا اور پھر اس کو سنت بنالیا گیا، اسماعیل قاضی نے بھی اسی طرح کیا ہے۔

اسماعیل کہتے ہیں میرے خیال میں بعض علماء کہتے ہیں کہ خمس کا حکم بعد میں نازل ہوا اور حدیث میں اس کے متعلق کوئی شافی بیان نہیں ملتا اور یقیناً خمس کا امر غنائمِ حنین میں ہی ملتا ہے اور یہ آخری غنیمت تھی جس میں نبی ﷺ موجود تھے۔

واقدی کہتے ہیں کتاب المفصل میں ہے کہ غزوہ بدر کے ایک ماہ اور تین دن بعد غزوہ بنی قینقاع پہلی جنگ ہے جس میں خمس نکالا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا جو پندرہ رات جاری رہا پھر وہ آپ کے حکم پر آ گئے تو آپ ﷺ نے ان سے اس بات پر صلح کرلی کہ ان کے اموال رسول اللہ ﷺ کو ملیں گے، ان کے بچے اور بیویاں ہیں، تو آپ نے ان کے ہتھاروں سے تین قسی دو درعیں اور تین تلواریں لیں اور ان کے مال میں سے خمس نکالا۔

---

❶ الدارقطنی فی السنن ١٠٦/٤ قال کذا لفظ نعیم عن ابن المبارک والناس من یخالفونه

❷ ابن هشام فی السیرة (٣٤٩/٣) ذکر مقاسم خیبر واموالها۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بزار نے اپنی مسند میں کہا ہے کہ بدر کے دن مسلمان تین سو تیرہ تھے۔ مہاجرین میں سے 77 ستتر آدمی تھے اور انصار میں سے دو سو چھتیس آدمی تھے۔ مہاجرین کا جھنڈا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور انصار کا جھنڈا سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا [1] ان میں بیس غلام تھے، [2] ان کے پاس تین گھوڑے تھے ایک سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا گھوڑا، ایک سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ اور ایک سیدنا مرثد بن مرثد رضی اللہ عنہ کے پاس۔ اور ستر اونٹ تھے جن پر وہ باری باری سوار ہوتے۔ ایک اونٹ پر رسول ﷺ، سیدنا علی اور سیدنا مرثد رضی اللہ عنہما باری باری سوار ہوتے تھے۔ اور سیدنا حمزہ، سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوکبشہ اور سیدنا انیسہ (یہ دونوں نبی کے غلام تھے جو باری باری سوار ہوتے تھے اور سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم باری باری ایک پر سوار ہوتے تھے۔ [3]

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مسلمان تین سو چودہ آدمی تھے جن میں تراسی مہاجر، اکسٹھ قبیلہ اوس سے تھے اور ایک سو ستر خزرج قبیلہ کے تھے۔ [4]

بخاری نے قریش کے بدر میں حاضر ہونے والے جنہیں حصہ دیا گیا تھا اکیاسی مرد ذکر کیے ہیں۔

اسماعیل قاضی نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی طرف گئے، جب اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دے دی، تو ایک جماعت ان کا پیچھا کرنے لگی جو انہیں قتل کر رہے تھے، ایک جماعت رسول اللہ ﷺ پر نظر رکھے ہوئے تھی اور ایک جماعت لشکر کی لوٹ مار کی نگرانی کر رہی تھی اور جب کفار کی طلب میں

---

[1] البزار (۱۷۸۳) مجمع الزوائد (۹۲/۶) فیه حجاج بن ارطاة وهو مدلس۔

[2] البزار ۱۷۸۵ والطبرانی (۱۷۸۵) مجمع الزوائد (۹۳/۶) و فیه یحیی بن عبدالحمید الحمانی ضعیف۔

[3] الطبرانی فی الکبیر (۱۲۱۰۵) والمجمع (۶۹/۶) و فیه ابو شیبة ابراهیم بن عثمان ضعیف و راوه احمد (۳۹۰۱) عن ابن مسعود و اسناده حسن۔

[4] ابن هشام فی السیرة ۶۸۵/۱ ۳۔ البخاری (۳۹۵۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکلے ہوئے واپس آئے تو وہ کہنے لگے کہ غنیمت ہمیں ملنی چاہیے کیونکہ ہم دشمن کے پیچھے نکلے تھے، رسول اللہ ﷺ کے نگران اور پہرہ دار جو تھے، وہ کہنے لگے کہ ہم زیادہ حقدار ہیں کیونکہ ہم رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے رہے کہ دشمن انہیں کوئی ہماری غفلت میں نقصان نہ پہنچا دے اور جو لشکر کی نگرانی کرتے رہے وہ کہنے لگے کہ ہم نے ہی یہ سب کچھ اکٹھا کیا ہے اس لیے ہم زیادہ حق دار ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ۔ (الانفال: ١)

آپ سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے انفال اللہ تعالیٰ کے لیے اور رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فوراً تمام غنائم تقسیم کر دیں۔

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ۔ (الانفال: ٤١) [1]

جان لو کہ تم جو بھی غنیمت حاصل کرو تو اللہ تعالیٰ کے لیے اس میں سے پانچواں حصہ ہے۔

اسماعیل نے کہا کہ نبی ﷺ نے نضیر کو مہاجرین میں، تین انصاریوں، ایک سہل بن حنیف، ایک ابو دجانہ اور ایک حارث بن الصمہ کیونکہ مہاجرین جب مدینہ آئے تو انصار نے پھلوں میں ان کو بھی شریک کر لیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا:

ان شئتم قسمت اموال بني النضير بينكم و بينهم واقمتم على مواساتكم في ثماركم وان شئتم اعطيتها المهاجرين دونكم وقطعتم عنهم ما كنتم تعطونهم من ثماركم.

اگر تم چاہو تو میں بنو نضیر کے اموال تمہارے اور ان کے درمیان تقسیم کر دوں اور تم کسی طرح اپنے پھلوں میں اپنی ہمدردی اور مواسات پر قائم رہو اور اگر تم چاہو تو میں وہ مہاجرین

---

[1] احمد في المسند (٣٢٣/٥) و (٣٢٤) و مجمع الزوائد (٩٢/٦) والترمذی (١٥٦١) مختصر في السير و قال حديث عبادة حسن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دے دوں اور تم جوان کو اس وقت اپنے پھل دے رہے ہو، وہ بند کر دو؟

تو انصار نے کہا کہ آپ ہمارے بغیر ان کو دے دیں اور ہم اپنے پھل بند کر دیتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے وہ اموال مہاجرین کو دے دیئے تو ان سے جو لئے گئے ان سے وہ مستغنی ہو گئے، اسی طرح انصار پر بھی جب ان کے پھل واپس آ گئے تو وہ بھی غنی ہو گئے اور ان گذشتہ تین آدمیوں نے اپنی ضرورت کا شکوہ کیا تھا۔ ❶

ابن ہشام، ابن سحنون، ابن حبیب اور برقی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا طلحہ بن عبیداللہ اور سیدنا سعد بن نوید رضی اللہ عنہما بدر میں نہیں گئے، وہ شام میں غائب تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے حصے دیئے، انہوں نے کہا ہمارے اجر ہیں؟ تو آپ نے فرمایا تمہارے اجر بھی ہیں۔ ❷

بخاری نے ذکر کیا کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بدر میں گئے۔ ❸ یحیٰی بن معین کہتے ہیں بدر میں نہیں بلکہ عقبہ میں گئے۔ ابن سحنون اور ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا ابولبابہ، سیدنا حارث بن حاطب اور سیدنا عاصم بن عدی رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو آپ نے ان کو واپس کر دیا اور سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا امیر بنا دیا۔ ❹

ابن حبیب نے کہا کہ اور سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نماز پر امامت کے لیے مقرر فرمایا اور آپ نے ان کے لیے بھی اپنے ساتھ حصہ رکھا اور سیدنا حارث بن اصمہ الروحاء میں چھپے رہے تو آپ نے ان کے لیے بھی حصہ اپنے ساتھ رکھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ حوات بن جبیر بن نعمان کے لیے بھی آپ نے حصہ رکھا ❺ اور اس میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی اپنی بیوی سیدہ

---

❶ ذکرہ ابن سید الناس فی عیون الاثر (۲/۵۰) وفی اسنادہ معمر بن راشد قال الحافظ مقبول قال یحیی ھو من اثبتھم فی الزھری وھذا منه۔

❷ الطبرانی فی الکبیر (۱۸۹) مجمع الزوائد (۹/۱۳۸) وھو مرسل حسن الاسناد۔

❸ البخاری فی المغازی باب تسمیة من سمی من اھل البدر۔

❹ ابن ھشام فی السیرہ (۲/۶۸۸) ❺ ابن ھشام فی السیرة (۱/۶۹۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کی بیماری کی وجہ سے آپ کے ساتھ نہ جا سکے تو آپ نے ان کے لیے بھی حصہ مقرر کیا۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے اجر بھی ملے گا؟ تو آپ نے فرمایا "واجرك" تجھے اجر بھی ملے گا۔ ❶

ابن حبیب کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور تمام مسلمانوں نے آپ کے بعد اس پر اجماع کیا ہے کہ کسی غائب کے لیے حصہ نہیں ہوگا۔

ابن وھب اور ابن نافع نے مالک سے روایت کیا ہے کہ جب امام کسی کو لشکر کی بہتری کے لیے بھیجے تو اس کا حصہ ہوگا۔ مالک کہتے ہیں کہ نہیں ہوگا۔ سحنون کہتے ہیں میں پہلی بات کا قائل ہوں۔ بخاری وغیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے احد کے دن سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا ❷ کیونکہ ان کی عمر ابھی چودہ سال تھی اور خندق کے دن آپ نے انہیں اجازت دے دی، اس وقت آپ پندرہ سال کے تھے۔ اسی طرح آپ نے سیدنا زید بن ثابت اور سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما کو خندق کے دن جنگ میں شمولیت کی اجازت دے دی، وہ پندرہ پندرہ سال کے تھے۔

ابن حبیب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں، بچوں اور غلاموں کا غنیمت سے حصہ مقرر نہیں کیا، بلکہ انہیں ویسے ہی کچھ دے دیتے تھے۔ جبکہ امام مالک معمولی کچھ دینے کو بھی درست نہیں سمجھتے۔

بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ نے اونٹ اور بکریاں تقسیم کیں، تو دس بکریوں کو ایک اونٹ کے قائم مقام کیا۔ ❸

---

❶ ابن هشام في السيرة (٦٧٨/١)

❷ البخاری (٢٦٦٤) و (٤٠٩٧) عن ابن عمر رضي الله عنه

❸ البخاری (٢٤٨٨) و (٣٠٧٥) عن رافع بن خديج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنین کے دن قاتل کے لیے رسول اللہ ﷺ کا سلب مقرر کرنا اور کیا سلب میں سے خمس نکالا جائے گا اور غنیمتوں کا ذکر

مؤطا، بخاری اور مسلم میں سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حنین کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے جب ہم دشمن کے آمنے سامنے ہوئے تو مسلمانوں پر ایک جھنجھوڑا آیا، تو میں نے دیکھا مشرکوں میں سے ایک آدمی ایک مسلمان پر غالب آرہا تھا تو میں گھوم کر اس کے پیچھے سے اس کے پاس آیا، میں نے اس کے کاندھے کی رگ پر تلوار ماری، وہ میری طرف متوجہ ہوا اس نے مجھے سخت دبایا جس سے میں نے موت کی بو محسوس کی، پھر اس کو موت نے آگھیرا تو اسنے مجھے چھوڑ دیا، پھر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ملا تو میں نے پوچھا کیا بات ہے، وہ کہنے لگے اللہ تعالیٰ کا حکم، پھر لوگ واپس آگئے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا:

من قل قتيلا له عليه بينة فله سلبه.

جس نے کسی کو قتل کیا ہو جس کی اس کے پاس دلیل ہو تو اس کی سلب (غنیمت) اسی کی ہوگی۔

تو میں اٹھا اور کہا کون ہے جو میرے لیے گواہی دے پھر میں بیٹھ گیا پھر آپ نے دوبارہ فرمایا:

من قتل قتيلا له عليه بينة فله سلبه.

جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس بات کی اس کے پاس دلیل بھی ہو تو اس کا مال غنیمت اسی کو ملے گا۔

میں پھر اٹھا اور کہا کون ہے جو میرے لیے گواہی دے؟ پھر میں بیٹھ گیا، پھر آپ نے تیسری دفعہ یہی بات فرمائی تو میں کھڑا ہوا تو آپ نے مجھے دیکھا پھر پوچھا۔

"مالك يا ابا قتادة"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ابوقتادہ کیا بات ہے۔

تو میں نے آپ سے تمام واقعہ بیان کر دیا، تو ایک آدمی کہنے لگا یا اے اللہ کے رسول اس نے سچ کہا اور اس مقتول کی مسلوبہ غنیمت میرے پاس ہے آپ اس کو میری طرف سے راضی کر دیں، تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے نہیں اللہ کی قسم یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کی طرف قصد کریں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے جہاد کرے تو آپ ﷺ اس کی سلب تجھے دے دیں۔ اس حدیث میں "**لا یعمد الی اسد**" لا کے بغیر بھی مروی ہے۔ ❶

بخاری کتاب الاحکام میں ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز ایسے نہیں ہو سکتا کہ آپ ایک اصیبغ کو دیدیں اور اللہ کے ایک شیر کو چھوڑ دیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا لہٰذا اس کی سلب اس کو دے دو۔ تو میں نے وہ درع بیچ کر ایک باغ خرید لیا تو وہ پہلا مال تھا جس کو میں نے اسلام میں کما کر بنیاد بنایا۔ ❷

ابن اعرابی نے کہا سلمہ جو راوی ہے، وہ ازد میں بکسر لام ہے اور قشیر میں بفتح اللام ہے۔

بخاری نے ذکر کیا ہے کہ سلب قاتل کے لیے ہوتی، یہ غنیمت کے اوپر سے بغیر خمس کے ہوتی ہے اور اسلاب سے خمس نہیں نکالا جاتا۔ ❸

امام مالک اور ان کے ساتھیوں نے کہا کہ سلب بغیر خمس کے نہیں ہوتی اصحاب مالک میں سے بعض نے اس آیت کو دلیل بنایا۔

وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔

(الانفال: ٤١)

اور جان لو کہ تم جو چیز بھی غنیمت حاصل کرو تو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ

---

❶ البخاری (٤٣٢١) مسلم (١٥٧١) و الموطا ٤٥٤/٢ عن ابی قتادة رضی اللہ عنہ

❷ البخاری (٢١٠) و (٧١٧٠) عن ابی قتادة رضی اللہ عنہ

❸ البخاری (١٨) باب من لم یخمس الاسلاب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اس کا خمس ہوگا۔

اس آیت میں چار خمس حاصل کرنے والے کے لیے ہیں، لہٰذا ایک خمس جو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا ہے اس سے شک اور احتمال کے ساتھ کچھ بھی نہ لیا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جو نفل دی وہ خمس سے تھی۔

پہلی دلیل تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خمس اجتہادی نظر کرنا آپ نے سپرد کر دیا تھا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ آیت خیبر اور نضیر کے متعلق آپ نے اس کی وضاحت کو غزوہ حنین تک مؤخر نہیں کرنا تھا اور جنگ ٹھنڈی ہو جانے کے بعد آپ نے یہ بات فرمائی تھی، اگر یہ پہلے کی ہوتی تو سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو ضرور معلوم ہوتی جو آپ ﷺ کے شہسوار اور کبار صحابہ میں سے تھے انہوں نے یہ مطالبہ اس وقت تک نہیں کیا جب تک کہ نبی ﷺ نے حکم نہیں دیا کہ یہ آواز دی جائے کہ ''جس نے کسی کو قتل کیا تو اس کی سلب اس قاتل کو ملے گی'' تو بات ان سے مخفی نہیں ہوتی تھی۔

ایک اور دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے اس کو صرف ایک آدمی کی شہادت پر بغیر حلف کے وہ سلب دیدی، اگر وہ غنیمت کے اوپر ہوتی تو کوئی حق بھی غنیمت سے نہ نکالا جاتا مگر دلائل سے یا ایک گواہ اور قسم سے نکالا جاتا۔ ایک اور بات ہے کہ اگر وہ قاتل کا حق ہوتا اور دلیل نہ ملتی تو توقف کر لیتے جس نقطہ کا حکم ہے اور اس کو تقسیم نہ کیا جاتا اور اس کو بغیر دلیل کے تقسیم کیا گیا اور یہ ملکیت کے معانی سے خارج ہوگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مال سلب امام کے اجتہاد کے ساتھ خمس سے نکالا گیا مال ہے جس کو کسی دوسرے طریق میں کیا جاتا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ آپ نے حنین کے علاوہ کسی اور جنگ میں اس طرح کیا اور فرمایا ہو۔

ابن المواز کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو بھی اس کے مقتول کی سلب اور خمس نہیں دیا۔

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ذکر کیا ہے کہ سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے مقابلہ میں سو آدمی قتل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر ڈالے اور یہ ان کے علاوہ تھے جنہیں انہوں نے کسی اور کی شرکت سے مارا تھا۔ ❶

بخاری نے ذکر کیا کہ سیدنا معاذ بن عمرو بن جموح انصاری اور سیدنا معاذ بن عفراء انصاری رضی اللہ عنہما نے بدر کے دن ابوجہل کو اپنی تلواروں سے قتل کر دیا، پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو یہ بات بتائی تو آپ نے پوچھا "ایکما قتله" کہ تم میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے تو ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے قتل کیا ہے تو آپ نے فرمایا: هل مسحتما سيفيكما کیا تم نے اپنی تلواریں تو صاف نہیں کیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں پھر نبی ﷺ نے دونوں کی تلواریں دیکھیں تو فرمایا:

كلاكما قتله سلبه لمعاذ بن عمرو بن الجموح۔ ❷

تم دونوں نے اس کو مارا ہے اور اس کی سلب معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گی۔

بخاری کے علاوہ دیگر کتب میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ابوجہل گرا ہوا اپنی تلوار سے لوگوں کو ہٹا رہا ہے، تو انہوں نے اس کی گردن کو روندا اور کہا تجھے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کر دیا ہے؟ وہ کہنے لگا میں بہت مشکل مقام پر چڑھ گیا، دو چھوٹے چھوٹے بکریوں کے چرواہے تھے، تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے تلوار ماری جو کسی کام نہ آئی، پھر ابوجہل کی تلوار سے ہی اس کی گردن کاٹ دی، پھر وہ اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس آ گئے تو آپ نے اس کی تلوار ان کو دیدی۔ پہلے اس کو سیدنا معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے مار کر اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں، پھر اس کے بیٹے عکرمہ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مارا تو اسے پھینک دیا، پھر اس کو سیدنا معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے مارا یہاں تک کہ اس کو گرا دیا، پھر اس کو چھوڑ دیا اور ابھی اس میں کچھ سانس باقی تھے تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو بالکل مار ڈالا۔ ❸

---

❶ عبدالرزاق في المصنف (٩٤٦٩) و في الاصابة (١٤٣/١) وهو حديث صحيح۔

❷ البخاري (٣١٤١) و مسلم (٧٧٥٢) عن عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه

❸ البخاري مختصر (٣٩٦١) عن ابن مسعود (٣٩٩٢) عن انس رضي الله عنه و احمد (٣٨٢٤) (٣٨٥٦) و (٤٢٤٧)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکوں نے مسلمانوں کے جو مال لے لیے، پھر جب مسلمان غالب آئیں تو مشرکین انہیں واپس کر دیں اس کے متعلق

رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

بخاری میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک گھوڑا کہیں چلا گیا تو اس کو دشمن نے پکڑ لیا مسلمان ان پر غالب آ گئے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں آپ کو واپس کیا گیا۔ اور انہی کا ایک غلام بھاگ گیا تو وہ رومیوں سے جا ملا اور مسلمان جب ان پر غالب آئے تو خالد نے انہیں وہ نبی ﷺ کے بعد، سیدنا ابی بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں واپس کر دیا۔ [1]

المدونہ اور الواضحہ وغیرہ میں ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے اپنا اونٹ مال غنیمت میں پا لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان وجدته لم يقسم فخذه وان وجدته قد قسم فانت احق بالثمن ان اردته۔

اگر تم اسے تقسیم سے پہلے پالو تو لے لو اور اگر تقسیم کے بعد پاؤ تو پھر تم چاہو تو اس کی قیمت کے حق دار ہو۔ [2]

بخاری، مسلم اور مصنف ابوداؤد میں ہے کہ نبی ﷺ سے کسی نے فتح مکہ کے دن پوچھا اے اللہ کے رسول آپ کہاں ٹھہریں گے؟ تو آپ نے فرمایا

وهل ترك لنا عقيل منزلا۔ [3]

کیا عقیل نے ہمارا کوئی بھی گھر باقی چھوڑا ہے؟

---

[1] البخاری (۳۰۶۸) و (۳۰۶۸) و الموطا (۴۵۲/۲) و ابوداود (۲۶۹۸ و ۲۶۹۹)

[2] لم نجده بهذا اللفظ فيما عندنا من المصادر۔

[3] البخاری (۱۵۸۸) و مسلم (۱۳۵۱) و (۱۴۴) و ابو داود (۲۹۱۰) و ابن حبان (۵۱۴۹) عن اسامة بن زيد رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز بخاری میں ہے کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے حج کے موقع پر پوچھا اے اللہ کے رسول آپ کل کہاں اتریں گے؟ تو آپ نے فرمایا۔

وهل ترك لنا عقيل منزلا .

کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی ٹھہرنے کی جگہ چھوڑی ہے؟

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔

نحن نازلون غدا ان شاء الله بخيف بني كنانة بالمحصّب حيثما انتهينا .

ہم ان شاء اللہ کل بنو کنانہ کی خیف وادی میں ٹھہریں گے جو محصب میں ہے، جہاں ہم پہنچ جائیں گے۔ یہ اس لیے تھا کہ کنانہ نے بھی قریش سے یہ حلف کیا تھا کہ بنو ہاشم سے نہ خرید وفروخت کریں گے اور نہ ہی ان کو جگہ دیں گے۔ ❶

زہری کہتے ہیں کہ خیف وادی کا نام ہے۔

یونس نے اپنی روایت میں نہ یوم الفتح کا ذکر کیا اور نہ ہی حج کا۔

دیگر کتب میں یہ بھی ہے کہ جب نبی ﷺ نے ہجرت کی تو عقیل نے ان کے گھروں پر قبضہ کرلیا اور ان کا مالک بن بیٹھا، پھر جب وہ مسلمان ہوا تو وہ گھر اس کے قبضہ میں تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جو شخص جس چیز کی موجودگی پر مسلمان ہو، تو وہ اسی کی ہوگی۔ خطابی کی کتاب میں ہے کہ عقیل نے عبدالمطلب کے گھر فروخت کرڈالے کیونکہ ان کا وہی وارث تھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ وارث نہیں تھے، کیونکہ ان کا اسلام پہلے کا تھا اور ان کا باپ فوت ہوگیا تو عقیل ہی اس کا وارث ہوا۔ نبی ﷺ کے والد فوت ہوگئے تھے جبکہ ابھی عبدالمطلب زندہ تھا اور اس کی اکثر اولاد فوت ہوگئی تھی اور ان کا کوئی وارث نہ تھا تو ابوطالب نے ان کے گھر لے لیے، پھر اس کے مرنے کے بعد عقیل نے سب پر قبضہ کرلیا، کفار قریش کا یہی ظالمانہ طریقہ تھا کہ جو مسلمان ہجرت کرجاتا وہ اس کا گھر اور جائیداد فروخت کرڈالتے۔

❶ البخاری (۳۰۵۷) عن اسامة رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ کو دیباج رستم کے کچھ کوٹ بطور تحفہ دیے گئے جو سونے سے مزین کیے گئے تھے، آپ نے انہیں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم پر تقسیم کر دیا اور ایک ان میں سے مخرمہ بن نوفل کے لیے الگ کر کے رکھ دیا تو وہ اپنے بیٹے مسعود کو لے کر آئے اور دروازے پر کھڑے ہو گئے اور بیٹے سے کہنے لگے کہ نبی ﷺ کو مجھے بلا دو، آپ نے اس کی آواز سن لی، اور کوٹ سمیت اس کو ملے اور تہ بند میں اس کا استقبال کیا اور کہا یا ابا المسور خبأت لك هذا [1] اے ابومسور یہ لو میں نے تمہارے لے الگ کر کے چھپا رکھا تھا۔

نسائی نے کتاب الاسماء والکنی میں ذکر کیا کہ سیدنا مخرمہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا کہ جو کپڑے آپ نے تقسیم کیے ہیں ان میں میرا حصہ کہاں ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا

هذا قباء خبأته لك يا ابا صفوان.

ابوصفوان! یہ کوٹ میں نے تمہارے لیے چھپا رکھا تھا۔

تو انہوں نے وہ لے لیا اور کہا آپ کے ذوی الارحام بھی آپ سے صلہ رحمی کریں۔ [2]

اگر کوئی معاہد یا حربی رسول اللہ ﷺ کو تحفہ دے، تو اس میں آپ ﷺ کا کیا فیصلہ ہے

ابن سحنون کی کتاب میں ہے کہ نبی ﷺ نے ابوسفیان، اہل ذمہ، دحیہ، مقوقس اور اکیدر سے ہدیہ قبول فرمایا اور ان میں سے بعض کو ہدیہ دیا بھی ہے۔ جبکہ عیاض المجاشعی کا ہدیہ قبول نہیں کیا۔

مقوقس کا ہدیہ یہ تھا (۱) ماریہ ام ابراہیم (۲) سیرین اخت ماریہ (۳) سرخ خچر۔ (۴) ایک گدھا۔ تو ماریہ کو آپ نے اپنے لیے رکھ لیا۔ خچر اور گدھا بھی رکھا رہا، آپ انہیں

---

[1] البخاری ۳۱۲۷ عن عبداللہ بن ابی ملیکۃ

[2] کنزالعمال (۲۵۶۳۷/۹) عن المسور بن مخرمة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے۔

مقوقس سے اسکندر کے یہ بادشاہ کا تحفہ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ لائے تھے نبی ﷺ نے انہیں ۶ ھ میں بھیجا تھا، کہتے ہیں کہ اس کا ہدیہ یہ چیزیں تھیں۔

تین لونڈیاں ایک لونڈی آپ نے جہم بن حذیفہ کو ہبہ کردی اس کا نام طرف تھا اور دوسری جس کا نام سیرین تھا جو ماریہ کی بہن تھی وہ حسان بن ثابت کو دیدی اس سے اس کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا۔

کتاب مسلم میں ہے کہ فروہ بن نفاثہ جذامی نے رسول اللہ ﷺ کو سفید خچر تحفہ میں بھیجی تو آپ حنین کے دن اس پر سوار ہوئے۔ ❶

سحنون کہتے ہیں کہ اگر روم کا بادشاہ امام کو ہدیہ دے تو اس کے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ امام کے لیے مخصوص ہوگا۔ اوزاعی کہتے ہیں کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی ہوسکتا ہے اور امام بیت المال سے اس کا بدل اس کو دے۔

سحنون کہتے ہیں کافروں کے ایلچی کو انعام دیا جاسکتا ہے تو وہ اسی کا ہوتا ہے مسلمانوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں اور اس میں خمس بھی نہیں ہے۔

جب کافروں کا کوئی ایلچی آئے تو امیر المؤمنین اس کا عوض اور بدلہ نہ دے مگر جب کوئی ضروری وجہ ہو جس میں مسلمانوں کا فائدہ اور بہتری ہو تو وہ اس میں اجتہاد کرے اور مناسب طریق پر چلے۔

بخاری میں ہے کہ ایلہ کے بادشاہ نے نبی ﷺ کو ایک سفید خچر ہدیہ بھیجا، اس کو آپ نے ایک کمبل دیا اور اس کے لیے جزیہ دینے کے بعد اپنی حکومت پر قائم رہنے کی ایک دستاویز لکھ دی۔ ❷

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ان کے لیے ان کی دستاویز لکھ دی۔ یہ واقعہ غزوہ تبوک میں پیش آیا۔

---

❶ مسلم ۱۷۷۵ عن العباس رضی اللہ عنہ ❷ البخاری تعلیقا باب رقم (۲۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن حارث کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وفات کے وقت پیچھے کچھ نہیں چھوڑا، صرف اپنی ایک سفید خچر اور آپ کے ہتھیار اور کچھ زمین تھی جس کو ❶ صدقہ کر کے چھوڑ گئے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ نے اپنی درع ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض میں رہن رکھ دی تھی۔ ❷

بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دینار، درہم یا لونڈی اور غلام وغیرہ کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی، صرف ایک سفید خچر اور ہتھیار تھے اور کچھ زمین تھی جس کو صدقہ کر دیا تھا۔ ❸

رصیلی کی روایت میں کوئی چیز کی جگہ کوئی بکری کے الفاظ آئے ہیں۔

ابن حبیب وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ مقوقس صاحب مصر تھا۔

ابوعبید نے کتاب الاموال میں کہا ہے کہ عامر بن مالک ملاعب الاسنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک گھوڑا ہدیہ کے طور پر دیا تو آپ نے واپس کر دیا اور فرمایا انا لانقبل هدية مشرك ❹ ہم کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔ اسی طرح عیاض المجاشعی کو بھی فرمایا انا لانقبل زبد المشركين ❺ کہ ہم مشرکوں کی جھاگ یعنی عطیہ قبول نہیں کرتے۔

ابوعبید کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ابوسفیان سے تحفہ اس وقت قبول کیا تھا جس وقت کہ اہل مکہ اور مسلمانوں میں صلح تھی۔ ❻

اسی طرح مقوقس صاحب اسکندریہ کا ہدیہ آپ نے اس لیے قبول کیا تھا کہ اس نے آپ کے ایلچی سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی عزت کی تھی، آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کرلیا تھا اور اس نے آپ کو اپنے اسلام لانے سے مایوس نہیں کیا تھا تو ثابت ہوا کہ نبی ﷺ

---

❶ البخاری (٢٨٧٣ و ٤٤٦١) عن عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ

❷ البخاری (٢٩١٦) و مسلم (١٦٠٣) عن عائشہ رضی اللہ عنہا

❸ البخاری (٢٩١٢) عن عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ

❹ ابو عبید (٦٣٢) والبزار ١٩٣٣ والطبرانی ٢١٨٢ وهو صحيح ؟؟

❺ ابو داؤد (٣٠٥٧) والترمذی (١٥٧٧) وقال هذا حديث حسن صحيح۔

❻ ابو عبید فی کتاب الاموال (٦٣٣) من كلام عكرمة موقوفا عليه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کسی مشرک محارب کا تحفہ قبول نہیں کیا۔ ❶ پھر سیدنا خالد بن ولید اکیدر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کے پاس لایا اور وہ نصرانی تھا تو آپ نے اس کی حفاظت کی اور اس سے جزیہ پر مصالحت کی اور اس کو آزاد کر دیا تو وہ اپنی بستی میں واپس چلا گیا۔ ❷

مال فے کی تقسیم جس طرح مناسب سمجھیں آپ ﷺ فیصلہ کریں، اور مشرکین کی چربی کھانا منع ہے

بخاری نے باب کا یہ ترجمہ ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ خمس سے مؤلفۃ القلوب وغیرہ کو جو دیتے تھے اس کا بیان، یہ بات سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

زہری نے کہا مجھے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ اموال ہوازن سے ملنے والا مال فے قریش کے کچھ آدمیوں میں سو سو اونٹ تقسیم کرنے لگے تو اس وقت انصار کے کچھ لوگوں نے نبی ﷺ کے متعلق کہا اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو معاف فرمائے آپ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر رہے ہیں، حالانکہ خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بات آپ کے سامنے بیان کی گئی کہ انصار یہ کہہ رہے ہیں، تو آپ نے انصار کو بلایا اور انہیں چمڑے کے خیمہ میں اکٹھا کیا اور ان کے ساتھ اور کسی کو بھی نہیں بلایا، جب وہ سارے اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا:

ما كان حديثا بلغني عنكم مجھے تمہاری طرف سے جو بات پہنچی وہ کیا ہے؟ تو ان کے سمجھدار لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم میں سے صاحب رائے لوگوں نے تو کچھ بھی نہیں کہا البتہ ہم میں سے نوعمر لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو معاف فرمائے وہ قریش کو دے رہے ہیں اور انصار کو چھوڑ رہے ہیں، حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون

---

❶ ابو عبيد في كتاب الاموال (٦٦٤)

❷ ابن الاثير في اسد الغابة ١٣٥/١ بدون سند۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ٹپک رہی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انما اعطی رجالا حدیثی عهد بکفرأ ما ترضون ان یرجع الناس بالأموال ترجعوا الی رحالکم برسول الله ﷺ ماتنقلبون به خیر مما ینقلبون به۔

میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جو کفر سے نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اور کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں کو مال لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں کو اللہ تعالیٰ کے رسول کو لے کر جاؤ، تو جس کو تم لے کر گھر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے کہ جو وہ لے کر جا رہے ہیں۔

تو انصار کہنے لگے کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ہم راضی ہیں تو آپ نے انہیں فرمایا:

انکم ستجدون بعدی اثرة شدیدة فاصبروا حتی تلقونی علی الحوض۔ ❶

تم میرے بعد شدید قسم کی ترجیح دیکھو گے تو صبر کرنا یہاں تک کہ مجھے حوض کوثر پر آ ملو۔

مصنف ابو داود میں ہے کہ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا جب خیبر کا دن آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ذوی القربی کے حصہ میں بنو المطلب اور بنو ہاشم کو شامل کیا اور بنو نوفل اور بنو عبد شمس کو چھوڑ دیا تو میں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس گئے ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ہم بنو ہاشم کی فضیلت کا انکار نہیں کرتے کیونکہ انکا مقام آپ کے زیادہ قریب ہے مگر ہمارے بھائی عبد المطلب کی اولاد کی کیا وجہ ہے کہ آپ نے ان کو دے دیا اور ہمیں چھوڑ دیا حالانکہ ہماری قرابت تو ایک جیسی ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

انا بنی المطلب لاتفترق فی جاهلیه ولا فی اسلام انما نحن وهم شیء واحد و شبك بین اصابعه۔ ❷

میں اور بنو المطلب جدا نہیں ہو سکتے نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں، ہم اور وہ ایک

---

❶ البخاری ٣١٤٧ عن انس رضی اللہ عنہ

❷ ابوداؤد (٢٩٨٠) والنسائی ٧/١٣٠-١٣١ وهو حدیث صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز ہیں پھر آپ نے اپنی انگلیوں میں شبکہ (دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں) مار کر بتایا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ نبی ﷺ کے فعل کی خصوصیت ہے کہ آپ نے بنو المطلب کو بھی بنو ہاشم کے ساتھ ملا دیا جوان کے حقیقی بھائی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ بنو عبد شمس اور ہاشم آپس میں جڑواں تھے۔

اوپر انصار والی حدیث میں "فاصبروا حتی تلقونی علی الحوض" کی جگہ "فاصبروا حتی تلقوا اللہ و رسوله علی الحوض" ہے۔

یعنی صبر کرو یہاں تک تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے حوض پر آملو۔

اسی طرح ابوزید نے روایت کیا ہے۔

اور جن کو رسول اللہ ﷺ نے ترجیح دی تھی اور ان کو سو، سو اونٹ دیئے تھے وہ اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن وغیرہ تھے۔

ابن ہشام وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے ابوسفیان، اس کے بیٹے معاویہ، حکیم بن حزام، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو، حویطب بن عبدالعزی، علاء بن حارثہ، عیینہ بن حصن، اقرع بن حابس مالک بن عوف اور صفوان بن امیہ، یہ آدمی کچھ تھے اور نبی ﷺ نے کچھ لوگوں کو پچاس پچاس بھی دیئے، تو کسی کہنے والے نے کہا کہ آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو تو سو سو اونٹ دیئے ہیں مگر جمیل بن سراقہ ضمری کو چھوڑ دیا تو آپ نے فرمایا:

اما والذی نفس محمد بیده لجمیل بن سراقة خیر من طلاع الارض کلهم مثل عیینة والاقرع ولکنی تألفتهما لیسلما ووکلت جمیل بن سراقة الی اسلامه۔ [1]

اس ذات کی قسم جس ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، جمیل بن سراقہ تمام زمین کے چلنے پھرنے والے، عیینہ اور اقرع جیسے لوگوں سے بہتر ہے، لیکن میں ان دونوں کو اسلام

[1] ابن کثیر البدایة والنهایه ٤/ ٣٦٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مالوف کر رہا ہوں تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں اور جمیل بن سراقہ کو اس کے اسلام کے سپرد کرتا ہوں۔

بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انی لاعطی قوما اتألف ظلعهم وجزعهم واكل قوما الى ماجعل الله في قلوبهم من الخير والغنى منهم عمرو بن تغلب

کہ میں کچھ لوگوں کو دیتا ہوں وہ اس لیے کہ ان کے کمزوروں اور قلبی ایمانی کجی کو اسلام سے الفت دلاؤں اور کچھ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی خیر اور غنا بھر دی ہے، میں ان کو اسی خیر اور غنا کے سپرد کرتا ہوں، ان میں عمرو بن تغلب بھی ہے۔

عمرو کہتے ہیں آپ ﷺ کے یہ الفاظ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ پیارے لگے کہ جن پر نیلی چھت سایہ کیے ہوئے ہے۔ ❶

غزوہ حنین کی تقسیم کے متعلق ایک شخص نے اس طرح بھی کہا تھا ''اللہ کی قسم اس تقسیم میں انصاف نہیں ہوا اور نہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب تھی؟''

جس شخص نے یہ بات کہی تھی وہ بنو تمیم میں سے تھا اس کو ذوالخویعرہ کہا جاتا تھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

ويحك فمن يعدل اذا لم اعدل۔ ❷

اگر میں نے انصاف نہیں کیا تو پھر اور کون انصاف کرے گا۔

بخاری نے لمبی حدیث ذکر کی۔

ابن سعد واقدی کے ساتھی نے کہا کہ اس شخص کا نام حرقوص بن زہیر تھا۔ مبرد نے کامل میں ابراہیم بن محمد تیمی سے اسی ذکر کردہ سند سے کہا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے

---

❶ البخاری ٣١٤٥ عن عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ

❷ البخاری ٣١٥٠ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس یمن سے تھوڑا سونا لائے، تو آپ نے اس کے چار حصے کر کے تقسیم کر دیا۔ ایک چوتھائی حصہ اقرع بن حابس کو دیا ایک حصہ زید الخیل کو، ایک چوتھائی علقمہ بن علاثہ کو اور چوتھا حصہ عیینہ بن حصن فزاری کو دیا، تو ایک آدمی اٹھا جو اضطرابی پیدائش، گہری آنکھوں اور باہر نکلی ہوئی پیشانی والا تھا (دوسری روایات میں سر منڈا بھی ہے)، وہ آپ ﷺ سے کہنے لگا میں نے دیکھا ہے کہ اس تقسیم میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ملحوظ نہیں رکھی گئی، تو آپ سخت غضب ناک ہوئے، بخاری نے آگے حدیث بیان کی۔ ❶

مبرد کی کامل میں ایک اور حدیث ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی غنیمت کے اموال تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک کالا (سیاہ) سا آدمی اٹھا اور کہنے لگا، آج شروع دن سے ہی تم نے انصاف نہیں کیا، آگے انہوں نے حدیث ذکر کی اور یہ حدیث بخاری میں بھی موجود ہے۔ ❷

بعض روایات میں یہ شک ہے کہ چوتھا شخص علقمہ عامر بن طفیل تھا۔

ابن وھب نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کا محاصرہ کیا، تو کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ سے کچھ مال مانگنے لگے مگر آپ کے پاس ان کو دینے کے لیے کچھ نہ تھا تو انہوں نے کچھ قلعے فتح، مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے چربی کا بھرا ہوا ایک توڑا لے لیا اس کو مغانم کے نگران نے دیکھ لیا، وہ کعب بن عمر بن زید انصاری تھے، انہوں نے اس کو پکڑ لیا، وہ شخص کہنے لگا اللہ کی قسم میں اس وقت تک یہ نہیں دوں گا جب تک کہ میں اس کو اپنے ساتھیوں تک نہ لے جاؤں، تو مغانم والے نے کہا مجھے دے دے تا کہ میں اسے لوگوں میں تقسیم کروں؟ اس نے انکار کیا، تو وہ جھگڑنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خل بين الرجل و جرابه يذهب به الى الصحابه۔

---

❶ البخاری (٣٣٤٤) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

❷ البخاری مختصر (٤٢١٤) مسلم (١٧٧٢ و ٧٣) عن عبدالله بن مغفل و سيرة ابن هشام (٣٢٩/٢)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شخص کو چھوڑ دے تاکہ یہ تھیلا اپنے ساتھیوں تک لے جائے۔

مالک نے عبدالحکم الکبیر کی مختصر میں کہا کہ میں یہود کی چربی کو پسند نہیں کرتا مگر میں اسے حرام بھی نہیں سمجھتا۔ ابن ابی زید نے کہا کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے اس حدیث سے اس بات پر دلیل لی ہے کہ ایک آدمی نے غنیمت میں ایک تھیلا چربی کا لیا، جس میں خیبر کی چربی تھی۔ پھر باقی حدیث ذکر کی ہے۔

خیبر اور بنونضیر کے اموال کی تقسیم کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم اور اس کا کچھ تذکرہ پہلے ہو چکا ہے

بخاری اور ابو عبید نے ذکر کیا ہے کہ بنونضیر کے اموال ان میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے بطور فے اپنے رسول ﷺ کو عنایت فرمائے ان پر گھوڑے یا سواریاں نہیں دوڑانا پڑیں اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے تھے جنہیں آپ پورا مہینہ اپنے اہل وعیال کو کھلاتے تھے اور اگر کچھ بچ جاتا، تو اس کو اسباب یا ہتھیار میں لگا دیتے اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تیاری تیار ہوتی، تو وہ بنونضیر کے اموال سے کی جاتی ان اموال سے خمس نہیں نکالا گیا کیونکہ یہ سارے رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ تھے۔ [1] اور قریظہ کے اموال سے خمس اس لیے نکالا گیا کیونکہ وہ جنگ سے حاصل ہوئے تھے۔

ابن ابی زید کے بیان کے مطابق بنونضیر کا واقعہ بدر سے چھ ماہ بعد پیش آیا، اور اسی طرح بخاری نے بھی ذکر کیا ہے۔ [2]

ابن ابی زید نے مختصر المدونہ میں ابن شہاب سے ذکر کیا ہے کہ یہ واقعہ محرم ہی میں ۳ھ میں پیش آیا اور ابن شہاب کے علاوہ دیگر نے ۴ھ کا ذکر کیا ہے اور انہیں کے متعلق سورۂ

---

[1] البخاري (٤٨٨٥، ٢٩٠٤) عن عمر رضی اللہ عنہ

[2] البخاري (١٤) باب حديث بني النضير

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حشر نازل ہوئی [1] اس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

مالک نے دو کتب میں کہا کہ خیبر تھوڑی سی جنگ سے فتح ہو گیا اور اس سے خمس نکالا گیا۔ ہاں جو طاقت یا صلح سے فتح ہوا وہ کم ہے اور اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا [2] میں نے کہا عنوہ اور قتال ایک چیز ہیں؟ تو وہ کہنے لگے کہ اس سے مراد صلح ہے اور میں نے ابن شہاب سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ خیبر زور اور عنوہ سے فتح ہوا اور اس کا کچھ حصہ جنگ سے فتح ہوا، مجھے معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے۔

مالک کہتے ہیں کہ خیبر کے اٹھارہ حصے کئے گئے جو اٹھارہ سو آدمیوں پر تقسیم کئے گئے، اور ایک حصہ سوسو آدمیوں پر تقسیم کیا گیا۔

ابو عبید کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو چھتیس حصوں میں تقسیم کیا، ہر حصہ میں سو حصے تھے اور کچھ حصہ الگ کر لیا گیا جو مہمانوں وغیرہ اور دیگر پیش آمدہ ضروریات کیلئے تھا اور نصف حصہ مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا اور رسول ﷺ والا حصہ جو تقسیم ہوا، وہ شق اور نطاۃ [3] اور اس کے ضمن کا علاقہ تھا۔ کتیبہ وطحہ اور سلام کو وقف کیا گیا۔

جب تمام اموال رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہو گئے اور آپ کے پاس مزدور نہیں تھے جو زمینوں کا کام کریں، تو وہ زمینیں یہودیوں کو ہی دے دی گئیں کہ وہ ان میں نصف پر کام کریں۔ [4]

الواضحہ جس سے سات باغ جو رسول اللہ ﷺ نے وقف کئے تھے وہ بنو نضیر کے مالوں سے تھے عنقریب ہی اخماس کے بعد ان کا تذکرہ آ رہا ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اگر پچھلے لوگ نہ ہوتے تو جو بھی بستی میں فتح کرتا اس کو تقسیم کر دیتا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خیبر تقسیم کر دیا تھا۔ [5]

---

[1] البخاری (٤٠٢٩) [2] زاد المعاد (٣٢٨/٣ و ٣٢٩)

[3] شق حصن من حصون خیبر و النطاة كذالك فیل عین تسقی بعض نحیلها۔

[4] ابو داود (٣٠١٠ و ٣٠١٢) اسناده حسن و ابو عبید نے الاموال (١٤٢) عن بشیر بن یسار

[5] رواه ابو عبید فی کتاب الاموال (١٤٨) عن عمر و اسناده صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک اور ابوعبید نے کہا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ شام کی فتوحات سے کچھ ہمیں بھی دیا جائے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ان میں اچھے مضبوط تھے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف دعا کی ''اللھم اکفنیھم'' اے اللہ ان کی طرف سے میرے لیے تو کافی ہو جا۔

ابوعبید کہتے ہیں ایک روایت میں ہے ''اللھم اکفنی بلالا و ذویه'' مجھے بلال اور ان کے ساتھیوں سے کفایت کر تو ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی زندہ بچا ہو۔ ❶

ابن ہشام کہتے ہیں کہ خیبر کی جنگ ٦ھ صفر میں پیش آئی۔

مالک کہتے ہیں سخت سردی کا موسم تھا۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم جنگ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ کہنے لگے سردی، بھوک اور ننگے ہونا؟ تو نبی ﷺ نے دعا کی ''اللھم افتح علیھم الیوم اکثرھا طعاما وودکا''

اے اللہ آج ان پر کھانے اور چربی کے دروازے کھول دے

تو اللہ تعالیٰ نے ان پر خیبر فتح کر ڈالا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ خیبر اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا گیا جو وہاں موجود تھا یا نہ تھا اور صرف سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ غائب تھے تو نبی ﷺ نے ان کے لیے بھی حاضر ہونے والوں کی طرح حصہ مقرر کیا۔ ❷

مفضل کہتے ہیں اور کھانا دیا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جو آپ کے اور اہل فدک کے درمیان صلح کے لیے جاتے تھے، ان میں محیصہ بن مسعود بھی تھے تو اس کو بھی تیس وسق ''جو'' کے ملے۔

---

❶ رواہ ابوعبید فی کتاب الاموال (١٤٧) من حدیث عمر۔

❷ ذکرہ ابن ھشام فی السیرۃ ٣٤٩/٢ باب ذکر مقاسم خیبر و اموالھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے ایلچی قتل نہ کئے جائیں، کفار سے وعدہ پورا کرو اور اس بارہ میں قرآن کریم کا جو حصہ نازل ہوا

مصنف ابوداؤد میں ہے کہ نعیم بن مسعود الاشجعی کہتے ہیں کہ مسیلمہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خط لکھا تو آپ نے جب اس کا خط پڑھا تو میں نے آپ سے سنا تو آپ نے اس کے ایلچیوں سے پوچھا تم دونوں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم کہ تم اسی طرح کہتے ہیں جس طرح کہ مسیلمہ نے کہا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اما واللہ لو لا ان الرسل لاتقتل لضربت اعناقکما۔ ❶

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ایلچی (سفیر) قتل نہ کئے جائیں تو میں تمہاری گردنیں اڑا دیتا۔

ابورافع کہتے ہیں مجھے قریش نے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو میرے دل میں اللہ کی طرف سے ایمان لانے کا خیال ڈالا گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں ان کی طرف کبھی بھی واپس نہیں جاؤں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

انی لااخیس بالعھد ولا احبس البرد ولکن ارجع فان کان فی نفسك الذی فی نفسك الان فارجع.

میں وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ ہی ایلچیوں (سفیروں) کو روکتا ہوں، لیکن تم واپس چلے جاؤ تو اگر تمہارے دل میں وہ چیز رہے جو اب ہے تو پھر واپس چلے آ جانا۔

ابورافع کہتے ہیں کہ میں واپس چلا گیا پھر میں نبی ﷺ کے پاس واپس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ ❷

---

❶ ابو داود (٢٧٦١) مجمع الزوائد ٣١٥/٥

❷ ابو داوٗد (٢٧٥٨) عن ابی رافع و اسنادہ صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری میں ہے کہ سیدنا ابو جندل رضی اللہ عنہ کو زنجیروں میں جکڑے، ایک دوسری حدیث میں بھی اسی طرح ہے کہ زنجیروں میں ایسا جکڑا ہوا تھا کہ وہ درست طور پر چل بھی نہ سکتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکہ کی طرف واپس کر دیا کیونکہ آپ نے اہل مکہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جو بھی مسلمان ہو کر ہماری طرف آئے گا، تو ہم اسے تمہاری طرف واپس کر دیں گے۔

ابوسفیان خطابی غریب الحدیث کی شرح میں کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو سیدنا ابوجندل رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی ڈر خطرہ نہیں تھا، کیونکہ آپ نے اس کو اپنے باپ اور گھر والوں کو واپس کیا تھا مگر جو عورتیں مسلمان ہو کر آئی تھیں آپ نے انہیں واپس نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:

فلا ترجعوهن الى الكفار۔ ❶

یعنی جو عورتیں مسلمان ہو کر تمہارے پاس آجائیں تو انہیں کافروں کو واپس نہ کریں۔

اس میں ان علماء کے لیے دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ سنت قرآن مجید سے منسوخ ہو سکتی ہے، اسی طرح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوجندل رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ سہیل کی طرف واپس کر دیا اس نے نبی ﷺ سے تین باتوں پر عہد کیا تھا، (۱) ایک یہ کہ مشرکین میں سے جو مسلمان ہو کر مدینہ گیا تو اسے واپس کیا جائے اور جو مسلمانوں میں سے مکہ چلا جائے، اس کو وہ واپس نہیں کریں گے، (۲) دوسری یہ شرط تھی کہ مسلمان آئندہ سال عمرہ کرنے آئیں گے اور یہاں صرف تین دن ٹھہریں گے اور صرف ان ہتھیاروں کے ساتھ جنہیں کھینچ کر لے جایا جاتا ہے، مثلاً تلوار اور کمان وغیرہ ❷ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

والعهد بيننا كشرج العتبة۔

ہمارے درمیان وعدہ چوکھٹ کی طرح ہے،

یعنی اگر کھل گیا تو چوکھٹ کی طرح سالم کھل جاتا ہے۔ سیدنا ابوجندل رضی اللہ عنہ اس وقت

---

❶ ابن علی (۲۷۰۰) و (٤١٨١) عن عائشه۔

❷ البخاری (۲۷۰۰) فی الصلح من حدیث البراء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے تھے جبکہ ان کا باپ سہیل وہاں ہی موجود تھا اور ابھی دستاویز لکھنے سے فارغ نہیں ہوئے تھے۔

بخاری، کتاب الشروط میں ہے کہ یہ سہیل بدر کے منجملہ قیدیوں میں سے تھے۔

مفضل کہتے ہیں حدیبیہ کے دن سبیعہ اسلمیہ مسلمان ہو کر مکہ سے آ گئی اس کی طلب میں اس کا خاوند بھی آ گیا اور کہنے لگا محمد! (ﷺ) میری بیوی واپس کرو تمہاری کتابت کی مٹی ابھی خشک بھی نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی۔

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآئَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنْکِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا ۝

اے ایمان والو! جب تمہاری مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں، تو ان کو آزماؤ، اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے، اگر تم انہیں مومن سمجھو تو ان کو کفار کی طرف واپس نہ کرو وہ عورتیں نہ ان کفار خاوندوں کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ کفار مردان مسلمان عورتوں کیلئے حلال ہیں اور ان کافروں کو ان کے نکاح کے اخراجات دے دو اور جب تم انہیں ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لو تو اس میں تم پر کوئی حرج نہیں اور انہیں کفر کے نکاحوں پر نہ روکو۔ (الممتحنہ: ۱۰)

تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے اس ذات کی قسم لی کہ جس کے بغیر کوئی معبود نہیں کہ اس کو صرف اسلام میں دلچسپی ہے اور وہ اس شوق و محبت میں یہاں آئی اور اسے اس کی قوم میں پیدا شدہ جنگ نے اپنے خاوند کو برا سمجھنے نے نکلنے پر برانگیختہ نہیں کیا، اس عورت نے اس طرح قسم اٹھا لی تو نبی ﷺ اس کے خاوند کو اس کا مہر اور دیگر اخراجات دیدیئے اور وہ عورت اسے واپس نہیں کی۔ نحاس وغیرہ نے کہا یہ حکم منسوخ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امان کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

اور عورت کو امان دینے کا کیا حکم ہے

تفسیر ابن سلام میں ہے کلبی کہتے ہیں کہ مشرکوں کے کچھ لوگوں کو جن کو وعدہ کا کوئی پاس وخیال نہ تھا اور نہ وہ حرمت والے مہینوں کی کوئی پرواہ کرتے تھے جب یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے حرمت والے مہینے نکل جانے کے بعد ان مشرکوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے جو وعدہ کا خیال نہیں رکھتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے کہ آپ ان کے لیے معاہدہ کی تجدید کریں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ محرم نکل چکا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے اسلام، نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کے بغیر کسی بات پر مصالحت نہ کی، انہوں نے انکار کر دیا، آپ نے انہیں آزاد کر دیا، یہاں تک کہ وہ اپنی امن کی جگہ میں پہنچ گئے اور وہ چونکہ بنو قیس بن ثعلبہ کے نصاری تھے اس لیے وہ یمامہ پہنچ گئے اور جب لوگ مسلمان ہو گئے تو ان میں کچھ مسلمان ہو گئے اور کچھ اپنی نصرانیت پر قائم رہے۔

مسند ابن ابی شیبہ اور سیر میں ہے کہ مسلمانوں کے چھوٹے سے لشکر نے ابوالعاص، سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے خاوند سے کچھ مال لے لیا اور وہ خود بھاگ گیا، پھر وہ رات کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر مال لینے کے لیے آیا اور ان سے پناہ بھی مانگنے لگا اور جب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز کی تکبیر کہی تو سیدہ زینب نے (عورتوں کی طرح) بلند آواز سے کہا کہ لوگو! میں نے ابوالعاص کو پناہ دے دی ہے جب رسول اللہ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے جو میں نے سنا ہے وہ تم نے بھی سن لیا ہے؟ سب نے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا۔

اما والذی نفسی بیدہ ما علمت بشیء حتی سمعت ما سمعتم۔ انه یجیر علی المسلمین ادناھم۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کچھ تم نے سنا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو سننے سے پہلے مجھے کچھ بھی معلوم نہیں تھا اور مسلمان پر ان میں سے ادنیٰ آدمی بھی پناہ دے سکتا ہے۔

پھر نبی ﷺ گھبرا گئے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے کہا:

اکرمی مثواه ولا يخلص اليك فانك لا تحلين له.

اس کی عزت کرو مگر یہ تیرے قریب نہ جائے کیونکہ تم اس پر حلال نہیں ہو۔

پھر آپ ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

وان تحسنوا وتردوا عليه المال فهو الذي يحب وان ابيتم فهو فئ الله انتم احق له.

اگر تم نیکی کر کے اس کا مال اس کو واپس کر دو تو وہ یہی چاہتا ہے اور اگر تم انکار کرو تو یہ اللہ تعالیٰ کی فے ہے اور تم اس کے زیادہ حق دار ہو۔

راوی کہتا ہے کہ پھر لوگوں نے وہ سارا مال اس کو واپس کر دیا، وہ اسے اٹھا کر مکہ لے گیا اور قریش کے ہر آدمی کو اس کا مال ادا کر دیا، تو وہ کہنے لگے "**جزاك الله خيرا**" آپ بڑے باوفا اور اچھے آدمی ہیں ابوالعاص نے کہا **اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا الرسول الله۔**

اللہ کی قسم میرے ایمان لانے سے یہی چیز مانع تھی کہ کہیں تم خیال نہ کرنے لگو کہ میں تمہارا مال کھا جانا چاہتا ہوں۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے وہ مال تمہیں واپس دلا دیئے تو اب میں مسلمان ہو رہا ہوں، پھر وہ وہاں سے نبی ﷺ کے پاس آ گئے۔ ❶

سیر کے علاوہ کتب میں ہے کہ جن انصار نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو بدر کے دن قید کیا تھا انہیں جب رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا کہ یہ میرا چچا ہے، تو وہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ نہ لیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لاتدعوا منه درهما.

اسے ایک درہم بھی معاف نہ کرنا۔ ❷

---

❶ ابن سعد فى الطبقات ٤٠٩٨ اسناده صحيح ❷ البخارى ٣٠٣٧ عن انس رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدر کے دن جب سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص کے فدیہ میں وہ ہار بھیجا جو ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں شادی کے موقع پر دیا تھا تو آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا:

ان رئیتم ان تطلقوا لها اسیرها و تردوا علیها مالها فافعلوا"

اگر تم اس کے قیدی کو آزاد کر سکتے ہو اور اس کا مال اس کو واپس دے سکتے، ہو تو دے دو انصار نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول پھر انہوں نے ابوالعاص کو آزاد کر دیا اور اس کا مال اور سیدہ کا وہ ہار بھی واپس کر دیا۔ ❶

بعض علماء نے کہا کہ نبی ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ یہ سلوک اس لیے فرمایا تھا کہ آپ کا دل ان کے لیے نرم ہو گیا تھا کیونکہ ابوالعاص کا فدیہ تبھی پورا ہو سکتا تھا جب اس میں وہ ہار بھی شامل کیا جائے جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ماں ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا اور انہوں نے وہ اپنی بیٹی کو تحفہ کے طور پر دیا تھا اور ابوالعاص کے پاس اس کے بغیر اور کوئی مال بھی نہ تھا، انکے پاس وہی قریش کے اموال تھے جو مسلمانوں نے مال غنیمت لے کر انہیں واپس کیے تھے اور انہوں نے وہ کفار کو ادا کر دیئے تھے جس طرح اس سے قبل بیان ہو چکا ہے۔

نبی ﷺ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا تھا۔

لاتدعوا من فداء العباس درهما۔

کہ عباس کے فدیہ سے ایک درہم بھی معاف نہ کرنا۔ کیونکہ وہ غنی تھے۔

جس طرح ابن قتیبہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے عباس سے فرمایا۔

افد نفسك وانی اخويك عقيلا ونوفلا وحليفك فانك ذومال

کہ تم اپنی جان، اپنے بھتیجوں عقیل، نوفل اور اپنے حلیف کا بھی فدیہ ادا کرو کیونکہ تم مال دار ہو۔

❶ ابوداود (٢٦٩٣) والحاكم (٢٣٦/٣، ٣٢٤) والبيهقی ٣٢٢/٦ عن عائشه رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ کہنے لگے میں تو مسلمان ہو گیا ہوں تو آپ نے فرمایا:

الله اعلم باسلامك ان كان ما تقول حقا فالله يجزيك واما ظاهر امرك فقد كان علينا.

اگر تم سچ کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو جانتا ہے، وہ تمہیں اس چیز کا بدلہ ضرور دے گا لیکن تمہارا ظاہری معاملہ تو ہم پر واضح ہے۔

وہ کہنے لگے کہ میرے پاس تو مال ودولت ہے ہی نہیں، آپ نے فرمایا:

فاين المال الذى وضعته عند ام الفضل بمكة حين خرجت وليس معكما احدثم قلت ان اصبت فى سفرى هذا فللفضل كذا ولعبد الله كذا.

تو تیرا وہ مال کہاں ہے جو تو نے ام الفضل کے پاس مکہ سے نکلتے وقت رکھا تھا جبکہ تمہارے پاس کوئی بھی نہیں تھا تو نے اسی وقت کہا تھا اگر میں اپنے اس سفر میں موت سے دوچار ہو گیا تو فضل کو اتنا اور عبداللہ کو اتنا دے دینا؟

عباس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اس بات کو اس کے بغیر اور کوئی نہیں جانتا، اب میں نے یہ جان لیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو انہوں نے اپنا فدیہ اور سو اوقیہ اور ان میں سے ہر ایک کا چالیس چالیس اوقیہ ادا کر دیئے۔ اسی طرح ابن القاسم اور ابن اسحاق نے بھی کہا ہے اور وہ کہنے لگے کہ مجھے تم نے ہتھیلیاں پھیلا کے مانگنے کے قابل کر دیا۔ پھر سیدنا عباس اور سیدنا عقیل رضی اللہ عنہما مسلمان ہو گئے اور قیدیوں میں سے ان کے علاوہ اور کوئی بھی مسلمان نہیں ہوا۔ ❶

موطا امام مالک میں ابوالنضر سے مروی ہے کہ ابومرہ مولی سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب جس کا نام فاختہ تھا، یہ ابن وضاح نے کہا ہے بعض نے کہا اس کا نام ہند تھا یہ بات ابن ہشام نے کہی ہے بعض نے کہا اس کا نام رحلہ تھا۔ برقی نے کہا کہ اس نے خبر دی کہ اس

❶ احمد فى المسند (۳۳۱۰) والبيهقى فى السنن (۳۲۲) مجمع الزوائد ۲۸/۷ صححه الحاكم والذهبى۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ام ہانی بنت ابی طالب سے سنا ہے وہ کہہ رہی تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس فتح کے سال گئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے پایا اور فاطمہ آپ کی بیٹی نے آپ کو کسی کپڑے سے پردہ کر رکھا تھا، میں نے سلام کہا، آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں ام ہانی بنت ابی طالب ہوں، آپ نے فرمایا ام ہانی کو آنا مبارک ہو جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو ایک کپڑے کو لپیٹ کر آٹھ رکعات نماز ادا فرمائی، پھر واپس آ گئے تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول میرا بھائی کہتا ہے کہ (اے ام ہانی) جس آدمی کو تو نے پناہ دے رکھی ہے، جس کا نام فلاں بن ہبیرہ ہے میں اس کو قتل کر دوں گا، تو آپ نے فرمایا۔

قد اجرنا من اجرت یا ام ھانی.

اے ام ہانی جس کو تو نے پناہ دی، اس کو ہم نے بھی پناہ دے دی ہے۔

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں یہ چاشت کے وقت کی بات ہے۔ [1]

ہبیرہ بن ابی وہب سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا جو کہ مخزومی تھا۔ جب اسے سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کی خبر پہنچی تو اس نے یہ شعر کہے۔

اشاقتك هند ام اتاك سؤالها

كذالك النوى اسبابها وانفتالها

"کیا ہند نے تیری مخالفت کی یا تیرے پاس اس کا سوال آیا۔ اسی طرح جدائی کے اسباب اور اس کا آنا جانا ہے۔"

ان اشعار میں مندرجہ ذیل اشعار بھی ہیں۔

۱۔ وان كلام المرء في غير كنهه

لكا لنيل تهوى ليس فيها نصالها

۲۔ فان كنت قد تابعت دين محمد

وعطفت الارحام منك حبالها

---

[1] مالك في الموطا (۴۰۳) والبخاری (۲۰۸ و ۳۵۷) و مسلم (۳۳۶ و ۷۰) والترمذی (۲۷۳۵) وابن حبان (۱۱۱۸) عن ام ھانی رضی اللہ عنہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٣۔ فكوني على النخل السحيق بهضبة
ملململمة غبر ايبس تلالها

”اور آدمی کا وہ کلام جو حقائق اور گہرائی والا نہ ہو، وہ اس کی طرح جو نیچے گر جائے اور اس کے پھل میں تیزی نہ ہو۔ اگر تو نے محمد (ﷺ) کا دین قبول کر لیا ہے اور تجھ سے رشتہ داری کی تمام رسیاں پھر گئی ہیں۔ تو تم اونچی لمبی کھجور پر ہو جاؤ جو سخت زمین میں جو ہاتھی کی سونڈ کی طرح اور خشک اور سخت زمین میں ہو۔“

ابن سحنون کی کتاب اور الواضحہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”يجير على المسلمين ادناهم ويرد عليهم اقصاهم“

مسلمانوں میں سے سب کم درجہ والا آدمی بھی ان پر پناہ دے سکتا ہے اور ان میں سے دور کا آدمی بھی ان پر ان کا حق لوٹاتا ہے۔“

اور ان دو کتابوں کے علاوہ دیگر کتب میں ہے۔

”وهم يد على من سواهم“ ❶

”اپنے علاوہ دوسروں پر وہ ایک ہاتھ کی طرح ہیں۔“

ابن حبیب کہتے ہیں ”يجير عليهم ادناهم“ کا مطلب یہ ہے کہ ادنیٰ سے مراد کم درجہ کا مثلاً عورت ہو یا بچہ ہو، آزاد ہو یا غلام ہو۔

اور ”يرد عليهم اقصاهم“ کا مفہوم یہ ہے کہ جو اپنے علاقوں میں غنیمتیں حاصل کرتے تو ان کا خمس بیت المال میں آتا ہے۔

ابن ماجشون نے کہا کہ صرف لشکر یا سریہ کا سربراہ پناہ دے سکتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں دے سکتا۔

ابن شعبان قرطبی کہتے ہیں کہ ابن ماجشون کی بات تمام لوگوں کی بات کے خلاف ہے۔

❶ احمد فی المسند ٢/٢١٥ رقم (٢٠١٧) و ابو داود (٢٧٥١) عن عمرو بن شعیب عن ابیه لمن جده وهو حديث حسن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزیہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے جزیہ کی مقدار کتنی ہے اور وہ کس سے قبول کیا جاتا ہے اور کس سے قبول نہیں کیا جاتا صرف اسلام ہی قبول ہوتا ہے

ابن حبیب نے کہا شروع شروع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو صرف اسلام کی دعوت دیکر بھیجا اس میں جنگ یا جزیہ نہیں تھا، پھر آپ ﷺ نبوت کے بعد دس سال تک مکہ میں رہے، اس دوران آپ کو کفار سے اپنے ہاتھوں کو روکنے اور بند رکھنے کا حکم تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ. (الحج: ٣٩)

مسلمانوں سے جنگ کی جاتی ہے انہیں بھی جنگ کی اجازت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ جو کوئی تم سے جنگ کرے، اس سے جنگ کرو اور جو آدمی تم سے جنگ نہ کرے اس سے جنگ نہ کرو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ (النسآء ۹۰)

اگر وہ تم سے دور رہیں اور جنگ نہ کریں اور تمہاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان پر کوئی راستہ نہیں رکھا۔

پھر سن آٹھ ہجری سورہ براء یہ حکم لے کر نازل ہوئی کہ جو بھی عرب سے مسلمان نہیں ہوتا اس سے جنگ کی جائے چاہے وہ جنگ کرے یا جنگ نہ کرے مگر جن لوگوں نے آپ سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا اور اپنے وعدہ کا پاس رکھا اور اس کے خلاف ورزی بالکل نہیں کی تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ. (النسآء: ۸۹)

یعنی جہاں بھی انہیں پاؤ مار ڈالو۔

اور فرمایا

فَإِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ۔(التوبہ:۵)

اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں تو انہیں چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ نے عرب میں تمام غیر مسلموں میں سے کسی کو مستثنیٰ نہیں فرمایا، ہاں اہل کتاب سے بھی جنگ کا حکم، یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں یا جزیہ دے دیں، چنانچہ فرمایا۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ۝ (التوبہ ۲۹)

ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں اور نہ ہی سچے دین کو اپناتے ہیں یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اور ذلیل ہوں۔

اس آیت میں وہ تمام لوگ شامل ہو گئے جو عرب میں سے اہل کتاب کے دین کے ساتھ وابستہ تھے۔ نبی ﷺ نے اہل نجران اور ایلہ سے جزیہ وصول کیا حالانکہ وہ عرب کے نصاریٰ میں سے تھے، اسی طرح دومتہ الجندل والوں سے بھی جزیہ وصول کیا ان میں سے بھی اکثر عرب ہی تھے اور جنگ سے مستثنیٰ صرف اہل جزیہ کو قرار دیا ان کے علاوہ سب سے جنگ کا حکم دیا، پھر ان میں سے نبی ﷺ نے مجوس منسوخ کیے جن کا حکم نبی ﷺ نے اپنی سنت سے واضح فرمایا اس میں قرآن کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

آپ نے حکم دیا کہ اگر عجم کے مجوس پسند کریں تو ان سے جزیہ وصول کرنا درست ہے اور عرب کے مشرکین کو اسی حکم کا پابند کیا کہ وہ ان سے لڑائی کریں یہاں تک کہ وہ اسلام میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل ہو جائیں اور جزیہ ان سے ان کی عزت کی بنا پر وصول نہیں کیا۔

ابن حبیب نے جو قرآن مجید کا سنت سے نسخ کا ذکر کیا ہے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے، امام مالک کے اصحاب نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا۔

"لاوصية لوارث" کہ کسی وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں منسوخ ہے۔

"كتب عليكم اذا حضر احدكم الموت ان ترك خيرا" حدیث سے آیت الوصية للوالدين والاقربين (البقره ۱۸۰) [1] اگر تم میں سے کسی کو موت آ پہنچے جبکہ اس نے کوئی مال ترکہ میں چھوڑا ہو تو اس پر اپنے والدین اور قرابت داروں کے لیے وصیت ضروری ہے۔

جو لوگ نسخ القرآن بالسنہ کو جائز نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں کہ قرآن معجزہ ہے اور سنت غیر معجزہ، لہٰذا سنت قرآن کو منسوخ نہیں کر سکتی، البتہ وہ اس کی وضاحت کر سکتی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واذا بدلنا آية مكان آية والله اعلم بماينزل۔ (النحل ۱۰)

جب ہم کوئی آیت کسی دوسری آیت کی جگہ نازل کریں اور اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے جو کچھ وہ نازل کرتا ہے۔

نیز فرمایا:

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي۔ (یونس: ۱۵)

کہہ دے میرا یہ اختیار نہیں کہ میں قرآن کو اپنی طرف سے بدل دوں۔

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں اور ابوعبید نے کتاب الاموال میں ذکر کیا ہے کہ نبی نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اہل یمن کے ہر جوان مرد اور عورت سے ٹیکس وصول کریں۔ ابوعبید نے مزید کہا غلام ہو یا لونڈی ایک دینار یا اس کی قیمت کے معافری

---

[1] ترمذی (۲۱۲۱) وابوداود (۳۵٦۵) عن ابی امامة وقال الترمذی حدیث حسن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ ❶ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو مقرر کیا وہ درست ہے اور وہ سونے والوں پر چار دینار اور چاندی والوں پر چالیس درہم ہے اور عورتوں اور بچوں پر کوئی ٹیکس نہیں۔

بعض اہل علم کے نزدیک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ کو اہل یمن کی کمزوری معلوم تھی اس لیے تھوڑا ٹیکس لگایا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اہل شام کی تونگری اور قوت معلوم تھی اس لیے زیادہ ٹیکس لگایا۔

اشہب ❷ کہتے ہیں کہ تمام امتیں اگر جزیہ دیں تو ان سے جزیہ قبول کیا جائے لیکن دونوں اہل کتاب پر قرآن مجید کی دلیل ہے اور مجوس پر سنت کی دلیل ہے۔

ابن وہب نے کہا نبی ﷺ نے قریش سے صرف اسلام پر جہاد کیا، لہٰذا جو عرب سے ہو تغلب سے یا تنوخ وغیرہ سے وہ چونکہ کسی ملت سے نہیں اس لیے ان سے جزیہ نہ لیا جائے بلکہ ان سے صرف اسلام پر جنگ ہوگی اور کسی اہل کتاب کے دین پر ہو جائے تو اس سے جزیہ قبول کیا جائے گا۔

سحنون کہتے ہیں میں یہ باتیں نہیں جانتا نبی ﷺ نے فرمایا ان سے اہل کتاب کا طریقہ اختیار کرو ❸ اور نبی ﷺ نے ہجر والوں کو اور منذر بن ساوی کی طرف خط لکھا تو انہیں اسلام کی دعوت دی اور اپنے مکتوب میں فرمایا:

ومن ابى فعليه الجزية .

جو بھی انکار کرے اس پر جزیہ ہے۔ ❹

---

❶ عبدالرزاق فی المصنف (٦٨٤١) و الطیالسی (٥٦٨) و ابوداود (٣٠٣٨) قال ابن عبدالبر متصل صحیح ثابت۔

❷ وہ عبدالعزیز بن داؤد کے بیٹے ہیں۔ امام ثقہ مفتی مصر ابوعمرو قیس عامری ہیں۔ کہتے کہ ان کا نام مسکین اور لقب اشعب تھا، شافعی کہتے اگر ان میں طیش نہ ہوتو مصر میں ان جیسا کوئی فقیہ نہیں۔

❸ مالک نے الموطا ٢٧٨/١) رجاله ثقات لكنه منقطع محمد بن علي لم يلق عمر وله شاهد عن مسلم بن العلاء الحضرمي في النيل وهو حسن۔

❹ ابن القیم فی زاد المعاد ٦٩٢/٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب النکاح

جس بیوہ کا اس کی مرضی کے بغیر اس کا باپ نکاح کر دے تو رسول اللہ ﷺ کا اس کے متعلق کیا حکم ہے

مؤطا، بخاری و مسلم، نسائی اور مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ سیدہ خنساء بنت جذام انصاریہ رضی اللہ عنہا کا ان کے والد نے ان کی رضامندی کے بغیر نکاح کر دیا جبکہ وہ بیوہ تھیں، انہوں نے اس نکاح کو پسند نہ کیا تو نبی ﷺ نے اس کے نکاح کو کالعدم قرار دے دیا۔ ❶

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ انہوں نے اس کے بعد سیدنا ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ جذام کی کنیت ابو ودیعہ تھی۔ ❷

نیز مصنف عبدالرزاق میں ہے مہاجرین عکرمہ سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی کا اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا جبکہ وہ اس شخص کو ناپسند کرتی تھی تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئی، آپ نے اس کا نکاح ختم کر دیا۔ ❸

ابن جریج نے ایوب عن عکرمہ بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت ہے کہ ایک کنواری اور ایک بیوہ کو ان کے باپوں نے ان کی ناپسندیدگی میں نکاح کر دیا، وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں تو آپ نے ان کا نکاح ختم کر دیا۔ ❹

---

❶ البخاری (۵۱۳۸) و (۶۹۴۵) و مالک فی الموطا ۵۳۵ فی النکاح۔ نسائی ۸۶/۶ من خنساء بنت حذام الانصاریہ رضی اللہ عنہا

❷ عبدالرزاق فی المصنف (۱۰۳۰۷) عن نافع بن جبیر وھو تابعی فاالحدیث مرسل

❸ عبدالرزاق فی المصنف (۱۰۳۰۱) وھو مرسل عن مھاجرین عکرمۃ قال الحافظ فی التقریب مقبول۔

❹ عبدالرزاق نے المصنف ۱۰۳۰۶ وھو مرسل عن یحیی بن بن ابی کثیر الطائی ثقہ ثبت کما قال الحافظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کنواری عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے گی اے اللہ کے رسول میرے والد نے اپنے ایک بھتیجے سے میرا نکاح کر دیا وہ اس کی خساست اور گھٹیا پن میرے ذریعہ ختم کرنا چاہتا ہے اور مجھ سے اس نے مشورہ بھی نہیں لیا تو کیا مجھے میری اپنی ذات کے متعلق کوئی اختیار ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، تو وہ کہنے لگی اچھا میں اپنے باپ کے فیصلہ کو جو اس نے کر دیا رد نہیں کرنا چاہتی۔

میں صرف یہی دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا عورت کا اپنی جان کے متعلق بھی کچھ اختیار ہے یا نہیں۔ ❶

مصنف اور الواضحہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی بیٹیوں میں سے کسی ایک کا نکاح کرنا چاہتے تو پردہ کے پاس آتے اور پوچھتے کہ فلاں آدمی فلاں عورت سے منگنی کرنا چاہتا ہے اگر وہ پردہ کو ہلا دیتی تو اس کا نکاح نہ کرتے اور الواضحہ میں ہے کہ اگر وہ پردہ میں انگلی مار دیتی تو اس کا نکاح نہ کرتے اور اگر وہ خاموش ہو جاتی تو اس کا نکاح کر دیتے۔ ❷

المدونہ میں حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے (یکے بعد دیگرے) کر دیا تھا اور ان سے مشورہ نہیں لیا تھا، ابن وضاح سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ باپ کا حق ہے کہ اپنی بیوہ بیٹی کا نکاح اس کی رضا کے بغیر کہیں کر دے۔

اسماعیل کہتے ہیں فقہ میں اس کی اچھی وجہ ہے مگر اجماع اس کے خلاف ہے۔

ابراہیم نخعی وغیرہ نے کہا یہ حق تب ہے کہ جب وہ اس کی عیالداری میں ہو۔

---

❶ احمد فی المسند ١٣٦/٦ و ابن ماجه ١٨٧٤ عن عبدالله بن بريدة عن ابيه۔ اسناده صحيح۔

❷ النسائي في الكبرىٰ (٤٥٧/٨) ابو داود (٢١١٤) ابن ماجه (١٨٩١) والنسائي في السنن (١٢٢/٦) واسناده صحيح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماعیل قاضی نے کہا کہ نبی ﷺ نے ہجرت سے قبل اور ہجرت کے بعد بھی اپنی بعض بیٹیوں کا نکاح کیا اور ہجرت کے بعد کے احکام ثابت اور پختہ ہوگئے اور یہ معلوم نہ ہوسکا کہ نبی ﷺ اپنی بیٹی کو ہجرت کے بعد نکاح کر کے دیا ہو جس کا اس سے پہلے خاوند نہ ہو۔ مگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ کیونکہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا عتبہ بن ابی لہب کی بیوی تھی جس کو اس نے مکہ میں طلاق دے دی تو نبی ﷺ نے اس کا نکاح مکہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ جو حسن سے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی دونوں بیٹیوں کا نکاح کر دیا مگر ان سے مشورہ نہیں لیا اس سے مراد سیدہ ام کلثوم ہو کیونکہ اس کے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بغیر کسی کا بھی آپ نے ہجرت کے بعد نکاح نہیں کیا۔ تو اسماعیل قاضی کی روایت ابن وضاح کی اس روایت کے خلاف ہے جس کو ''اس کے دونوں بیٹوں سے'' روایت کیا گیا ہے۔

ابن قتیبہ نے المعارف میں لکھا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی مدینہ میں ہوئی، پھر اس کے بعد سیدہ ام کلثوم کی شادی بھی ان سے مدینہ میں ہی ہوئی تھی۔ عتبہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے اور عتیبہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا مگر دخول سے پہلے ہی ان دونوں کو انہوں نے طلاق دے دی۔

جس عورت کا خاوند دخول سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

سیدنا علی اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے اس بارہ میں نسائی کی کتاب میں اور مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ ابراہیم نخعی علقمہ سے وہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی کسی عورت سے شادی کرے اور اس کا حق مہر مقرر نہ کیا ہو اور نہ ہی اس سے دخول کیا ہو اور وہ فوت ہو جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسئلہ پوچھنے والے کو ایک مہینہ تک بغیر فتویٰ دیئے واپس موڑتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے، پھر انہوں نے دعا کی، اے اللہ اب میں اس کا انہیں جواب دیتا ہوں پس اگر وہ درست ہو، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اور اگر غلط ہو تو وہ میری طرف سے ہوگا اور نسائی میں ہے کہ اگر خطا ہوا تو شیطان سے ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ اس کے لیے مہر اتنا ہوگا جتنا کہ اس جیسی عورتوں کا ہوتا ہے اس سے کم نہ ہوگا اور نہ زیادہ اور اس کو وراثت بھی ملے گی اور اس پر چار ماہ اور دس دن عدت ہوگی، تو اشجع قبیلہ کے کچھ لوگ اٹھے اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بروع بنت واشق کے متعلق اسی طرح کا فیصلہ فرمایا۔ ❶

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ بروع بنت واشق بنی رؤاس میں سے تھی اور بنو رؤاس بنو عامر بن صعصعہ کا ایک قبیلہ ہے اور جو شخص نبی ﷺ کے اس فیصلہ کے وقت موجود تھا وہ معقل بن سنان الاشجعی تھا اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے کچھ آدمی تھے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایسی عورت کے لیے مہر نہیں ہوگا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں، امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ مگر سفیان، حسن بصری اور قتادہ رحمہم اللہ، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح کہتے ہیں تو انہوں نے کہا نبی ﷺ کے فرمان کے متعلق اعرابیوں کی تصدیق نہیں کی جا سکتی۔

اور دونوں کتابوں میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا کہ ان کا فیصلہ نبی ﷺ کے فیصلے کے مطابق ہوا ہے تو وہ اتنے خوش ہوگئے کہ اتنے خوش کسی اور بات سے کبھی بھی نہیں ہوئے۔ ❷

---

❶ النسائی الکبری (۸/۴۵۷) ابو داود (۲۱۱۴) ابن ماجه (۱۸۹۱) النسائی فی السنن (۶/۱۲۲) اسناده صحیح

❷ عبدالرزاق فی المصنف (۱۰۸۹۹) والبیهقی فی السنن (۷/۲۴۵) و اسناده صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے متعلق فیصلہ جس نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اسے دیکھا کہ وہ حاملہ ہے اور مطلقہ کے نفقہ اور اس کی عدت اور سکونت کے متعلق آپ کا فیصلہ

مصنف عبدالرزاق میں سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ انصار کے ایک بصرہ نامی شخص نے کہا میں نے ایک پردہ دار عورت سے شادی کی تو جب میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ حاملہ تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لها الصداق بما استحل من فرجها والولد عبدلك و اذا ولدت فاجلدوها.

اس کے لیے اس کی شرمگاہ حلال کرنے کے عوض مہر ہوگا اور لڑکا تیرا غلام ہوگا اور جب وہ بچہ جن دے تو اسے درے لگاؤ، پھر آپ نے ان دونوں میں جدائی کر دی۔ [1]

مؤطا اور بخاری و مسلم میں سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوعمر بن حفص نے اسے طلاق بتہ دے دی اور مسلم اور نسائی میں ہے کہ آخری طلاق جو باقی رہ گئی تھی اور وہ شام میں غائب تھا تو اس کی طرف اپنا وکیل بھیجا تو وہ اس بات پر ناراض ہوئی، اس نے کہا اللہ کی قسم تیرا حق ہم پر اور کچھ بھی نہیں۔

نسائی کی کتاب میں ہے کہ ابوعمر بن حفص نے اپنی عورت کی طرف حارث بن ہشام بن ابی ربیعہ کو اس کا نفقہ دے کر بھیجا تو وہ اس سے ناراض ہوئی، اس نے کہا: اللہ کی قسم اگر تو حاملہ نہ ہو تو تیرا ہم پر کوئی نفقہ نہیں اور نہ ہی تو ہمارے گھر میں ہماری اجازت کے بغیر رہ سکتی ہے۔

---

[1] عبدالرزاق فی المصنف (١٠٧٠٤) والبیھقی فی السنن (١٥٧/٧) دارقطنی (٢٥١/٣) وابوداؤد (٢١٣١) اسنادہ ضعیف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم میں ہے کہ اس سے اس کی طرف پانچ صاع جو بھیجے یا پانچ صاع کھجوریں بھیجیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور یہ بات ذکر کی، آپ ﷺ نے فرمایا۔

لیس لك نفقة تیرے لیے کوئی نفقہ نہیں۔ ❶

مسلم میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس کی رہائش اور نفقہ کا جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی تو آپ نے اسے نہ رہائش دی اور نہ ہی نفقہ دیا۔ اور نسائی نے ذکر کیا کہ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ ام شریک کے گھر میں عدت گذارے، پھر آپ نے فرمایا۔

تلك امرأة یغشاها اصحابی اعتدی عند ابن ام مکتوم فانه رجل اعمی تضعین ثیابك فاذا حللت فاذنینی.

اس عورت کے پاس اکثر میرے صحابہ رضی اللہ عنہم آتے رہتے ہیں اس لیے تو عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے پاس عدت گذار، وہ نابینا آدمی ہے تو اپنے کپڑے بھی اتار سکتی ہے، پھر جب تو حلال ہوجائے تو مجھے اطلاع دینا۔

پھر جب میں حلال ہوگئی تو میں نے ذکر کیا کہ معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم میرے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اور موطا میں ہے کہ یحییٰ ابوجہم بن ہشام اس سے منگنی کرتے ہیں لیکن یہ غلط ہے کیونکہ صحابہ میں ابوجہم بن ہشام کوئی بھی نہیں ہے بلکہ وہ ابوجہم بن صخر بن عدی قریشی ہیں اور ابوجہم بن حذیفہ بن غانم بھی کہا گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اما ابوجهم فلایضع عصاه عن عائقه واما معاویة فصعلوك لامال له انکحی اسامة بن زید.

کہ ابوجہم رضی اللہ عنہ تو اپنے کندھے سے لاٹھی اتارتا ہی نہیں اور ابومعاویہ رضی اللہ عنہ فقیر آدمی ہے اس کے پاس کوئی مال نہیں، تو اسامہ بن زید سے نکاح کرلے۔

---

❶ مالك فی الموطا (۵۸۰/۲ و ۵۸۱) مسلم (۱۴۸۰ و ۳۷) والنسائی (۷۵/۶) وابوداود (۲۸۸) عن فاطمه بنت قیس۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کہتی ہیں کہ میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو پسند نہ کیا، آپ نے دوبارہ فرمایا۔

''انکحی اسامة'' کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلو

تو میں نے اس سے نکاح کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اس میں برکت ڈال دی یہاں تک کہ مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔ ❶

خطابی کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ میں نبی ﷺ کے پاس جھگڑا لیکر گئی تو آپ نے مجھے رہائش دلائی اور نہ خرچہ۔ اس میں ایک بات خرچہ کا نہ ہونا، یہ بات تو سمجھی جاسکتی ہے مگر رہائش کا نہ دینا وہم ہے، آپ نے اس کو اپنے گھر سے منتقل ہونے کے متعلق فرمایا تو وہ اس بات کو نہ سمجھ سکی اور کہنے لگی کہ آپ نے مجھے رہائش بھی اور خرچہ بھی نہیں دیا۔

اور آپ کا یہ فرمان:

''اعتدی عند ابن ام مکتوم'' سے اس کے لیے رہائش کے وجوب کا ثبوت ملتا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک عورت کو بیک وقت دو آدمی نکاح کا پیغام بھیج سکتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غلام، قریشی عورت سے نکاح کرسکتا ہے، کیونکہ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا، سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن تھی جو قریش اور بنو فہر سے تھیں۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نکاح کے متعلق پوچھے تو اس کو کسی کے متعلق کچھ بتا دینا غیبت نہیں، یہاں نبی ﷺ نے سیدنا ابوجہم رضی اللہ عنہ کے عورتوں کو مارنے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فقیر ہونے کا ذکر فرمایا، اہل علم نکاح کے متعلق ایسی بات کرنے کو جائز کہتے ہیں جبکہ اس کے متعلق پوچھا جائے اس کے بعد وہ کسی پر گواہی دے، نیز جس کو امام بنایا جائے اس کے متعلق بھی ایسی بات کرسکتا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی آدمی میں کوئی وصف ہو تو اس سے زیادہ بیان کیے جاسکتے ہیں کیونکہ سیدنا ابوجہم رضی اللہ عنہ کبھی بیٹھتے سوتے کھاتے پیتے بھی تھے مگر آپ نے یہ وصف بیان کیا کہ وہ اپنے کندھے سے لاٹھی اتارتا نہیں۔

---

❶ مسلم ١٤٨٠ و ١٣٦ والنسائی ٧٤/٦ عن فاطمه بنت قيس۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مطلقہ جب اپنے خاوند کے اہل کو بدگوئی سے زبانی تکلیف دیتی ہو تو وہ اپنے گھر سے نکل سکتی ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے خاوند کے گھر والوں سے اسی طرح کرتی تھی اور یہی وہ ''فاحشہ'' ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ (الطلاق: ۱)

مطلقہ عورتوں کو اپنے گھر سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ نکلیں مگر جبکہ وہ اعلانیہ فاحشہ کا ارتکاب کریں۔

یہ بات رزین وغیرہ نے ذکر کی ہے۔ بعض نے کہا کہ اس نے اپنے گھر کے ردی قسم کا ہونے کی شکایت کی تھی تو آپ ﷺ نے اس کو گھر چھوڑنے کی اجازت دے دی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ طلاق بتہ والی عورت کے لیے نفقہ نہیں ہے اور بعض علماء تو اسی مذکورہ حدیث کی وجہ سے رہائش نہیں دیتے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نیک عورت کی زیارت کے لیے لوگ آ سکتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ غائب آدمی پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے، کیونکہ ابوعمرو نے جب اپنی عورت کو طلاق بھیجی تو اس وقت وہ شام میں تھے اور جب وہ گھر سے منتقل ہوئی تھی تو اس وقت بھی وہ شام میں تھی اور آپ نے اس کو نکاح کرنے کا حکم دیا، اصیلی نے یہ بات کہی ہے۔

ابوداؤد میں ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اپنے رب کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتے، کیا معلوم کہ اسے یاد بھی رہا ہو یا نہ۔ [1]

۱۔ ابو داؤد ۲۲۹۱ وھو حدیث صحیح موقوف علی عمر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غائب خاوند پر بیوی کے نفقہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور ان پر اکٹھی خدمت کیسے ہوگی

بخاری و مسلم میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ آئی اور کہنے لگی کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایک کنجوس آدمی ہے۔ایک دوسری حدیث میں ہے بخیل آدمی ہے مجھے اور میرے بچوں کو اتنا خرچہ نہیں دیتا جو ہمیں کافی ہو مگر جو کچھ میں اس کی بے علمی میں اس کے مال سے لے لوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خذى مايكفيك بالمعروف. [1]

جو تجھے کافی ہو وہ اچھے طریقے سے لے لیا کر۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ غیر موجود شخص کے خلاف فیصلہ دینا درست ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب بھی اسی طرح باندھا ہے جس کے الفاظ میں "القضاء على الغائب" انہوں نے یہ باب بھی باندھا ہے کہ جب تہمت اور بدگمانی کا ڈر نہ ہو اور معاملہ مشہور ہو تو لوگوں کے معاملات میں قاضی اپنے علم سے فیصلہ کر سکتا ہے اور جس سے اس کا حق روک دیا گیا ہو تو وہ شخص اس حق روکنے والے سے اپنے حق کے برابر اس کی بے علمی میں بھی لے سکتا ہے۔

اس مسئلہ میں امام مالک رحمہ اللہ کے ساتھیوں میں اختلاف ہے۔الواضحہ میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خدمت اور گھر کے کام کاج کے متعلق ایک دوسرے کی شکایت لے کر گئے تو نبی ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ گھر کے داخلی کام اور باطنی خدمات لگائیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ ظاہری کام کاج لگائے۔

---

[1] احمد فی المسند (٣٩/٦) البخاری (٢٢١١) و (٥٣٧٠) و (٧١٨٠) و مسلم (١٧١٤ و ٧) عن عائشہ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن حبیب کہتے ہیں خدمت باطنہ یہ ہے کہ مثلاً آٹا گوندھنا، روٹی پکانا، بسترے وفرش وغیرہ گھر کی جھاڑو پھونک اور جب پانی اس کے قریب ہوتو پانی لانا اور گھر کے سارے کام کرنا۔

بخاری، مسلم اور نسائی نے ذکر کیا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور چکی پیسنے سے ان کے ہاتھوں پر جو نشانات پڑ گئے تھے ان کی شکایت کرنے لگیں، کیونکہ انہیں معلوم ہوا تھا کہ آپ کے پاس کوئی غلام آئے ہیں اور جب وہ آئیں تو رسول اللہ ﷺ نہ مل سکے، تو انہوں نے یہ بات ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادی، پھر جب نبی ﷺ تشریف لائے تو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتادیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور اسوقت ہم اپنے بستروں میں لیٹ چکے تھے، ہم اٹھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ پر رہو اور آپ آکر ہمارے درمیان میں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ میں نے اپنے پیٹ میں آپ ﷺ کے پاؤں کی ٹھنڈک محسوس کی، پھر فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتادوں جو تمہارے لیے اس چیز سے بہتر ہے جو تم مانگ رہے ہو، جب تم اپنے بستروں میں جاؤ اور اپنے بچھونوں پر لیٹ جاؤ تو تینتیس مرتبہ سبحان اللّٰہ اور تینتیس مرتبہ الحمدللّٰہ اور چونتیس مرتبہ اللّٰہ اکبر پڑھو، یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے کبھی بھی یہ کلمات ترک نہیں کیے، کسی نے پوچھا کہ صفین کی رات میں بھی، تو وہ کہنے لگے کہ ہاں صفین کی رات میں بھی میں نہیں بھولا۔ [1]

---

[1] احمد فی المسند (۹۶/۱) والبخاری (۳۱۱۳) و (۵۳٦۸) و مسلم (۲۷۲۷) و ابوداود (۵٦۲) عن علی رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا مہر کے متعلق فیصلہ، کم از کم مہر کتنا ہے، اور آپ کی بیٹیوں اور بیویوں رضی اللہ عنہن کے مہر کا ذکر

نسائی، مصنف عبدالرزاق اور ابوداؤد میں ہے کہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کو اپنی حطمی ورع مہر میں دی تھی۔ ❶

عکرمہ نے الواضحہ میں کہا ہے کہ وہ پانچ سو درہم کی فروخت کی گئی تھی۔ الواضحہ کے علاوہ کتب میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس کا کچھ حصہ خوشبو میں کر دیا۔ نیز مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کو بارہ اوقیہ مہر دیا۔ ❷

نسائی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سامان میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو روئی دار مخملی کپڑے دیئے، اور چمڑہ کا ایک تکیہ جس میں اذخر گھاس بھرا ہوا تھا، دیا تھا۔ ❸

ابن ابی زید نے بیان کیا کہ یہ نکاح ہجرت کے پہلے سال ہوا تھا، بعض نے کہا ہجرت کے دوسرے سال ہوا بائیسویں ماہ کے آخر میں ہوا۔

اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ کے ساتھ ام المؤمنین سیدہ عائشہ کی نسبت اور آبادی پہلے سال ہجرت کے آخر پر شوال میں ہوئی تھی۔

مؤطا، بخاری، مسلم اور نسائی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول میں اپنی جان آپ کو ہبہ کرتی ہوں، یعنی بخشتی ہوں، پھر وہ کچھ دیر کھڑی رہیں۔

---

❶ احمد فی المسند (۱/ ۸۰ و ۳۶۰) والحمیدی (۳۸) والنسائی (۶/ ۱۳۹ و ۱۳۰) عن علی رضی اللہ عنہ و اسنادہ ضعیف۔

❷ عبدالرزاق فی المصنف ۱۰۴۰۲ عن صفوان بن سلیم وھو مرسل۔

❸ النسائی فی السنن (۶/ ۱۳۵) و (۳۳۸۴) عن علی رضی اللہ عنہ و اسنادہ ضعیف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول اگر آپ کو ضرورت نہیں تو مجھ سے اس کی شادی کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

"هل عندك من شئی تصدقها"

کیا تیرے پاس کوئی چیز اس کو مہر دینے کے لیے ہے؟

اس نے کہا میرے پاس یہ ایک میری چادر ہے، تو آپ نے فرمایا:

"ان اعطیتها اياه جلست بلا ازارلك فالتمس شيئا"

اگر تو نے یہ اس کو دے دی تو پھر تو بغیر آزار کے ہو جائے گا اس لیے کوئی اور چیز تلاش کر۔

اس نے کہا اے اللہ کے رسول میرے پاس اور کچھ بھی نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا:

التمس ولو خاتما من حديد، تلاش کرو چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔

اور جب اس نے اپنے گھر میں سے اور کچھ بھی چیز نہ ملی تو اسے نبی ﷺ نے فرمایا

"هل معك من القران شئ" کیا قرآن سے کچھ یاد ہے؟ تو وہ کہنے لگا جی ہاں فلاں فلاں سورت مجھے یاد ہے۔ اس نے کچھ سورتوں کے نام لے کر کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قد انكحتها بما معك من القران۔ ❶

تیرے پاس جو قرآن مجید سے تجھے یاد ہے، میں اس کے عوض تیرا اس کے ساتھ نکاح کرتا ہوں۔

یعنی جو قرآن مجید تجھے یاد ہے اس کو حق مہر بناتے ہوئے میں اس کے ساتھ تیرا نکاح کر رہا ہوں کہ وہ تو اسے یاد کرا دے۔

---

❶ البخاری (۲۳۱۰) و (۵۱۳۵) و مسلم ۱۴۲۵ و الموطا (۲/۵۲۶) و الترمذی (۱۱۱۴) والنسائی (۲۱۰۹) عن انس رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا جاتا ہے کہ یہ عورت سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا تھی بعض نے کہا کہ سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو حاکم وقت اس کا ولی ہوسکتا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ سامان کے عوض بھی نکاح ہوسکتا ہے۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تھا، اس سے قرآن کی تعلیم پر اجرت لینے کا بھی جواز معلوم ہوتا ہے۔

ابن حبیب کے نزدیک یہ حرمت منسوخ ہے۔ جبکہ دیگر علماء کہتے ہیں کہ یہ نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ صحابہ تابعین اور فقہاء میں سے امام شافعی کے علاوہ اور کسی نے بھی اس کو نہیں اپنایا، شاید کہ اس عورت کو بھی یہ سورتیں یاد ہوں لیکن وہ نبی ﷺ کی وجہ سے خاموش رہی اور آپ ہی کے لیے اس نے اپنی جان بخشی تھی۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے پانچ دراہم سے کم کے ساتھ کسی صحابی نے بھی شادی نہیں کی۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گٹھلی برابر سونے کے عوض شادی کی تھی اور یہ پانچ درہم کے قریب ہے۔ [1]

ابن المنذر نے اشراف میں ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کچھ سامان پر شادی کی جو تقریباً دس دراہم کے مساوی تھا۔

ابن العطار کے وثائق میں چار سو درہم ہیں النوادر وغیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان سے شادی کی اور اس کو چار ہزار درہم دیئے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اسے چار سو دینار سونا مہر میں دیا۔

---

[1] احمد فی المسند (۲۲۷/۳ و ۲۷۱) و البخاری (۵۱۵۵) و مسلم ۱۴۲۷ و ابوداود (۲۱۰۹) عن انس رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نکاح کرنے سے منع کرنے کا فیصلہ

بخاری، ابوداؤد اور الواضحہ میں ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوجہل بن ہشام کی لڑکی مانگی تو بنو ہشام بن مغیرہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارہ میں اجازت مانگی تو آپ نے اس کی اجازت نہیں دی اور غصہ میں نکلے، منبر پر چڑھے اور جب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے، تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ثنا کہی، پھر فرمایا۔

اما بعد! فان بني هشام بن المغيرة استأذنوني في ان ينكحوا ابنتهم علي بن ابي طالب فلا اذن لهم ثم لا اذن لهم الا ان يريد ابن ابي طالب ان يطلق ابنتي و ينكح ابنتهم فانها ابنتي بضعة مني يريبني مأ ارابها و يؤذيني ماأذاها ولن تجتمع بنت نبي الله ﷺ مع بنت عدو الله اني اخاف ان تفتتن فاطمة في دينها و اني لست احرم حلالا ولا احل حراما ولكن والله لاتجتمع بنت رسول الله وابنة عدو الله في مكان واحد ابداً۔

حمد و صلوۃ کے بعد: بنی ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت مانگ رہے ہیں کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح کر کے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دے دیں، تو میں نے انہیں اس کی اجازت نہیں دی، پھر میں انہیں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ہاں اگر ابن ابی طالب چاہتا ہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے کیونکہ میری بیٹی میرا ہی حصہ ہے اور جو چیز اس کو بے قرار کرتی اور تکلیف دیتی ہے، تو وہ مجھے بھی بے قرار کرتی اور تکلیف دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اس طرح فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے دین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ میں فتنہ میں پڑ جائے گی، میں اللہ تعالیٰ کے کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک گھر میں نہیں رہ سکتیں۔ ❶

ابن حبیب نے کہا اگر کوئی اس حدیث سے شروط قائم کرنے پر دلیل لے تو اس کے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں، کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے۔

مجوسی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور اس عورت کے متعلق جو پہلے مسلمان ہوتی ہے، پھر وہ اس کا خاوند مسلمان ہو جاتا ہے

المدونۃ وغیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے غیلان بن سلمہ سے فرمایا (جبکہ وہ مسلمان ہوا اور اس کے نکاح میں دس عورتیں تھیں)

"اختر اربعا و فارق سائرھن" ❷

کہ ان میں چار کو پسند کر کے باقی سب کو جدا کر دے (طلاق دیدے)۔

فیروز نے رسول اللہ ﷺ سے کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں تو آپ نے فرمایا:

طلق ایتهما شئت۔ ❸

ان میں سے جس کو تو چاہتا ہے اسے طلاق دے دے۔

---

❶ البخاری (٥٢٣٠) و مسلم (٩٣،٢٤٤٩) و ابوداود (٢٠٧١) و ابن حبان (٦٩٥٥) عن المسور بن مخرمة۔

❷ احمد فی المسند ٢/١٤۔ والترمذی (١١٢٨) و ابن ماجه (٥٢٣٥) والحاکم (١٩٢/٢، ١٩٣) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ وهو حدیث صحیح۔

❸ ابو داود (٢٢٤٣) والترمذی (١١٣٠) و ابن ماجه (١٩٥١) وابن حبان ٤١٥٥ عن الضحاك بن فیروز عن ابیه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوداؤد میں ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسلمان ہوگئی اور اس نے شادی کرلی، پھر اس کا خاوند رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، کہنے لگا اے اللہ کے رسول میں مسلمان ہوگیا تھا اور اسے میرے اسلام لانے کا علم بھی تھا تو آپ نے اس کو دوسرے خاوند سے چھین کر پہلے کو دیدیا۔ (1) اس کا معنی یہ ہے کہ یہ بات نبی ﷺ کے پاس ثابت ہوگئی تھی۔

معترض کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور نکاح متعہ کا حکم

مؤطا، بخاری اور نسائی میں ہے کہ رفاعہ بن سموال نے نبی ﷺ کے دور میں اپنی عورت تمیمہ بنت وہب کو تین طلاقیں دے دیں تو اس نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کرلیا، وہ اس سے رک گئے، اس کو چھو نہ سکے تو اس کو جدا کردیا۔ پھر اس کے پہلے خاوند رفاعہ نے جس نے اس کو طلاق دی تھی اس سے نکاح کرنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ سے اسکا تذکرہ کیا تو آپ نے اس کو اس سے شادی کرنے سے منع کردیا اور فرمایا:

لاتحل لك حتى تذوق العسيلة. (2)

تیرے لیے یہ اس وقت تک حلال نہیں یہاں تک کہ یہ دوسرے خاوند کا ذائقہ نہ چکھ لے۔

اور مؤطا کے علاوہ دوسری کتب میں ہے

حتى يذوق عسيلتها وتذوق عسيلته.

یہاں تک کہ وہ خاوند اس کا مزہ اور وہ عورت اس خاوند کا مزہ چکھ لے۔

اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ بیوی کے پاس نیند کی حالت میں آئے جبکہ اس کو احساس نہ ہو یا اس سے جلد بازی کرے کہ اس عورت کو مزہ محسوس نہ ہو، تو یہ پہلے خاوند کے لیے درست نہیں۔ صحیح ثابت حدیث میں کئی طرق سے ربیع بن میسرہ اپنے باپ سے بیان کرتے

---

(1) ابوداؤد (۲۲۳۹) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وهو ضعيف

(2) مالك في الموطا (۵۳۱/۲) البخاري (۲۶۳۹) و (۵۷۹۲) و مسلم (۱۴۲۳) و النسائي (۹۳/۶) والترمذي (۱۱۱۸) عن عائشه رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ فتح کے سال مکہ آئے، آپ نے ہمیں عورتوں کے ساتھ متعہ کی اجازت دے دی تو میں اور میرا ایک ساتھی بنی عامر کی ایک عورت کے پاس گئے وہ طاقتور، قد آور نوجوان، لمبی گردن اور معتدل جسم والی تھی، ہم نے اس پر اپنی جان پیش کی اور اپنی اپنی چادریں اس پر پیش کیں، میرے ساتھی کی چادر میری چادر سے اچھی تھی لیکن میں اس سے زیادہ نوجوان تھا، تو وہ مجھے بھی اور میرے ساتھی کو بھی دیکھنے لگی تو میرے ساتھی نے اسے کہا میری چادر اس کی چادر سے اچھی ہے، وہ کہنے لگی ہمیں یہ پسند ہے چاہے جیسی بھی اس کی چادر ہے چنانچہ میں اس کے پاس تین دن تک رہا پھر تین دن بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الله حرمها. ❶ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کر دیا ہے۔

اور مسند ابن ابی شیبہ میں ہے۔

الی یوم القیامة فمن کان عنده منهن شیء فلیدعها و لا تاخذوا مما اتیتموهن شیئا. ❷

اللہ تعالیٰ نے اس متعہ کو قیامت تک حرام کر دیا ہے، تو جس کے پاس ان (عورتوں میں) سے کوئی بھی (عورت) ہو تو وہ اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ تم نے ان کو دیا وہ ان سے کچھ واپس نہ لو۔

شعبہ کے حدیث میں ہے جو سفیان پر ہی غریب ہے، انہوں نے کہا، پھر اس سے مقرر وقت دس دن تھا، انہوں نے کہا اس کے پاس رات گذاری جب میں نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ رکن اور دروازہ کے پاس کھڑے تھے، تو آپ کے کلام میں یہ بھی تھا کہ آپ نے فرمایا:

انی کنت قد اذنت لکم فی الاستمتاع من هذه النسوة و ان الله حرم ذالك الی یوم القیامة فمن کان عنده شیء فلیخل

---

❶ احمد فی المسند (۲/۴۰۴ و ۴۰۵) و مسلم (۱۴۰۶ و ۲۴) و ابوداود (۲۰۷۲، ۲۰۷۳) و ابن حبان (۴۱۴۶)

❷ ابن ابی شیبه ۲۹۲/۴ و عبدالرزاق فی المصنف (۱۴۰۴۱) اسناده صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبیلھن ولا تأخذوا مما اتیتموھن شیئا.[1]

میں نے تمہیں ان عورتوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے ان کو قیامت تک کیلئے حرام کر دیا ہے تو جس کے پاس ان میں سے کچھ بھی ہو تو ان کو آزاد کر دو اور جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

متعہ کی حرمت میں راویوں کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ خیبر کے سال حرام ہوا، کچھ کہتے ہیں کہ سات ہجری میں قضیہ کے سال حرام ہوا۔ ابوعبید کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال حرام ہوا۔

ابوعبید اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

فما احسب رجلا منکم یخلو بالمراۃ ثلاثا الا و لاھا الدبر۔

میرا خیال تم میں سے کوئی بھی آدمی تین دن سے زائد علیحدگی میں کسی عورت کے ساتھ رہے اس کو بیماری والا بنا دیتا ہے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

بخاری و مسلم میں سیدنا جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ نبی ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں شادی کی۔[2]

نیز مسلم نے یزید بن الاصم سے روایت کیا کہ جب ان سے نبی ﷺ نے مکہ میں "عمرۃ القضاء" کے وقت شادی کی تو آپ حلال تھے اور وہ میری اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔[3]

الواضحہ وغیرہ میں ہے کہ آپ حلال تھے اور "سرف" میں ان سے اپنے گھر کی آبادی کی۔

---

❶ ابن حبان (٤١٤٧) مسلم (١٤٠٦) و (٢١) ابن الحمیدی (٨٤٧) و ابن ماجہ (١٩٦٢) ❷ البخاری (٥١١٤) و مسلم (١٤١٠ و ٤٧) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

❸ راوہ مسلم ١٤١١و٤٨۔ و ابن ماجہ ١٩٠٦٤۔ و ابن حبان ٤١٣٦۔ عن میمونۃ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کتاب ابن المواز میں کہا کہ جب ان سے آپ نے مکہ میں عمرۃ القضاء کے سال شادی کی اور قریش نے انکار کیا تو آپ نے مکہ میں ہی اس کی آبادی کا ارادہ کیا، آپ نکلے اور سرف میں آبادی کی۔ ❶

عورتوں میں باری مقرر کرنے کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

صحیح ثابت حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو آپ ان کے پاس تین دن ٹھہرے، پھر جب وہاں سے جانے کا ارادہ کیا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا دامن پکڑ لیا، آپ نے فرمایا۔

لیس لک علی اهلك هوان فان شئت سبعت عندك و سبعت عندهن و ان شئت ثلثت عندك ثم درت.

تجھ سے تیرے اہل پر کوئی رسوائی نہیں، اگر تو چاہے تو میں تیرے پاس سات دن ہوں، تو پھر میں دوسری بیویوں کے پاس سات دن رہوں گا اور اگر تو چاہے تو میں تیرے پاس تین دن رہ کر پھر باری باری سب کے پاس جاؤں، تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تین دن ہی ٹھیک ہیں۔ ❷

راوی کہتا ہے کہ آپ عورتوں (اپنی بیویوں) میں بطور ان کی عزت واکرام کے انصاف فرماتے تھے حالانکہ آپ پر یہ واجب نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

تُرْجِىْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُئْوِىْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكَ۔ (الاحزاب: ۵۱)

(اے محمد ﷺ) ان میں سے آپ جسے چاہیں پیچھے کر دیں اور جسے چاہیں جگہ دے دیں اور جس کو جدا کر دیا آپ نے ان سے بھی جس کو چاہیں تو

---

❶ ابن حبان (٤١٣٤) ترمذی ٨٤٥٠) و البیهقی (٢١١/٧) واسناده صحیح۔

❷ احمد فی المسند (٢٩٢/٦) و مسلم (١٤٦٠ و ٤١) ابو داود (٢١٢٢) و ابن ماجه ١٩١٧ عن ام سلمه رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ پر کوئی گناہ نہیں۔

سیدنا علی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ضحاک کہتے ہیں کہ اس آیت نے بعد والی آیت کو منسوخ کر دیا یعنی اس آیت کو

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ ۝

(الاحزاب: ۵۲)

تمہارے لیے اس کے بعد عورتیں حلال نہیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ ان سے بدل کر کوئی اور لاؤ۔

ایسا بہت کم ہوا ہے کہ پہلے والی آیت بعد والی آیت کو منسوخ کر دے۔

اور زیادہ ٹھیک ہے اسی نسخ نے سال کو چار ماہ اور دس دن کے ساتھ منسوخ کیا گیا ہو جو سورہ بقرہ کی تلاوت اس سے قبل ایک ہی سورۃ میں موجود ہے۔

موطا اور المدونہ میں ابن شہاب سے مروی ہے کہ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان لڑکی سے شادی کی اور ان کے پاس محمد بن مسلمہ کی لڑکی بھی تھی، وہ الگ رہنے لگی تو انہوں نے نوجوان کو ترجیح دینا شروع کر دی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی آپ نے فرمایا:

یارافع اعدل بینهما والا ففارقها.

اے رافع! یا ان دونوں میں انصاف کرو یا اس کو جدا کر دو۔

تو سیدنا رافع رضی اللہ عنہ نے آخر میں اس سے کہا اگر تو اسی موجودہ ترجیح پر میرے ساتھ رہ سکتی ہے تو میں تمہیں اپنے پاس رکھ لوں گا ورنہ میں تمہیں فارغ کر دیتا ہوں، تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ۔ (النسآء: ۱۲۸)

اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی مخالفت یا اعراض کا ڈر محسوس کرے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی نے کہا پھر وہ اس صلح پر راضی ہوگئیں اور ان کے پاس رہنے لگیں۔ [1] یہ الفاظ المدونہ کے ہیں، مگر موطا میں یہ الفاظ نہیں کہ اس کے متعلق قرآن نازل ہوا اور اس کو نحاس نے بھی ذکر کیا۔

دودھ پینے کے بارہ میں ایک عورت کی گواہی پر رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

بخاری میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا آپ کو ابوسفیان کی لڑکی کی کوئی خواہش ہے؟

آپ نے فرمایا: ''فافعل ماذا'' میں کیا کروں؟

میں نے کہا آپ اس سے نکاح کر لیں۔

آپ نے فرمایا: اتحبین کیا تو یہ بات پسند کرتی ہے؟

میں نے کہا: میں آپ کے نکاح میں اکیلی ہی تو نہیں تو آپ کی خبر کے معاملہ میں میرے ساتھ جو شریک ہو اس میں سے تو میری بہن مجھے زیادہ محبوب ہے، آپ نے فرمایا:

انها لاتحل لی وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔

میں نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ ''درہ'' کو مانگ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ابنت ام سلمة؟ کیا ام سلمہ کی بیٹی درّہ کے متعلق کہہ رہی ہو، میں نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا:

لو لم تكن ربيبتي ما حلت لي انها ابنة اخي من الرضاعة ارضعتني و اباها ابا سلمة ثويبة فلا تعرضن علي بناتكن و اخواتكن۔ [2]

اگر وہ پروردہ نہ بھی ہوتی تو پھر بھی میرے لیے حلال نہیں کیونکہ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے لہٰذا مجھ پر اپنی بہنیں اور بیٹیاں پیش نہ کیا کرو۔

---

[1] مالك في الموطا ١٥٥٧ عن رافع بن خديج وهو صحيح۔

[2] البخاري (١٥٠١) (٥١٠٦) عن ام سلمة رضي الله عنها

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عروہ کہتے ہیں ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی، ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا، اس نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا تھا، جب ابولہب مر گیا تو گھر کے کسی شخص کے خواب میں آیا کہ وہ انتہائی ناکامی اور خسارہ میں ہے، اس شخص نے کہا تیرا کیا حال ہے؟ ابولہب کہنے لگا مجھے ان کے بعد بہتری نہیں پہنچی مگر ثویبہ کی وجہ سے مجھے پانی پلایا گیا۔ مجھے عبید بن ابی مریم نے عقبہ بن حارث سے بیان کیا اور میں نے اس کو عقبہ سے بھی سنا ہے مگر عبید کی حدیث مجھے زیادہ یاد ہے، انہوں نے کہا میں نے ایک عورت سے شادی کی، تو ہمارے پاس ایک کالی سی عورت آئی اور کہنے لگی میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، میں نے یہ بات نبی ﷺ سے کی کہ میں نے فلاں بنت فلاں سے شادی کی تو ہمارے پاس ایک سیاہ عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، جبکہ وہ اپنی اس بات میں جھوٹی ہے، آپ نے مجھ سے مونہہ پھیر لیا تو پھر میں نے آپ کے چہرۂ مبارک کی طرف ہو کر کہا اے اللہ کے رسول وہ عورت جھوٹی ہے تو آپ نے فرمایا:

كيف بها و قد زعمت انها ارضعتكما دعها عنك۔ ❶

تو اس کو کیسے رکھ سکتا ہے حالانکہ اس عورت نے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، اس عورت کو الگ کر دو۔

المدونہ میں ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ میں ایک عورت کی گواہی کو جائز قرار نہیں دیا اور نبی ﷺ ایک عورت کے دودھ کی خبر دیے گئے تو آپ مسکرائے اور فرمانے لگے۔

كيف وقد قيل تم اسے کیسے اب رکھو گے، حالانکہ یہ بات کہی جا چکی ہے۔

بخاری میں ہے: **كيف وقد قيل۔** تم اسے کیسے رکھ سکتے ہو حالانکہ یہ بات کہی جا چکی ہے۔ تو اس شخص نے اس کو جدا کر کے ایک دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔ ❷

---

❶ احمد في المسند (١٦٤٨) البخاری (٥١٠٤) ابو داود (٣٦٠٤) و الترمذی (١١٥١) عن عبيد بنی مريم

❷ احمد في المسند (١٦١٤٩) والبخاری (٨٨) والبغوی فی شرح السنه (٤٢٨٦) والنسائی نے الکبری (٦٠٢٧) عن عقبة بن الحارث رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الطلاق

حائضہ کی طلاق کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

مؤطا، بخاری و مسلم اور نسائی میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو نبی ﷺ کے دور میں حیض کے دوران میں طلاق دے دی تو اس بارہ میں رسول اللہ ﷺ سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سوال کیا، تو آپ نے فرمایا:

مره فليراجعها ثم ليمسكها حتى تطهر ثم تحيض ثم ان شاء امسك و ان شاء طلق قبل ان يمس فتلك العدة التى امر الله ان يطلق لها النساء انتهى حديث المؤطا۔ ❶

اسے حکم دے کہ اس سے رجوع کرے، پھر پاک ہونے تک اپنے پاس رکھے، پھر وہ حیض والی ہو جائے، پھر اگر چاہے تو رکھ لے اور اگر چاہے تو چھونے سے پہلے پہلے اسے طلاق دے دے۔ تو یہ وہ عدت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے مطابق عورتوں کو طلاق دی جائے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا تو اس کو ایک طلاق شمار کیا گیا نافع کے ساتھیوں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ❷

زہری نے محمد بن عبدالرحمٰن عن سالم عن ابیه اور یونس بن جبیر نے عن ابن عمر روایت کیا ہے اور زید بن اسلم اور ابن سیرین ابن عمر سے ابن الزبیر نے عمر اور سعید بن جبیر نے ابن عمر سے اور ابو وائل نے ابن عمر سے روایت کیا ہے، انہوں نے اپنی روایت میں کہا۔

مره فليراجعها ويمسكها حتى تطهر ثم ان شآء امسك وان شآء طلق ❸

---

❶ مالك فى المؤطا (١٦٥٥) و البخارى (٥٢٥١) و مسلم (١٤٧١ و ١)

❷ البخارى (٥٢٥٢) و مسلم (١٤٧١) و (٤) عن ابن عمر رضى الله عنهما

❸ مسلم (١٤٧١ و ١٤) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے حکم دو کہ وہ رجوع کرے اور اس کو پاک ہونے تک اپنے پاس روک رکھے، پھر چاہے تو روک لے اور چاہے تو طلاق دے دے، انہوں نے یہ نہیں کہا "**ثم تحیض ثم تطهر**" پھر وہ پاک ہو پھر حیض والی ہو۔

اور ثقہ روای کی حدیث زیادہ مقبول ہوتی ہے اور یہ حدیث کے الفاظ مسلم کی کتاب میں ہے اور زیادتی والی روایت زیادہ صحیح ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف وطی سے رجوع درست نہیں، جب وہ اس سے وطی کرے تو اس طہر میں جس میں اس کو چھوا ہے طلاق نہ دے۔

نیز جس حیض میں طلاق دی، اس حیض سے جب پاک ہو جس میں اسے طلاق دی گئی تو اگر اسے طلاق کا حکم دیا گیا تو گویا کہ اس کو اس کے رجوع کا حکم دیا گیا تا کہ اس کو طلاق دے، اس طرح تو یہ نکاح مؤقت کی طرح ہو گیا۔

محمد بن قیس نے بیان کیا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو حائضہ ہونے کی حالت میں طلاق دے دی تو انہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس سے رجوع کرلے پھر جب وہ پاک ہو جائے تو اس کو چھوئے، اور جب دوبارہ وہ پاک ہو جائے تو پھر اگر چاہے تو اسے طلاق دے دے اور چاہے تو رکھ لے [1] راوی نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ کیے کہ "وہ اس کو چھوئے"۔ قاسم کے علاوہ کسی مصنف کے راوی نے یہ الفاظ ذکر نہیں کیے۔

مصنف عبدالرزاق میں ابن جریج نے ابوالزبیر سے روایت کیا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو لوٹا دیا اور اس معاملہ کو کچھ نہ سمجھا [2] بعض ظاہری مذہب والے اس حدیث کو اپنانے لگے تو انہوں نے یہ خیال کیا حیض میں طلاق واقع نہیں ہوتی مگر تین طلاقیں یا آخری طلاق، کیونکہ ایسی طلاق تمام علماء کے اجماع سے واقع ہو جاتی ہے۔

---

[1] قاسم بن اصبغ والاسناد ضعيف ومنه من لم نقف له على ترجمته

[2] عبدالرزاق فى المصنف (١٠٩٦٠) واسناده صحيح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بات وہی ہے جو بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جو طلاق اپنی عورت کو حیض کی حالت میں دی تھی، تو نبی ﷺ نے وہ طلاق ان پر لازم کر دی اور اسے شمار میں لایا گیا، کیونکہ رجوع، طلاق کے وقوع کے بعد ہی ہوتا ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ''مرہ فلیراجعھا'' یعنی اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا

من طلّق في بدعة الزمناه بدعته

جس نے طلاق بدعی دی تو ہم وہ اس پر لازم اور نافذ کر دیں گے۔ ❶

جو شخص کہتا ہے کہ حیض میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی تو اس کا قول باطل ہو جاتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جو یہ فرمایا ''**فتلك العدة التي امر الله ان يطلق لها النسآء**'' یہ وہ عدت ہے جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے۔

اس میں دلیل ہے کہ عدت طہر ہے۔ اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ بھی کہتے ہیں کہ اقراء سے مراد طہر ہیں۔ مصنفات مذکورہ کے علاوہ دیگر کتب میں حدیث ابن عمر باب اول میں شعیب بن زریق کی طرح ہے کہ انہیں عطاء خراسانی نے حسن سے روایت کیا کہ ہمیں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنی عورت کو حائضہ ہونے کی حالت میں طلاق دے دی، پھر ارادہ کیا کہ دیگر دو طلاقیں دونوں قرءوں کے قریب دے دیں، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا:

یاابن عمر ماھكذا امرك الله انك قد اخطات السنة والسنة ان تستقبل الطهر فتطلق لكل قرء.

اے ابن عمر! اللہ تعالیٰ نے تجھے اس طرح طلاق دینے کا حکم تو نہیں کیا تو سنت میں غلطی کر گیا سنت یہ ہے کہ طہر آئے تو ہر قرء کے وقت طلاق دیدو۔

---

❶ البيهقي في السنن (٣٢٧/٧) عن معاذ رضی اللہ عنہ واسناده ضعيف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اس سے رجوع کرلیا اور آپ نے فرمایا کہ

اذا هی طهرت فطلق عند ذالك او امسك

جب وہ پاک ہوجائے تو اس وقت یا طلاق دیدے یا رکھ لے۔

میں نے کہا اے اللہ کے رسول اگر میں تین طلاقیں دے دوں تو پھر مجھے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

لا، كانت تبين و يكون معصية۔ ❶

فرمایا پھر وہ جدا ہوتی ہے اور رجوع کرنا نافرمانی ہے۔

شعیب بن زریق میں محدثین نے کلام کیا ہے، بعض نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

نسائی میں محمد بن عبدالرحمٰن مولیٰ ابن طلحہ کے غلام سے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔

فليراجعها ثم ليطلقها وهی طاهر او حامل۔ ❷

یعنی ابن عمر رجوع کرلیں پھر طاہر اور حاملہ ہونے کی حالت میں طلاق دے۔

نسائی کہتے ہیں ہم نہیں جانتے محمد بن عبدالرحمٰن مولی ابی طلحہ کی ''او حامل'' نسائی کہتے ہیں کسی نے متابعت کی ہو اور محمد بن عبدالرحمٰن میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابوداود میں ہے کہ سیدنا رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سیدہ سہیمہ رضی اللہ عنہا کو طلاق بتہ دے دی اور نبی ﷺ کو بھی یہ بتا دیا اور کہا اللہ کی قسم میرا ارادہ ایک کا تھا، تو آپ نے اس پوچھا۔

والله ما اردت الا واحدة۔

کیا اللہ کی قسم تیرا ارادہ ایک ہی دینے کا تھا؟

تو سیدنا رکانہ رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم میرا ارادہ ایک کا ہی تھا۔

---

❶ البيهقى فى السنن ٣٣٤/٧ و ذكره الهيثمى نے مجمع الزوائد ٣٣٦/٤ فيه على بن سعيد الرازى، قال الدارقطنى ليس بذاك

❷ مسلم (١٤٧١ و ٥) والترمذى ١١٧٦) والنسائى فى السنن ٣٣٩٧ و ١٤١/٦ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو رسول اللہ ﷺ نے اسے وہ واپس کردی (یعنی اسے رجوع کرنے کا حق دیدیا)۔ ❶

عبداللہ بن ولید، ابراہیم سے، وہ داؤد سے، وہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے دادا نے اپنی ایک عورت کو ہزار طلاق دیدی، میں اس کو لے کر نبی ﷺ کے پاس چلا گیا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا، تو آپ نے فرمایا:

ما اتقى الله جدك اما ثلاث فله اما تسع مائة وسبع و تسعون فعدوان فظلم ان شآء عذبه وان شآء غفر له.

تیرے دادا نے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں کیا، تین تو اس کا اختیار تھا اور نو سو ستانوے ظلم اور زیادتی ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کے بدلہ میں اسے عذاب کرے اور اگر چاہے تو اسے معاف کردے۔ ❷

خلع میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

مؤطا، بخاری اور نسائی میں ہے کہ سیدہ حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا، سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کو نکلے تو دیکھا کہ اندھیرے میں سیدہ حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا آپ کے دروازہ پر موجود ہے، آپ نے فرمایا **من هذه** یہ کون ہے؟ وہ کہنے لگی میں حبیبہ بنت سہل ہوں آپ نے فرمایا **ما شانك**۔ کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں اور میرا خاوند سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اکٹھے نہیں رہ سکتے، پھر اس کا خاوند آیا تو آپ نے اس کو فرمایا۔

هذه حبيبة بن سهل قد ذكرت ماشآء الله ان تذكر۔

کہ یہ حبیبہ بنت سہل ہے اس نے ماشاءاللہ کچھ باتیں کی ہیں۔

تو سیدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے جو کچھ بھی مجھے دیا تھا، وہ میرے پاس ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ثابت سے فرمایا۔

---

❶ ابوداؤد (٢٢٠٦) والترمذی (١١٧٧) اسناده ضعيف۔

❷ السيوطي في الدرالمنثور ٢٨٦/١ عن عبادة بن الصامت واسناده ضعيف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"خذ منها" اس سے وہ لے لو۔

تو سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ نے وہ (حق مہر وغیرہ) لے لیا وہ اپنے گھر جا بیٹھیں۔ ❶

یہ الفاظ مؤطا اور نسائی کے ہیں اور بخاری و مسلم میں اس طرح ہے۔ کہ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا اے اللہ کے رسول میں اس کے دین واخلاق پر کوئی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کرتی، میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی، تو آپ نے فرمایا۔

"اتردين عليه حديقته"

کیا تو اس کا باغ اس کو واپس کرتی ہے؟

اس نے کہا جی ہاں اے اللہ کے رسول تو آپ نے سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

اقبل الحديقة و طلقها تطليقة. ❷

اپنا باغ قبول کر لے اور اس کو ایک طلاق دے دے۔ اور جو پہلی حدیث میں ہے کہ "وہ اپنے گھر میں بیٹھ گئی"، تو کہا جاتا ہے کہ یہ الفاظ محدث کے ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کی رہائش خلع سے پہلے اپنے ہی گھر میں ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ خاوند کا گھر چھوڑ کر اپنے گھر میں اس لیے بیٹھ رہی ہو کہ ان دونوں کے درمیان اور اس کے اہل کے درمیان کوئی شرارت نہ اٹھ کھڑی ہو یا کوئی دیگر عذر ہو۔

کتاب ابن منذر میں ہے کہ نبی ﷺ نے اس کو ایک حیض عدت گذارنے کا حکم دیا۔ یہی مسلک سیدنا عثمان بن عفان اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا ہے، ابن منذر بھی یہی کہتے ہیں اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ وہ مطلقہ کی طرح تین قروء عدت گذارے۔

مصنف ابن سکن میں ہے کہ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو مارا اور اس کا ہاتھ توڑ دیا، وہ سیدہ حبیبہ بنت عبداللہ بن ابی تھی تو اسے اس کا بھائی لے کر نبی ﷺ کے پاس شکایت کرنے آیا، آپ نے سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا۔

❶ مالك في الموطا (١٦١٠) ابو داود (٢٢٢٧) والنسائي (١٦٩/٦) واسناده صحيح۔

❷ البخاري ٥٢٧٣۔ وابن ماجه ٢٠٥٦۔ والنسائي ١٦٩/٦۔ والبخاري مرسلا وموصولا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خذ الذی لها علیك و خل سبیلها.

جو کچھ تیرا اس کے پاس ہے وہ لے لے اور اسے آزاد کر دے۔

انہوں نے کہا ٹھیک ہے، پھر آپ نے اس کو فرمایا ایک حیض عدت گذار اور اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔ ❶

رسول اللہ ﷺ کا اس لونڈی کے متعلق فیصلہ جو شادی شدہ ہو اور پھر آزاد کر دی جائے

مؤطا، بخاری، مسلم اور نسائی میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں تین سنتیں ہیں۔

(۱) جب وہ آزاد کی گئی تو اس کو خاوند کے ساتھ رہنے کا اختیار دیا گیا۔

(۲) نبی ﷺ نے فرمایا ''الولاء لمن اعتق'' یعنی ولاء اس کا ہے جو آزاد کرے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو ہنڈیا جوش مار رہی تھی اس میں گوشت پک رہا تھا تو آپ کے پاس روٹی اور گھر کا سالن لایا گیا تو آپ نے فرمایا ''الم ار برمة فیها لحم'' کیا میں ہنڈیا میں گوشت پکتا نہیں دیکھتا، تو گھر والوں نے کہا اللہ کے رسول! گوشت تو ہے۔ مگر وہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اور آپ تو صدقہ نہیں کھاتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: هو علیها صدقة وهو لنا هدیة. ❷

وہ اس پر صدقہ ہے مگر ہمارے لیے وہ تحفہ ہوگا۔

الواضحہ وغیرہ میں ہے کہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں چار سنتیں مقرر ہوئیں، تین تو سابقہ ذکر کیں اور چوتھی یہ ہے کہ اسے حکم دیا کہ وہ تین حیض گذارے۔

احمد بن خالد نے کہا چوتھی سنت یہ تھی کہ اس کے فروخت ہونے سے طلاق لازم نہ آئی۔

---

❶ ابوداود ۲۲۲۸ عن عائشہ رضی اللہ عنہا وهو حدیث صحیح۔

❷ البخاری (۵۲۷۹) و مسلم ۱۵۰۴) والنسائی (۱۶۲/۶ و ۱۶۳) عن عائشہ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب ثلاثہ بخاری مسلم اور نسائی میں ہے کہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند سیاہ غلام تھا جسے سیدنا مغیث رضی اللہ عنہ کہتے تھے [1] اور دوسری روایت انہی کتب میں ہے کہ اس کا خاوند آزاد تھا، عروہ نے کہا اگر آزاد ہوتا تو اس کی بیوی کو اس کے متعلق اختیار نہ دیا جاتا اور پہلی بات اکثر روایات میں ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ غلام تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا اس عورت کے متعلق فیصلہ جو عادل گواہ اپنے خاوند کی طلاق پر پیش کردے اور خاوند انکار کر رہا ہو

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا ادعت المرأة طلاق زوجها فجاء ت على ذالك بشاهد واحد عدل استحلف زوجها فان حلف بطلت عنه شهادة الشاهد وان نكل فنكلوله بمنزلة شاهد اخر وجاز طلاقه. [2]

جب عورت اپنے خاوند کے طلاق دے دینے کا دعویٰ کرے اور ایک عادل گواہ بھی پیش کردے تو اس کے خاوند سے قسم لی جائے گی، اگر اس نے قسم اٹھالی تو اس کے خلاف دی گئی گواہی باطل ہو جائے گی اور اگر وہ قسم سے پھر گیا تو اس کا یہ پھرنا ہی عورت کے دوسرے گواہ کے برابر ہوا اور اس کی طلاق نافذ اور جائز ہوگی۔

ابن ابی مریم نے کہا میں ابن القاسم کے قول کے مطابق کہا کرتا تھا، اور جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا ''اثر'' دیکھا تو اس کو اپنا لیا اور یہی قول اشعب کا ہے اور مالک سے بھی روایت اسی طرح ہے۔

---

[1] البخاری (٥٢٨٢) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

[2] ابن ماجہ (٢٠٣٨) والدارقطنی (٢٤/٤ و ١٦٦) عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده و اسناده ضعیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ تخییر میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

المدونہ وغیرہ میں ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو اپنی عورتوں کو اختیار دینے کا حکم کیا گیا تو آپ نے مجھ سے ابتدا فرمائی اور فرمایا:

انی ذاکر لك امرا فلا علیك الا تستعجلی حتی تستأذنی ابویك۔

میں تیرے آگے ایک ایسا معاملہ پیش کر رہا ہوں اگر تو اس کے متعلق اپنے والدین سے مشورہ کرنے سے پہلے پہلے جلدی نہ کرے تو تجھ پر حرج نہیں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ کو معلوم تھا کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدا ہونے کا مشورہ کبھی نہیں دیں گے۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ○ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ○ (الاحزاب: ۲۸۔ ۲۹)

اے نبی (ﷺ) اپنی بیویوں سے یہ کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال ومتاع دے کر اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک عورتوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

پھر میں نے آپ سے کہا: کیا میں اس بارہ میں اپنے والدین سے مشورہ کروں، میں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور آخرت کے دن کو چاہتی ہوں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آپ کی تمام بیویوں رضی اللہ عنہن نے اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا اور یہ چیز طلاق شمار نہ کی گئی۔ ❶

ربیعہ اور ابن شہاب کہتے ہیں کہ فاطمہ زیادہ بدن والی ہوگئی (یعنی موٹی) عمرو بن شعیب نے کہا وہ ضحاک عامری کی بیٹی تھی وہ اپنے گھر واپس چلی گئی تھی۔ بعض نے کہا آپ نے اس سے دخول نہیں کیا تھا۔ ابن حبیب نے کہا اس سے دخول کیا تھا۔
اس کا نام فاطمہ تھا اس کے بعد ''مینگنیاں اٹھاتی تھی اور کہتی تھی میں بدبخت ہوں، یہی قول اکثر علماء کا ہے کہ جب عورت کو اختیار دیا جائے تو اگر وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنا پسند کرے تو یہ طلاق نہیں ہوگی ہاں اگر وہ طلاق کو پسند کرے تو طلاق ہو جائے گی۔ یہی بات سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا زید بن ثابت اور سیدنا ابن مسعود وغیرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔
سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس بارہ میں اختلاف ہے، ان سے یہ مسلک بھی مروی ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو پسند کر لے، یعنی خاوند سے جدائی چاہے تو طلاق بتہ ہوگی اور اگر خاوند کو پسند کر لے تو ایک طلاق رجعی ہوگی اور رجوع کا اختیار اس کے اپنے ملک میں ہوگا۔ ❷

ابن سلام نے اپنی تفسیر میں اور عبدالرزاق نے بھی مصنف میں حسن رحمہ اللہ سے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا اور آخرت میں اختیار دیا ہے اور ان کو طلاق میں اختیار نہیں دیا۔ ❸

---

❶ البخاری (٤٧٨٥) و (٤٧٨٦) و مسلم (١٤٧٥) والنسائی (١٥٩/٦، ١٦٠) والترمذی (٣٢٠٢) عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔

❷ عبدالرزاق فی المصنف (١١٩٧٤) عن علی موقوفا و اسنادہ صحیح۔

❸ عبدالرزاق فی المصنف (١١٩٨٣) عن الحسن موقوفا علیہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا اپنی مملوکہ یمین یعنی لونڈی کے حرام کرنے کی قسم کے متعلق فیصلہ

زجاج اور نحاس میں ہے کہ نبی ﷺ، ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرتے تھے اور ان کے پاس شہد پیتے تھے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپس میں یہ منصوبہ بنایا کہ ہم میں سے جس کے پاس آپ تشریف لائیں، تو وہ آپ سے کہے کہ آپ کے مونہہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ زجاج کہتے ہیں مغافیر ایک گوندسی ہوتی ہے جس کی بدلی سی بو ہوتی ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ ایک سبزی سی ہوتی ہے۔

قد كان ذالك ولا اعود۔ ❶

ان دو کتب کے علاوہ دیگر کتب میں ہے کہ نبی ﷺ بدبو کو ناپسند سمجھتے تھے، آپ ﷺ اپنی ایک بیوی کے گھر گئے، وہ کہنے لگی اے اللہ کے رسول آپ سے مجھے مغافیر کی بو محسوس ہو رہی ہے۔ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ پھر آپ دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے اس نے بھی یہی کہا تو آپ نے فرمایا۔

ہاں ایسے ہوا ہے اور میں آئندہ وہاں نہیں جاؤں گا۔

نحاس اور زجاج کہتے ہیں کہ آپ نے اس چیز کو اپنے اوپر حرام کر دیا تھا۔ بعض نے کہا کہ آپ نے اس بات پر قسم اٹھالی تھی۔ اور تفسیر میں بھی یہ آیا ہے اور یہ اکثر ہے۔

نیز نحاس نے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی لونڈی سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا ام ابراہیم کے ساتھ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن خلوت کی۔

---

❶ البخاری (٤٩١٢) ابو داود (٣٧١٤) والبیهقی فی السنن ٣٥٣/٧ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نحاس نے کہا کہ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایسے کیا تھا، وہ اپنے دروازہ پر کھڑی رہیں جبکہ وہ بند تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کھولا نحاس کہتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے مجھے بہت حقیر سمجھا ہے۔ نحاس کے علاوہ دیگر نے کہا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا کیا مجھ سے زیادہ کمزور اور ہلکی آپ کی عورتوں میں سے اور کوئی نہیں تھی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاتخبری عائشة بذالك۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو اس کی خبر نہ دینا۔

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نہیں بتاؤں گی اور آپ نے سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ [1] کہا کہ اس بات پر قسم بھی اٹھالی تو اس کی خبر ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیدی مگر کہا کہ اس کو پوشیدہ رکھنا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ بات بتادی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ۔ (التحریم: ۳)

اور جب نبی ﷺ نے اپنی بعض بیویوں سے پوشیدہ بات کی، اس نے وہ بات آگے بتادی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس کو ظاہر کر دیا، بعض کو وہ معلوم کرادیا اور بعض سے اعراض کیا۔

یہ آیت بعض قراء نے اس طرح بھی پڑھی ہے۔

عرف ببعضه وا عرض عن بعض۔

اس تفسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ کسی کا حلال کو حرام کرنا حرام نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا۔

یایها النبی لم تحرم ما احل الله لك تبتغی مرضات ازواجك۔

---

[1] الدارقطنی ۴/۴۲۔ مجمع الزوائد (۱۷۸/۵) فیه اسماعیل بن عمرو البجلی ضعیف ومنقطع وله شواهد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی آپ کے لیے حلال کردہ چیز کیوں حرام کرتے ہو،
کیا آپ اپنے بیویوں کی رضامندی تلاش کرنا چاہتے ہو۔
تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کریں۔
دونوں تفاسیر کے مطابق کسی کو حق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو اپنے اوپر حرام کرلے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ۔ (التحریم ۲) ❶

اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہاری قسموں سے آزاد ہونے کا کفارہ مقرر کردیا ہے۔ کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے تحریم کے ساتھ ساتھ قسم بھی اٹھائی تھی۔

بعض نے کہا کہ یہ کفارہ تحریم کا کفارہ ہے۔ مفضل کہتے ہیں کہ قتادہ نے یہ کہا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حرام کا ارتکاب بھی قسم ہے۔ ❷

حسن اور ابراہیم کا بھی یہی قول ہے۔

مسروق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ اس کے قریب نہ جائیں گے اور وہ مجھ پر حرام ہے تو آپ کے قریب نہ جانے کی قسم کا کفارہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمادیا اور حکم دیا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اسے حرام نہ کیا کرو امام شافعی نے بھی کہا ہے اسی طرح اس کی تفسیر میں مالک نے زید بن اسلم سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

ابن سلام کی تفسیر میں ہے کہ ”قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم“ (بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا کفارہ کردیا) میں فرض کرنے کا جو ذکر ہے، تو اس کی تفسیر سورہ مائدہ میں ہے جو یہ ہے۔ **فكفارته اطعام عشرة مساكين۔**
یعنی اس (قسم) کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ ❸

---

❶ الدارقطني ٤٢/٤ عن ابن عباس رضي الله عنهما وله شواهد فهو صحيح للشواهد۔

❷ الدارقطني ٤٢/٤ عن ابن عباس موقوفا عليه۔

❸ القرطبي في التفسير ١١٨/١٨ عن زيد بن اسلم موقوفا عليه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن نے کہا لونڈی کے متعلق تحریم کو قسم شمار کیا جائے گا اور آزاد عورتوں میں طلاق ہوگی۔ فراء کہتے ہیں سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے متعلق حرام کہنے کے کفارہ میں آپ نے ایک غلام آزاد کیا اور یہ لونڈی کے متعلق تھا جبکہ آزاد عورت کو کہے کہ تو حرام ہے تو امام مالک اور ان کے ساتھیوں کے نزدیک یہ تین طلاقیں شمار ہوں گی جبکہ اس سے دخول کرے اور نیت نہ کرے۔ اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ ایک طلاق رجعی ہوگی۔ اور اگر قسم کی نیت کی تو قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔

فراء نے "عرف بعضه" والی قرأت میں کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ناراض ہوئے اور اس کا بدلہ دیا جیسے کوئی آدمی کسی کو کہتا ہے یہ تیری طرف ہے، اللہ کی قسم میں تجھے پہچان لوں گا اور میری عمر کی قسم ہے کہ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق سے اس کا بدلہ دیا تھا۔

حسن کہتے ہیں: "عرف بعضه" یعنی بعض کا اقرار کیا کہ یعنی جو کچھ آپ سے ماریہ کی طرف ہوا۔ "واعرض عن بعض" یعنی جو ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہوا کہ وہ چھپائے اس بات کو کہ آپ کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں گے ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

جو شخص تین سے کم طلاقیں دے پھر عدت کے بعد دوسرا خاوند کرے پھر دوسرا فوت ہو جائے یا چھوڑ دے تو یہ عورت بقیہ طلاق پر پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے

مصنف عبدالرزاق میں اور مالک وسفیان بن عینیہ نے زہری سے روایت کیا کہ ابن مسیب، حمید بن عبدالرحمٰن عبید بن عتبہ اور سلیمان بن یسار، یہ تمام لوگ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ جس عورت کو اس کا خاوند ایک یا دو طلاقیں دے دے، پھر اس کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح کر لے، پھر وہ خاوند فوت ہو گیا، اس نے اس کو طلاق دیدی تو یہ عورت پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کر لے، تو وہ اس کے پاس پہلی باقی ماندہ طلاقوں پر رہے گی۔ ❶

❶ مالك في الموطا ١٦٩٤ موقوفا علی عمر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہما بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول اپناتے ہیں اور سیدنا عمران بن حصین اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کہتے ہیں۔ ابن مبارک کو عثمان بن مقسم نے بتایا کہ انہوں نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنا جو اپنی قوم کے ایک آدمی کی طرف سے بیان کر رہے تھے وہ ایک صحابی رسول سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ عورت باقی ماندہ طلاق پر اس پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے، یہی مسلک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

عبدالرزاق نے ابن الیتمی سے اس نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ ابی مخلد نے ابن عباس اور شریح سے بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ نکاح بھی نیا ہوگا اور طلاق بھی نئی ہوگی۔

سیدنا ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح کہا ہے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ثوری اور معمر نے کہا کہ دونوں فریقوں کا قول ہے کہ اگر دوسرا خاوند اس کے پاس نہیں گیا تو یہ بقایا طلاقوں پر ہوگی۔ معمر نے کہا یہ بات نخعی نے کہی اور میں نے اس میں کوئی اختلاف نہیں سنا اور یہ اچھی فقہ ہے۔

پرورش کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ، ماں اپنے بچے کی زیادہ حق دار ہے اور اگر ماں نہ ہو تو پھر خالہ ماں کے قائم مقام ہوگی

مصنف عبدالرزاق میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی اور اس سے وہ اپنا بچہ چھیننا چاہتا تھا، وہ عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول یہ میرا بیٹا ہے، میرا پیٹ اس کا برتن رہا اور میرا پستان اس کی مشک بنا رہا اور میری ران اس کی گود بنی رہی، اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی اور اس بچے کو بھی مجھ سے چھیننا چاہتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انت احقبہ مالم تنزوجی [1] جب تک کہ تو شادی نہ کر لے تو اس کی زیادہ حقدار ہے۔

---

[1] عبدالرزاق فی المصنف (١٢٥٩٦) و (١٢٥٩٧) و البیھقی فی السنن ٥/٨ و الدارقطنی (١٥٥/٢) وابوداود (٢٢١٦) والحاکم ٢٠٧/٢ و صححه و وافقه الذھبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المدونہ میں اسی طرح ہے۔ مصنف عبدالرزاق میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک باپ اور ماں نبی ﷺ کے پاس اپنے ایک بچے کا جھگڑا لے کر آئے، وہ عورت کہنے لگی کہ میرا خاوند میرا بیٹا لینا چاہتا ہے حالانکہ اس نے مجھے بئر ابی عتبہ سے پانی پلایا تھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

یا غلام هذا ابوك و هذا امك فخذ بيدأيهما شئت۔

بچے یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے جس کا تو چاہتا ہے ہاتھ پکڑ لے تو اس بچے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اس کو لے کر چلی گئی۔ (1)

بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے جب عمرۂ قضا کو ادا کیا اور وہ وقت پورا ہو گیا جس پر اہل مکہ سے فیصلہ ہو چکا تھا تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، کہنے لگے اپنے ساتھی سے کہہ اب یہاں سے چلے جاؤ، نبی ﷺ نکلنے لگے تو ان کے پیچھے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی چلی آئی اور کہنے لگی اے چچا! تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرے چچا کی بیٹی کو پکڑ لو، تو سیدنا علی، سیدنا زید اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہم یہ جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اسے میں لوں گا۔

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اس لیے اسے میں لوں گا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ دے دیا اور فرمایا۔

الخالة بمنزلة الام۔ کہ خالہ، ماں کے مرتبہ میں ہوتی ہے۔

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا ''**اشبهت خلقي و خلقي**'' تم نقل وصورت اور اخلاق میں میرے برابر ہو۔ اور سیدنا

(1) عبدالرزاق فی المصنف (١٢٦١١) والترمذی ١٣٥٧ و سعید بن منصور (٢٢٦١) عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ وھو صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زید رضی اللہ عنہ سے کہا انت اخونا و مولانا تم ہمارے بھائی اور دوست ہو۔ ❶

ظہار کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ، اور اس کے متعلق جو کچھ نازل ہوا

زجاج وغیرہ میں ہے کہ سیدہ خولہ بنت ثعلبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ اوس بن صامت نے مجھ سے شادی کی جبکہ میں نوجوان اور پسندیدہ تھی اس کے ہاں، اور اب جب کہ میری عمر گذر چکی، میرا پیٹ جھڑک چکا (یعنی اولاد زیادہ ہوگئی) تو اس نے مجھے اپنے لیے اپنے ماں کی طرح کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ماعندی فی امرك شئ

میرے پاس تیرے بارہ میں کوئی حکم نہیں ہے۔

تو اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی تکلیف کی شکایت کی اور کہا۔

اللھم انی اشکو الیك۔ اے اللہ میں تیری طرف ہی اپنی شکایت کرتی ہوں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے کہا اس میں یہ بھی تھا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اگر میں انہیں لے لوں تو وہ بھوکے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ظہار کا کفارہ نازل کر دیا۔ ❷

مفضل نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا:

هل تستطیع ان تعتق رقبة۔

کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم نہیں، آپ نے فرمایا:

فهل تستطیع شهرین متتابعین۔

کیا تو دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟

---

❶ البخاری (۲٦۹۹) و (٤۲٥۱) و مسلم ۱۷۸۳ عن البراء رضی اللہ عنہ

❷ ابن ماجه (۲۰٦۳) والحاکم ۲/٤۸۱ و صححه و وافقه الذهبی عن عائشه رضی اللہ عنہا واسناده حسن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کہنے لگا کہ میں یہ بھی نہیں کر سکتا کیونکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو پندرہ صاع دیدیئے پھر ایک اور آدمی نے بھی پندرہ صاع اسے دیدیئے اور پھر آپ نے اس کو ساٹھ صاع دیدیئے کہ ہر نصف صاع ایک مسکین کو کھلا دو۔ ❶

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کہا ائتنی بمکتل فیه ستون مدا من تمر کو ایک کو گرالاؤ جس میں ساٹھ مد کھجوریں ہوں، وہ لے آئے تو آپ نے فرمایا:

اطعمه ستين مسكينا عن نفسك و اهلك۔

یہ ساٹھ مسکینوں کو اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے کھلا دے۔

تو اوس نے کہا اے اللہ کے رسول کوئی آدمی بھی مجھ سے اور میرے اہل سے زیادہ محتاج ہونے کی حالت میں صبح شام نہیں کرتا۔ تو نبی ﷺ ہنس پڑے اور فرمانے لگے۔

كله انت و اهلك. ❷ جاؤ یہ خود کھالو اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

المدونہ وغیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے اس کو جو کھانا دیا وہ جو تھے۔ ❸

مالک کہتے ہیں کہ ظہار کا کفارہ ایک مدنی کس ہے اور یہ ہشام کے مد سے ہے جو نبی ﷺ کے دو مد اور تہائی مد کے برابر ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہر مسکین کو گندم وغیرہ کا ایک مد دیا جائے۔

امام ابوحنیفہ کہتے ہیں گندم یا آٹے کا نصف صاع ہو اور کھجور یا جو کا پورا صاع ہو، امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل ایک دوسری حدیث ہے اور ابوحنیفہ کی دلیل پہلی حدیث ہے۔

اسی طرح انہوں نے غلام آزاد کرنے کے متعلق اختلاف کیا تو مالک اور شافعی نے کہا کہ وہ غلام مومن ہو۔ ابوحنیفہ کہتے ہیں یہودی اور عیسائی بھی کافی ہیں۔

---

❶ الدارقطني في السنن ٣/٣١٦۔ ابو داود ٢٢١٤ عن خولة بنت مالك رضي الله عنها و اسناده حسن

❷ البيهقي في السنن ٧/٣٩٢ و ابوداود۔ مختصر ٢٢١٧ وهو حديث حسن لشواهده

❸ البيهقي في السنن (٧/٣٩٢ و ٣٩٣) و قال هذه روايات مختلفة و اكثرها مرسلة۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا لعان کے متعلق فیصلہ

اور بچے کو ماں کے ساتھ ملانا

مؤطا، بخاری اور نسائی میں زہری سے روایت ہے کہ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آیا اور اسے کہا بتاؤ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے تو وہ اسے مار ڈالے تو تم اس کو قتل کر دو گے یا پھر وہ کیا کام کرے، میرے لیے یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ دو، انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے پوچھی تو آپ نے اس سائل کے سوال کو پسند نہیں فرمایا یہاں تک کہ عاصم پر آپ کی بات بہت بھاری ہوگئی۔ جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو ان کے پاس عویمر آیا اور کہا کہ اے عاصم میں نے جس مسئلہ کے بارہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کا کہا تھا تو آپ نے اس کے بارہ میں کیا فرمایا ہے، تو عاصم نے عویمر کو جواب دیا مجھے تیری طرف سے کبھی بھی خیر نہیں پہنچی، بے شک میں نے نبی ﷺ سے وہ مسئلہ پوچھا، تو آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔

عویمر کہنے لگا اللہ کی قسم میں یہ مسئلہ آپ سے پوچھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تو عویمر نبی ﷺ کے پاس لوگوں کے درمیان آیا اور کہا اے اللہ کے رسول فرمایئے اگر کوئی آدمی اپنی عورت کے ساتھ کسی آدمی کو پائے تو اگر وہ اس کو قتل کر دے، تو کیا آپ بھی اس کو قتل کر دیں گے یا وہ کیا کرے، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

قد انزل الله فيك و فى صاحبتك۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے متعلق حکم نازل کر دیا ہے۔

بخاری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے متعلق حکم نازل کر دیا ہے تو جا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کو لے آ۔

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ان دونوں نے لعان کیا۔ بخاری نے زیادہ کیا کہ مسجد میں لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ آپ کے پاس تھا۔ جب وہ لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر کہنے لگے اگر میں اس کو رکھوں تو گویا کہ میں نے اس پر جھوٹ باندھا ہے، تو اس نے اسے تین طلاقیں نبی ﷺ کے حکم دینے سے پہلے پہلے دیدیں۔

مالک کہتے ہیں ابن شاب نے کہا پھر یہ عمل اس کے لعان کرنے والوں کا طریقہ بن گیا۔ ❶

ابن شہاب نے کہا بخاری میں ہے کہ اس کا بیٹا اسی کی طرف منسوب کیا جاتا تھا، پھر اس کی وراثت یہ سنت بن گئی کہ وہ اپنی ماں کا اور اس کی ماں اس بچے کی وارث قرار پائے گی۔ ❷

سہل نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

ان جاء ت به احمر قصيرا كانه ومرة فلا راها الاقد صدقت و كذبت عليها و ان جاء ت به اسود اعين ذا اليتين فلا اراها الاقد صدقة عليها۔

اگر اس بچے کو اس عورت نے چھوٹے قد والا جنا گویا کہ وہ نہایت زہریلی چھپکلی ہے پھر تو میرا خیال ہے کہ وہ عورت سچی ہوگی اور مرد نے اس پر جھوٹ باندھا ہے اور اگر اس نے اس کو سیاہ رنگ، موٹی آنکھوں اور بڑے سرینوں والا جنا تو پھر یہی سمجھتا ہوں کہ اس مرد نے سچ کہا ہے، راوی کہتا ہے پھر اس نے اسے ناپسندیدہ طریق پر جنا۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر اس نے اس کو بہت سیاہ رنگ والا جنا تو وہ ناپسند طریق ہوگا۔ ❸

اس حدیث میں ''اسحم'' کا لفظ ہے جس کے معنی سیاہ رنگ کے ہیں۔ اسی سے ہے کہ

---

❶ البخاری مختصرا (٤٢٣) و (٤٧٤٥) (٥٩٠٢) و مسلم ـ (١٤٩٢) و ابوداود (٢٢٤٥) عن سهل بن سعد الساعدی

❷ البخاری ٤٧٤٦ عن سهل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ

❸ البخاری ٤٧٤٥ و ٤٧٤٦ عن سهل بن سعد الساسعدی رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاہ کوے کو حاتم کہتے ہیں کیونکہ وہ کالا ہوتا ہے بعض نے کہا اس کو حاتم اس لیے کہتے ہیں کہ وہ جدائی کا اعلان اور فیصلہ کرتا ہے۔

بخاری میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں فرمایا

حسابکما علی اللہ احدکما کاذب فھل منکما تائب۔

تمہارا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے تم میں سے ایک تو ضرور جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے۔

یہ بات آپ نے تین بار فرمائی پھر ان میں جدائی کر دی۔ [1]

المستخرجہ میں ہے کہ اصبغ کے سماع میں اس طرح آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے لعان سے قبل یہ کہا ''اتق اللہ انزع عماقلت تجلد و تتوب الی اللہ یتوب اللہ علیك'' تو اللہ تعالیٰ سے ڈر جا، اپنی بات سے پھر جا، تجھے کوڑے تو مارے جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری توبہ ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالے گا۔

تو اس نے کہا جس ذات نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اس کی قسم ایسے نہیں بلکہ میں سچ کہہ رہا ہوں، چار دفعہ آپ بار بار اسے فرماتے رہے مگر وہ یہی جواب دیتا رہا پھر رسول اللہ ﷺ عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

یا فلانۃ اتقی اللہ وتوبی بذنبك یرحمك اللہ او تتوبی الی اللہ یتوب اللہ علیك۔

اے فلاں عورت اللہ سے ڈر جا اور گناہ اپنے سے رجوع کر لے اللہ تجھ پر رحم فرمائے یا فرمایا تو تو اللہ کی طرف توبہ کر اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول فرمائے گا۔

تو وہ کہنے لگی: نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچ کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس نے جھوٹ کہا ہے۔ نبی ﷺ نے اس کو چار دفعہ یہ بات فرمائی تو اس نے اسی طرح جواب دیا تو قرآن کی یہ آیات نازل ہو گئیں۔

---

[1] البخاری (۵۳۱۱ و ۵۳۵۰) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ o وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ o وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ o وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ o

(النور: ٦-٩)

"جو لوگ اپنی بیویوں پر برائی کی تہمت لگاتے ہیں اور اپنے علاوہ ان کا اور کوئی گواہ نہیں ہوتا تو وہ چار دفعہ یہ گواہی دے کہ میں سچوں میں سے ہوں اور پانچویں گواہی دے کہ اس (مجھ) پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہوں اور اس عورت سے اس حد اور سزا کو اس صورت میں ختم کیا جائے گا کہ وہ بھی (میں) یہ گواہی دے کہ میرا خاوند جھوٹ کہہ رہا ہے اور پانچویں دفعہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ سچوں میں سے ہو۔

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا فلان قم فتشهد اے" فلاں آدمی کھڑا ہو اور گواہی دے اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں کن الفاظ سے گواہی دوں؟ تو آپ نے فرمایا "قل اشهد بالله انی لمن الصادقين" کہہ دے میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں سچوں میں ہوں، چنانچہ اس نے چار دفعہ یہ کہا، پھر آپ نے اسے فرمایا: کہ پانچویں گواہی دے، اس نے کہا میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا:

قل لعنة الله علی ان كنت من الكاذبين۔

کہہ دے کہ اگر میں جھوٹوں میں سے ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

پھر آپ ﷺ نے عورت کو بلایا: تو فرمایا

"اتشهدين او ترجمك" تو گواہی دے گی یا ہم رجم کردیں؟ وہ کہنے لگی میں بھی گواہی دوں گی تو آپ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قولي: اشهد بالله انه لمن الكاذبين

تو کہہ دے کہ: میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ جھوٹوں میں سے ہے، چار دفعہ اس نے کہا، تو آپ نے اسے فرمایا: خمسی! پانچویں شہادت دے، اس نے کہا میں کیسے گواہی دوں؟ تو آپ نے فرمایا:

قولي غضب الله علي ان كان من الصادقين۔

تو کہہ کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر غصہ ہو اگر یہ سچوں میں سے ہو۔

چنانچہ اس نے اسی طرح کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قوما فقد فرقت بينكما ووجبت النار لاحدكما والولد للمرأة۔

تم دونوں کھڑے ہو جاؤ کہ میں نے تمہارے درمیان جدائی کر دی تم میں سے ایک پر آگ لازم ہو گئی ہے اور لڑکا عورت کا ہوگا۔

ابوداؤد میں ہے جب عورت نے چار دفعہ لعنت کی اور پانچویں دفعہ رہ گئی تو اسے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جا یہ پانچویں دفعہ والی گواہی واجب کرنے والی ہے جو تجھ پر عذاب کو واجب کر دے گی، وہ تھوڑی دیر رک گئی، پھر کہنے لگی اللہ کی قسم میں اپنی قوم کو کبھی بھی رسوا نہیں کروں گی، پھر اس نے پانچویں شہادت بھی دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان میں جدائی کر دی اور آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس عورت کے اس لڑکے کو باپ کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔ اور لڑکے اور اس کی ماں دونوں کو حرام کی تہمت نہ لگائی جائے، جو ان میں سے کسی کو حرام کی تہمت لگائے گا اس کو حد ماری جائے گی۔ اور آپ نے فیصلہ فرمایا کہ عدت گذارنے کیلئے اس کے خاوند کے ہاں اس کیلئے رہائش نہیں ہوگی اور نہ ہی نفقہ اس کو مل سکتا ہے کیونکہ ان میں طلاق کی وجہ سے یا خاوند کی وفات کی وجہ سے جدائی نہیں ہوئی اور آپ نے فرمایا:

ان جآءت به اصيهب اوشح اثيج حمش الساقين فهو لهلال بن امية وان جآءت به اورق اجعد جماليا خدلج الساقين سابغ الإليتين فهو للذى رميت به۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر لڑکا بھورے بالوں، پتلے سرین چوڑے پیٹ اور باریک پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو یہ ہلال بن امیہ کا ہوگا اور اگر گندمی رنگ، گھنگھریالے بالوں والا موٹا، بھاری پنڈلیوں اور بڑے سینہ والا ہوا تو یہ اس کا ہوگا جس کی اس کو تہمت لگائی گئی ہے۔

تو وہ اس کو ناپسند طریقے پر لائی [1] عکرمہ کہتے ہیں کہ بعد میں وہ مصر کا گورنر تھا اور اسے باپ کی طرف منسوب کر کے نہیں پکارا جاتا تھا۔ یعنی جب اس عورت نے بچہ کو جنم دیا تو وہ نبی ﷺ کے فرمان کی دوسری قسم سے تھا۔

بخاری میں ہے کہ عاصم بن عدی نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور کہنے لگا میں نے ایک بات کی تھی اس لیے اس آزمائش میں مبتلا ہوگیا۔ [2]

بخاری کے علاوہ دیگر کتب میں ہے کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ جب اس سلسلہ میں حاضر ہوا تو ان کی عمر پندرہ سال تھی اور اس کے بعد پچاسی سال زندہ رہے اور سو سال کے ہو کر فوت ہوئے اور نبی ﷺ کے صحابہ میں یہ آخری صحابی تھے جو مدینہ میں فوت ہوئے اور مدینہ میں آپ ﷺ کے بعد سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور کے علاوہ کوئی لعان نہیں ہوا۔

---

[1] ابوداود ٢٢٥٦ عن ابن عباس و اسناده ضعيف۔

[2] البخاری ٥٣١٠ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب البیوع

بیع سلم اور سود کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور پیوند کاری کے بعد کھجور کا درخت بیچنے پر سوداگروں کا اختلاف اور بیع خیار کا حکم

بخاری و مسلم میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو وہ ڈری کھجوروں میں دو، دو سال تین، تین سال تک قرض کا معاملہ کرتے تھے، اصیلی نے دلائل میں اضافہ کیا کہ پھر آپ نے انہیں منع فرمادیا۔ ❶

ابوداؤد میں ہے کہ ایک آدمی نے ایک دوسرے آدمی کو ایک کھجور کے درخت کے عوض قرض دیا، تو اس سال کھجوروں نے پھل نہ دیا، تو وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس جھگڑا لے کر آئے تو آپ نے فرمایا۔

بم تستحل ماله۔

یعنی کس عوض میں تو نے اپنے مسلمان بھائی کا مال اپنے اوپر حلال کرلیا۔

اسے اس کا مال واپس کردے۔

پھر آپ نے فرمایا:

لاتسلفوا فی النخل حتیٰ یبدو صلاحه۔ ❷

پھل پکنے سے پہلے کھجور کے درخت کے عوض میں قرض نہ دیا کرو۔

اوران دونوں کتب اور الدلائل میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

من اسلف فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم۔

---

❶ البخاری (۲۲۳۹) و مسلم (۱۶۰۴) و ابوداود (۳۴۶۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

❷ ابو داود ۳۴۶۷ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما و اسناده ضعیف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو آدمی قرض دے تو معلوم اور متعین ماپ اور تول اور وقت تک دے۔ ❶

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے دور میں دیکھا کہ وہ جب کوئی غلہ خریدتے تو اس کو گھر پہنچانے سے پہلے وہاں پر ہی بیچنے کے ڈر سے مارتے تھے۔ نسائی میں بھی اسی طرح ہے۔ ❷

مؤطا اور بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں اسی طرح ایک عامل بھیجا تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم ہم دو صاع کے عوض لیتے ہیں اور اسی طرح تین بھی لیتے ہیں، آپ نے فرمایا اس طرح نہ کیا کرو بلکہ دراہم کے عوض فروخت کر دو، پھر رقم کے بدلہ میں عمدہ کھجوریں لے لو۔

بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ نے ترازو کے متعلق بھی اسی طرح فرمایا اور مسلم میں بھی اس طرح ہے اور اس میں یہ زیادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ھذا عین الربا ❸ یہ تو اصل سود ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

هذا الربا فردوه ثم بيعوا لنا تمرا واشتروا لنا من هذا۔ ❹

یہ سود ہے، اسے واپس کر دو۔ ہماری کھجوریں فروخت کر کے اس قیمت سے ایسی کھجوریں ہمارے لیے خرید لیا کرو۔

مؤطا امام مالک میں یحیٰی بن سعید سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے دونوں سعدوں رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ غنیمت والے سونے اور چاندی کے برتنوں کو فروخت کر دیں تو انہوں نے چار کے عوض تین فروخت کر دیے اور اسی طرح ہر تین کے عوض چار کا سودا کر دیا تو

---

❶ البخاری ٢٢٤٠ و مسلم (١٦٠٤ و ١٢٧) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

❷ البخاری (٢١٣١) و مسلم (١٥٢٦ و ٣٨) عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

❸ البخاری (٢٣٠١) (٢٢٠٢) و مسلم (١٥٩٣) و الموطا (٦٢٣/٢)

❹ مسلم (١٥٩٣ و ٩٧) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے فرمایا: اربیتما فردا یہ تم نے سودی کاروبار کیا ہے لہٰذا اس کو واپس کردو۔ ❶

مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر کے دن ایک ہار لایا گیا جس میں کوڑیاں اور سونا تھا اور یہ مال غنیمت تھا اسے فروخت کرنے جا رہا تھا، آپ نے حکم دیا تو سونا نکال کر الگ کیا گیا پھر آپ نے فرمایا: ''الذهب بالذهب وزنا بوزن'' سونا سونے کے عوض برابر برابر تول کر فروخت کیا جائے۔

ابوداؤد میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لا یباع حتی یفصل ❷ کہ ہار کو کھولے بغیر فروخت نہ کیا جائے۔

موطا اور بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من باع نخلا قد ابر فثمرها للبائع الا ان یشترطها المبتاع ومن باع عبدا وله مال فماله للبائع الا ان یشترطه المتباع. ❸

جس نے کھجور کے درخت پیوند کاری کے بعد فروخت کیے اگر خریدنے والا پہلے شرط نہ کرلے تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہوگا۔ اسی طرح جس نے کوئی غلام فروخت کر دیا جس کا کچھ مال بھی ہو تو، اگر خریدنے والا پہلے شرط نہ کرلے تو وہ مال فروخت کرنے والے کا ہوگا۔

اصیلی کی دلائل میں ہے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مالک کی پیوند کاری کے بعد ایک آدمی نے کھجور کے درخت خریدے تو وہ یہ جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے گیا، آپ نے فرمایا پھل اس کے اس مالک کو ملے گا جس نے ان کی پیوند کاری کی، ہاں اگر خریدنے والے نے پہلے شرط کی ہو تو پھر وہ خریدنے والے کا ہوگا۔

مصنف عبدالرزاق میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی سے اونٹ خریدا اور چار دن خیار کی شرط کرلی تو رسول اللہ ﷺ نے اس بیع کو باطل قرار دے دیا

---

❶ مالك في الموطا ٢٠٦٣ البيوع باب بيع الذهب والفضه تبرا و عينا۔ مرسلا

❷ مسلم (١٥٩١) و ابو داود (٣٣٥٢) عن فضالة بن عبيد رضی اللہ عنہ

❸ بخاری (٢٣٧٩) و مسلم (١٥٤٣) و الموطا (٦١٧/٢) عن عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا ''الخیار ثلاثة ایام'' [1] یعنی خیار صرف تین دن تک ہے۔

یہ رائے ہشام بن یوسف اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ہے۔ اسی طرح مصنف میں بھی اصلی کے دلائل میں ہے کہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کا یہی قول ہے کہ خیار تین دن سے زائد نہیں ہے۔

ابویوسف اور محمد بن حسن کا قول امام مالک کی طرح ہے کہ خیار لوگوں کے روزمرہ معمولات اور عادات کے مطابق ہوگا، ان کی دلیل یہ ہے کہ جو شخص ایک دور کے اطراف واکناف والی جائیداد خریدتا ہے یا ایک ہزار اونٹ ان کی چراگاہ سمیت خرید لیتا ہے تو وہ اس شخص کی طرح تو نہیں ہوسکتا جو ایک بکری، ایک اونٹ یا ایک کپڑا خرید کرے۔

سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا:

المتبایعان بالخیار مالم یفترقا.

خرید وفروخت کرنے والے جب تک الگ الگ نہ ہوں، تو دونوں کو سودا منسوخ کرنے کا اختیار ہے۔

مؤطا اور بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المتبایعان بالخیار مالم یفترقا الا بیع الخیار۔ [3]

دو خرید وفروخت کرنے والے جب تک الگ الگ نہ ہوجائیں، تو انہیں اختیار ہے، مگر وہ بیع کہ جس میں خیار ہو۔

ابن حبیب الواضحہ میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث نبی ﷺ کے قول:

اذا اختلف البیعان فالقول قول البائع او یترادان۔ [4]

---

[1] احمد فی المسند (۳۰/۲) و (٤٨٥٢) والنسائی فی الکبری (٤٩٩٣) والبیهقی فی السنن (٣٢٥/٥) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما وهو صحیح و سنده منقطع۔

[2] عبدالرزاق فی المصنف و فی اسناده ابان بن ابی عیاش قال عبدالحق لا یحتج بحدیث

[3] البخاری (٢١٠٧ و ٢١٠٩) و مسلم (١٥٣١، ١٣) ابن حبان ٣٩١٣ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

[4] احمد فی المسند ٤٦٦/١، ٤٤٤٤، ٤٤٤٥) و ابن ابی شیبة ٢٢٧/٦۔ والبیهقی فی السنن ٣٣٢/٥ والترمذی (١٢٧٠) والشافعی فی السنن ٣٣٢/٥ و قال هذا حدیث منقطع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب دو خرید و فروخت کرنے والے اختلاف کریں تو فروخت کرنے والے کی بات مانی جائے گی یا پھر وہ دونوں اپنا اپنا مال واپس کرلیں۔

المدونہ میں ہے:

اذا اختلف المتبایعان استحلف البائع ثم المبتاع بالخیار ان شآء اخذ وان شآء حلف و ترک۔ ❶

جب دو بیع کرنے اختلاف کریں تو فروخت کرنے والے سے قسم لی جائے گی اس کے بعد خریدنے والے کو اختیار ہوگا وہ چاہے تو مال لے لے اور چاہے تو قسم اٹھا کر سودا چھوڑ دے۔

اشہب نے کہا کہ حدیث:

البیعان بالخیار مالم یفترقا۔

دو خرید و فروخت کرنے والے جدا ہونے تک اختیار رکھتے ہیں۔

پر عمل نہیں ہے اور روایت کیا جاتا ہے کہ یہ منسوخ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المسلمون عند شروطھم ❷ مسلمان اپنی شرائط پر کے نزدیک ہوتے ہیں۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا اختلف البیعان استحلف البائع۔ ❸

جب لین دین کرنے والے اختلاف کریں تو فروخت کرنے والے سے قسم لی جائے۔

اس کو مالک نے مرسل طور پر روایت کیا۔ اور یہ روایت الدلائل میں یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ابن عجلان نے عون بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت کیا۔

---

❶ النسائی فی المجتبیٰ ۳۰۳/۷ قالہ الزیلعی فی نصب الرایہ (۱۰۶/۴) واسنادہ حسن۔

❷ رواہ الحاکم فی المستدرک ۴۹/۲ و صححہ الحاکم فی المستدرک قال الذھبی کثیر بن زید ضعفہ النسائی۔

❸ الدارقطنی فی السنن (۱۸/۳) عن عبداللہ بن مسعود و فی اسنادہ عبدالملک بن عبیدہ قال الحافظ فی التقریب مجھول الحال۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفیان ثوری، معن بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ قاسم بن ابی بکر نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے خشک کھجوروں کو تر کھجوروں کے عوض بیچنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے سوال کیا ''اینقص الرطب اذا یبس؟'' کیا خشک ہونے کے بعد تر کھجوریں کم ہو جاتی ہیں؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں کم ہو جاتی ہیں تو آپ نے اس سے منع فرما دیا۔ ❶

ابوعمرو اشبیلی وغیرہ کہتے ہیں اس حدیث سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ صنعتیں ان کے اہل لوگوں کی طرف ہی لوٹائی جائیں۔ کیونکہ جب واضح ہو گیا کہ تر (تازہ) کھجوریں جب خشک ہو جائیں کم ہو جاتی ہیں تو یہ بات اہل معرفت کے سپرد کر دی۔

تجارتی قافلوں کو راستہ میں جا کر ملنے، جانوروں کے تھنوں میں دودھ روک کر بیچنے، عیب دار چیز واپس کرنے اور آمدن کے ضامن ہونے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

مصنف ابن سکن میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لا یبیع بعضکم علی بیع بعض الا الغنائم والمواریث'' ❷

غنیمتوں اور وراثتوں کے علاوہ تم میں سے کوئی بھی دوسرے کی بیع (سودے) پر بیع (سودا) نہ کرے۔

اس پر امام بخاری نے باب باندھا کہ ''قافلوں کے آگے راستہ میں جا کر ملنے سے بیع مردود ہو جاتی ہے اور ایسا کرنے والا گنہگار اور نافرمان ہوتا ہے بشرطیکہ اس کو اس بات کا علم ہو اور ایسا کرنا بیع میں دھوکا ہے اور دھوکا جائز نہیں ہے۔

---

❶ مالك في الموطا (٦٢٤/٢) والترمذي (١٢٣٥) والنسائي (٢٢٩/٧) و ابن ماجه (٢٢٦٤) و قال الترمذي حديث حسن و صححه ابن حبان و ابن خزيمه والحاكم ٣٨/٢-٣٩ وله شاهد مرسل جيد عند البيهقي في السنن ٢٩٥/٥ عن عبدالله بن ابي سلمة رضي الله عنه ❷ البخاري ٢١٣٩ عن ابن عمر سوى الجملة الاخرة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤطا، بخاری، مسلم اور نسائی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاتلقوا الركبان للبيع ولا يبيع بعضكم على بيع بعض ولا تناجشوا ولا يبيع حاضر لباد ولا تصروا الابل والغنم فمن ابتاعها بعد ذالك فهو بخير النظرين بعد ان يحلبها ان رضيها امسكها وان سخطها ردها وصاعاً من تمر۔ ❶

قافلوں کو آگے جا کر راستہ میں انکا مال خریدنے کے لیے نہ ملو اور ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرو اور کھوٹ نہ ملاؤ اور کوئی شہری آدمی کسی دیہاتی کے لیے فروخت نہ کرے اور اونٹنیوں اور بکریوں کو فروخت کرنے کیلئے انکا دودھ تھنوں میں نہ روکو، جس نے اس طرح بیچا تو خریدنے والا دودھ نکالنے کے بعد اختیار رکھتا ہے چاہے تو پسند کر کے روک لے اور نہ چاہے تو واپس کردے اور ساتھ ایک صاع کھجوریں بھی دے دے۔

ابوداود میں ہے: ردها و معها مثل او مثلی لبنها قمحا۔ ❷

وہ واپس کردو اور اس کے ساتھ اتنا یا اس سے دوگنا دودھ کے عوض گندم دے دو

بخاری و مسلم کی ایک اور حدیث میں آتا ہے۔

فمن ابتاعها فهو بالخيار ثلثة ايام ان شآء امسكها و ان شآء ردها وصاعا من تمر لاسمراء. ❸

تو جو اس کو خریدے تو اسے تین دن تک اختیار ہے، چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو واپس کردے اور ایک صاع کھجوریں دیدے نہ کہ گندم۔

نسائی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تلقوا الجلب فمن تلقاه فاشترى منه فاذا اتى صاحبه السوق فهو بالخيار. ❹

---

❶ البخاری ٢١٥٠ و المؤطا ٦٨٣/٢ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ

❷ ابو داود (٣٤٤٦) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما و فی السناده ضعف۔

❸ البخاری (٢١٤٨) مسلم (٥٢٤ و ٢٥) عن ابی هريره رضی اللہ عنہ

❹ النسائی فی المجتبیٰ (٤٥٠١) عن ابی هريره رضی اللہ عنہ وهو حديث صحيح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قافلوں کو آگے جا کر راستہ میں نہ ملو، جو شخص ایسا کرے اور کچھ اس سے خرید لے تو جب اس مال کا مالک بازار آئے اور نرخ دیکھ لے تو بیع کو نافذ کرنے یا فسخ کرنے کا اسے اختیار ہوگا۔

اور نسائی میں ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا:

ان الخراج بالضمان۔ ❶

کہ آمدن ضمانت کی وجہ سے ہے۔

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ غلہ کا حکم ضمانت کے ساتھ ہے۔ امام ابوحنیفہ نے بیع مصراۃ کی واپسی کے ابطال میں اسی سے دلیل لی ہے اور ان کے نزدیک اس کے دودھ کے بغیر واپسی جائز نہیں اور نہ اس کا دودھ فروخت کرنا درست ہے اور وہ عیب کی قیمت کے ساتھ لوٹے گا۔ اس مسئلہ میں انہوں نے الخراج بالضمان والی حدیث پر قیاس کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے حکم اور فرمان کی مخالفت کی ہے۔

ابوداود میں ہے کہ ایک آدمی نے ایک غلام خریدا تو وہ اس کے پاس کچھ عرصہ ٹھہرا پھر اس نے اس میں عیب پایا تو وہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا، آپ نے اس بیچنے والے کو غلام واپس کر دیا، اس نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے میرے غلام سے خدمت لی ہے تو آپ نے فرمایا آمدن ضمانت کے عوض میں ہے۔ ❷

اور صحیح بات وہی ہے جس پر مالک اور شافعی وغیرہ ائمہ نے اتفاق کیا ہے کہ مصراۃ کا حکم علیحدہ ہوگا، اس کو کسی پر قیاس نہیں کیا جائے گا اور اس پر علماء کا اجماع بہت بڑی دلیل ہے کہ جب تک فروخت شدہ چیز فوت نہ ہوا سے تو بوجہ عیب واپس کیا جاتا ہے اور اس کا دودھ نکالنے سے اس کی واپسی کا وقت فوت نہیں ہوتا کہ جس کا رکھنا ضروری ہو جائے اور عیب کی قیمت واپس لی جائے۔ یہ غلط ہے۔

---

❶ النسائی (٢٥٤/٧ و ٢٥٥ و ٤٤٩) والترمذی (١٣٨٥) و صححه الترمذی و ابن حبان و ابن الجار و دوالحاکم۔

❷ البخاری (٢٤٠٢) و مسلم (١٥٥٩) و مالک (٢٦٨٧) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفلس قرار دے کر بندش عائد کر دینے، قیمت ادا کرنے سے قبل فوت ہو جانے اور بے علمی میں چوری کا مال خریدنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم

موطا اور بخاری ومسلم اور نسائی میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''ایما رجل افلس فادرك الرجل ماله بعينه فهو احق به من غيره''❶

جو آدمی بھی مفلس ہو جائے تو اس کے پاس اگر کوئی آدمی بعینہٖ اپنا مال پالے تو باقی لوگوں کے علاوہ اس مال کا وہ زیادہ حق دار ہے۔

موطا امام مالک میں ابن شہاب ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایما رجل باع متاعا فافلس الذى ابتاعه منه ولم يقبض الذى باعه من ثمنه شيئا فوجده بعينه فهو احق به وان مات الذى ابتاعه فصاحب المتاع اسوة الغرما۔ ❷

جو آدمی بھی کوئی سامان فروخت کرے، پھر خریدنے والا مفلس ہو جائے اور بیچنے والے نے بھی قیمت وصول نہ کی ہو اگر وہ اپنا اصل مال پالے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے اور اگر خریدنے والا فوت ہو جائے تو یہ بیچنے والا بھی دیگر قرض خواہوں کی طرح ہوگا۔

یہی قول امام مالک کا ہے۔

امام شافعی نے ابن ابی ذئب عن معتمر عن عمر بن خالد عن ابی ہریرۃ والی اس حدیث کو

---

❶ ابو داود (٣٥١٠) عن عائشة و اسناده ضعيف

❷ البخاری (٢٤٠٢) و مسلم (١٥٥٩) و مالك ٢٦٧٨ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنایا ہے کہ نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا:

ایما رجل مات او افلس فصاحب المتاع احق بمتاعه اذا وجده بعينه.

جو آدمی مر جائے یا مفلس ہو جائے تو اس کے سامان کا مالک جب بعینہ اپنا سامان پالے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

احمد بن خالد نے اپنی مسند میں کہا ہے کہ ابن ابی ذئب کی حدیث زہری کی حدیث کے معارض نہیں ہے۔نسائی نے کہا ابن ابی ذئب ضعیف ہے۔

دلائل اصیلی میں عکرمہ بن خالد سے روایت ہے کہ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اسے حدیث بیان کی کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا کہ جب کس کی چوری ہو جائے ،اور اگر وہ مال اصلی شکل میں مل جائے تو اس کا مالک اس کا زیادہ حقدار ہے۔ جب یہ بات مروان کو لکھی گئی تو میں اس وقت یمامہ کا حاکم تھا، میں نے مروان کو لکھا کہ نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے۔

اذا وجدت السرقة عند رجل وهو غير متهم فان شآء سيدها اخذها بالثمن واتبع سارقه.

جب مال مسروقہ ایسے شخص کے پاس مل جائے جس کو چوری کی تہمت نہیں لگائی جاسکتی ہو تو اس کا مالک اگر چاہے تو وہ چیز قیمتاً لے سکتا ہے اور چوری کرنے والے کا پیچھا کیا جائے۔

پھر آپ کے بعد سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم نے اسی طرح فیصلہ کیا تو مروان نے یہ خط سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچا دیا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا کہ تم اور ابن حضیر مجھ پر اپنا فیصلہ میری ولایت میں نہیں کر سکتے بلکہ میں تجھ پر فیصلہ کرتا ہوں، اس لیے جس طرح میں نے حکم دیا اسی طرح فیصلہ کرو اور جب بات میں تکرار آ گیا اور بات زیادہ بڑھ گئی تو مروان نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط مجھے پہنچا دیا، میں نے کہا کہ میں تو جب تک حاکم ہوں، میں اس طرح کا فیصلہ نہیں کروں گا۔ [1]

[1] ذكره الهندى فى كنزالعمال (٣٠٣٧١) و ابونعيم عن اسيد بن ظهير (٣٠٣٧٢) و قال رواه الطبراني عن اسيد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیسا پوری نے کہا کہ اسحٰق بن راہویہ کے علاوہ دوسرے فقہاء میں سے کسی کو میں نہیں جانتا کہ اس نے اس حدیث کو اپنایا ہو۔ امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا کہ آپ ابن اسید کی حدیث کی طرف جاتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: نہیں اس میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے میں اس حدیث کو اپناتا ہو جو ہشیم نے موسیٰ بن السائب عن قتادہ عن حسن عن سمرۃ روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ومن وجد ماله عند رجل فهو احق به. ❶

جو شخص اپنا مال کسی بھی آدمی کے پاس موجود پائے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

آفات سے تباہ ہونے والا مال اور اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم

بخاری، مسلم اور نسائی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ارئيت ان منع الله الثمرة بم ياخذ احدكم مال اخيه.

تمہارا کیا خیال ہے اگر اللہ تعالیٰ درختوں کے پھل کو تم سے روک لے تو پھر تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کا مال کس چیز کے بدلہ میں لیتا ہے۔

ایک دوسری حدیث ہے۔

بم يستحل احدكم مال اخيه. ❷

تم میں سے کوئی کس عوض میں اپنے مسلمان بھائی کا مال حلال سمجھتا ہے۔

مؤطا میں امام مالک نے مرفوع ذکر کیا ہے۔

مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آفات ناگہانی سے تباہ

---

❶ احمد فی المسند (۱۰/۵) و ابو داود (۳۵۳۱) والنسائی (۳۱۳/۷) عن سمرة رضی اللہ عنہ والحسن لم يسمع من سمرة الاحاديث العقيقة۔ وقتادة بن دعامة السدوسي ايضا مدلس

❷ البخاری (۲۱۹۸) و مسلم (۱۵۵۵) و مالك (۶۱۸/۲) عن انس رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے والے مال کو معاف کرنے اور چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ ❶

امام مالک نے اس سے دلیل لی ہے کہ جب ہلاک شدہ مال قلت کو پہنچ جائے تو اسے معاف کر دینا چاہیے۔

امام شافعی نے اپنے دو اقوال میں سے ایک اور ابو حنیفہ اور لیث اور سفیان ثوری نے کہا ہے کہ جب پھل پکنے کے بعد فروخت کیے جائیں تو جیسی بھی ہلاکت ہو اس کا خریدے ہوئے مال پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور معافی ضروری نہیں ان کی دلیل وہ حدیث صحیح ہے کہ نبی ﷺ کے وقت میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر کچھ پھل خریدنے کی وجہ سے بہت زیادہ قرض ہو گیا تھا تو آپ نے فرمایا:

تصدقوا عليه یعنی اس پر صدقہ کرو

تو لوگوں نے صدقہ کیا مگر اس سے ان کا قرض ادا نہ ہوا تو آپ نے قرض خواہوں کو فرمایا:

خذوا ما وجدتم وليس لكم الا ذالك.

جو کچھ تمہیں مل رہا ہے وہ لے لو اس کے علاوہ تمہیں اور کچھ نہیں ملے گا۔

آپ کے اس فرمان میں کہ ”تمہیں یہی کچھ ملے گا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا“ اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ جب شئی معدوم ہو جائے تو اس پر کچھ بھی نہیں۔

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو ۹ھ میں مفلس قرار دیا گیا اور ان کو ان کے حقوق پانچ ساتویں حصے دلائے صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول اسے ہم بیچ ڈالیں، تو آپ نے فرمایا بس اسے چھوڑو، اب اس پر تمہارا کوئی راستہ نہیں ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا:

لعل الله ان يجبرك شاید کہ اللہ تعالیٰ تیرے نقصانات کی کمی دور کر دے اور یہ واقعہ ان کے غزوہ سے فارغ ہونے کے بعد ۹ھ ربیع الآخر میں پیش آیا، اور یہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں نبی ﷺ کی وفات کے بعد یمن سے واپس تشریف لائے، ان کے پاس کچھ بکریاں

---

❶ مسلم (۱۵۵٤، ۱۷) و مالك ۲/ ٦۱۸ عن انس رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی تھیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ تو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مجھے اپنی ذاتی طور سے ملی ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کس طریقہ سے، تو انہوں نے کہا مجھے بطور ہدیہ و اعزاز ملی ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ان کا ذکر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ضرور کرنا۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ بات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر نہیں کروں گا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ جب سوئے تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارہ پر ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انہیں پیچھے سے پکڑے ہوئے ہیں تاکہ وہ جہنم میں نہ جائیں تو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور اس کا ذکر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا کر کیا تو انہوں نے ان ہدیوں کی گنجائش اس حدیث سے نکال لی "لعل الله ان يجبرك" کہ شاید اللہ تعالیٰ تیرے نقصانات پورے کردے۔ یہ حدیث میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ تو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے قرض خواہوں سے بقایا حقوق بھی ادا کر دیئے [1] اسے طبری نے ذکر کیا ہے۔

مگر اس حدیث میں امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے لیے آفت کے نقصان کے ساقط کرنے کی کوئی حجت نہیں کیونکہ کبھی وہ مشتری سے ساقط کرنے کے باوجود وہ ساری قیمت ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اس کی ضرورت پوری نہیں ہوتی، یہ اصیلی نے کہا۔

نبی ﷺ نے فرمایا

خمس من الجوائح الريح والبرد والحريق والجراد والسيل. [2]

تباہ کرنے والی پانچ چیزیں ہیں۔ ہوا، اولے، آگ، ٹڈی اور سیلاب۔

بخاری میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پھلوں کی خرید و فروخت کرتے تھے اور جب قیمت لینے کا وقت آتا تو خریدنے

---

[1] ابن ماجه (٢٣٥٧) مختصرا و ابن سعد في طبقاته ٣/٤٤١ و في اسناده عيسى بن النعمان لم نقف على ترجمته وله شواهد ما رواه مسلم ١٥٥٦ عن ابي سعيد

[2] ماتجده بهذا اللفظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا کہتا کہ پھل کو بیماری لگ گئی دمان یا قشام و دیگر بیماریاں اور آفات اور اس وجہ سے وہ جھگڑتے تھے، پھر جب آپ کے پاس جھگڑے زیادہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا:

اما الآن فلا تتبایعوا حتی یبدو صلاح الثمر

آئندہ کھانے کے قابل ہونے سے پہلے والے پھلوں کی خرید وفروخت نہ کیا کرو۔

آپ کے پاس زیادہ جھگڑوں کی وجہ سے آپ نے بطور مشورہ دینے والے کے انہیں اس بات کی طرف اشارہ دیا۔ [1] اور درست قول امام شافعی کا قول ہے ان دو اقوال میں سے، ایک یہ کہ ہلاکت قلیل اور کثیر سب میں ہو جاتی ہے اور یہی قول امام احمد اور ابو عبید کا ہے۔

جو شخص خرید وفروخت میں دھوکا کرے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم اور کسی کھانے کے عوض میں کوئی چیز رہن رکھنا اور دھوکا وغیرہ نہ کرنے کا عہد لینا اور رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ عداء سے خریدا ہے اسے لکھنے کا ذکر

مؤطا اور بخاری میں ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ذکر کیا کہ وہ خرید وفروخت میں دھوکہ کھا جاتا ہے تو آپ نے اسے فرمایا ''اذا بایعت فقل لا خلابة'' کہ جب خرید وفروخت کرو تو اسطرح کہا کرو ''لا خلابة'' یعنی دھوکہ نہ دینا تو وہ شخص جب بھی بیع کرتا تو کہتا۔ ''لا خلابة'' [2]

اور ان مذکورہ کتابوں کے علاوہ دیگر کتب میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

---

[1] البخاری ۲۱۹۳ معلقا۔ قال الحافظ لم اره موصولا من طریق اللیث و قد رواہ سعید بن منصور عن ابی الزناد و عن ابیه نحو حدیث اللیث [2] البخاری (۲۱۱۷) و (۲۴۰۷) و (۲۴۱۴) و مسلم (۳۳۱۵) و مالك (۶۸۵/۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذا بايعت فقل: "لاخلابة" وانت بالخيار ثلا ثا بعد بيعك. ❶

جب خرید وفروخت کرو تو کہو "لاخلابة" یعنی مجھے دھوکہ نہ دینا اور تجھے اپنی بیع کے بعد تین دن تک واپسی کا اختیار ہے۔

اس مذکورہ شخص کا نام حبان بن منقذ ہے۔

المدونہ میں ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تمہاری بیوع پر غور کیا تو میں تمہارے لیے اس ضمانت اور کفالت کے علاوہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبان بن منقذ کے لیے مقرر فرمائی تھی اس سے بہتر کچھ نہیں پاتا اور یہ ضمانت اور کفالت تین دن تک ہے۔ اس کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فیصلہ کیا تھا۔

مصنف ابوداود میں سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عهدة الرقيق ثلثة ايام ❷ سلام کی ضمانت تین دن تک ہے۔

بخاری میں ہے کہ عداء بن خالد نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لکھ کر دیا

هذا ما اشترى محمد رسول الله من العدّاء بن خالد بيع المسلم للمسلم لاداء ولا خبثة ولا غائلة. ❸

یہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عداء بن خالد ❹ سے خریدا، یہ مسلمان کی مسلمان سے بیع نہ کوئی بیماری ہے، نہ گندگی ہے، اور نہ دھوکا ہے۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: غائلہ سے مراد زنا کرنا، سرقہ کرنا اور بھاگ جانا ہے۔

اور بخاری کے علاوہ اصیلی کتاب الفوائد میں اپنے اساتذہ سے روایت کرتے ہیں کہ

---

❶ الحاكم ٢٢/٢ و البيهقي ٢٧٣/٥ و ابن حبان (٢٣٥٥) و صححه الحاكم و قال في التلخيص صحيح

❷ ابو داود (٣٥٠٦ و ٣٥٠٧) اسناده منقطع الحسن لم يصح سماعه من عقبة

❸ البخاري معلقا في البيوع باب رقم ١٩ والترمذي (١٢١٦) و ابن ملجه (٢٢٥١) و قال الترمذي هذا حديث حسن غريب

❹ العداء بن خالد صحابی ہیں اور قلیل الحدیث میں حنین کے بعد مسلمان ہوئے بصرہ کے دیہاتوں سے تھے بنو ربیعہ سے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عداء بن خالد نے نبی ﷺ سے ایک غلام خریدا اور اس پر ایک ضمانتی تحریر رکھ دی۔

ابن فخار نے علی بن عطار کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ عداء بن خالد نے ایک غلام نبی ﷺ سے خریدا تو آپ نے اسے یہ لکھ کر دیا۔

هذا ما اشترى العداء بن خالد من محمد رسول الله ﷺ.

یہ ہے جو رسول اللہ ﷺ سے عداء نے خریدا۔

اس میں راوی کو شک ہے کہ آپ سے انہوں ایک غلام یا ایک لونڈی خریدی۔ ❶

اور عداء کا نام اپنے نام سے پہلے ذکر کیا اور یہ سب بخاری کے ذکر کردہ کے خلاف ہے۔

نبی ﷺ نے اوطاس کے قیدیوں کے دن فرمایا:

لاتوطأ حامل حتى تضع ولا حائض حتى تحيض.

کہ کسی حاملہ عورت سے وضع حمل سے پہلے وطی نہ کی جائے اور نہ ہی حائضہ عورت سے، یہاں تک کہ وہ حیض سے فارغ ہو جائے۔ ❷

بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے بطور قرض کچھ کھانا خریدا اور اس کے پاس آپ نے ایک لوہے کی درع بطور رہن دی ❸

اس حدیث پر امام بخاری نے تین باب لگائے ہیں

(۱) نبی ﷺ کا کوئی چیز بطور قرض خریدنا پھر اس باب کے تحت حدیث ذکر کی۔

(۲) بیع سلم میں کفیل کا ذکر پھر اس باب کے تحت حدیث بیان کی۔

(۳) بیع سلم میں کوئی چیز رہن رکھنا، پھر اس باب کے تحت حدیث ذکر کی۔

بخاری میں بھی ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی درع ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض میں رہن رکھی ہوئی تھی

---

❶ البيهقي في السنن ٣٢٨/٥ والدارقطني ٧٧/٣ وهو حديث صحيح۔

❷ ابوداود (٢١٥٧ عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه وهو حديث صحيح

❸ البخاري (٢٠٦٨) عن عائشه رضي الله عنها

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو آپ ﷺ نے اپنے گھر کے لیے اس سے لیے تھے۔ ❶

مصنف ابن سکن میں ہے کہ ایک وسق جو کے بدلہ میں رہن رکھی تھی جو اپنے گھر کے لیے اس سے لیے تھے۔

المدونہ میں ہے کہ سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا وہ آپ سے کچھ مانگ رہا تھا، اس نے آپ کے ساتھ سختی کی تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا میں تجھے دیکھ رہا ہوں تو جو کچھ بھی رسول اللہ ﷺ کو کہے گا میں تجھ سے اس کا بدلہ لوں گا، آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دے کیونکہ یہ اپنا حق مانگ رہا ہے، پھر آپ نے اس آدمی سے فرمایا:

انطلق الی فلان فلیبعنا طعاما الی ان یاتینا شیء.

فلاں شخص کے پاس جا اور اس سے کچھ کھانا ہمارے پاس کچھ مال کے آ جانے تک ادھار پر خرید لا۔

تو اس یہودی نے انکار کیا اور کہا کہ کوئی چیز رہن رکھے بغیر میں انہیں کوئی چیز ادھار نہیں دوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا

"اذھب الیہ بدرعی اما واللہ انی لامین فی السماء وامین فی الارض" ❷

میری یہ درع لے جاؤ اللہ کی قسم میں آسمان میں امانت دار ہوں اور زمین پر بھی۔

بخاری کے علاوہ دوسری کسی کتاب میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہودی سے وہ جو ایک مہمان کے لیے لیے تھے جو رات کو آپ کے پاس آیا تھا، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی ادائیگی کر دی تھی۔

---

❶ البخاری (٢٩١٦) عن عائشہ رضی اللہ عنہا

❷ البیھقی فی السنن ٥/٨ عن ابی بکر رضی اللہ عنہ اسنادہ ضعیف۔ و ابن عدی فی الکامل ٣١٨/٦ عن انس و فی اسنادہ میسر بن عبید قال الدارقطنی متروک و ضعفہ ابن معین وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا یہ فیصلہ کہ ماں اور بیٹے کو اکٹھے رکھا جائے بیع اور شرط میں آپ کا فیصلہ، مشترک راہنما اجرت پر لینا

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاتوله والدة عن ولدها. ❶

کسی ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے پریشان نہ کیا جائے۔

آپ ﷺ سے یہ بھی روایت ہے

من فرق بین والدة وولدها فرق الله بینه و بین احبته یوم القیامة. ❷

جس نے ماں اور اس کے بچے میں جدائی ڈال دی تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دوستوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔

المدونہ میں جعفر بن محمد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس جب قیدی آئے تو آپ ان کی صفیں بناتے پھر انہیں دیکھتے، اگر ان میں سے کسی عورت کو روتا ہوئے دیکھتے تو اس سے پوچھتے "مایبکیك" تجھے کون سی چیز رلا رہی ہے، تو اگر وہ کہتی کہ میرا بیٹا بیچ دیا گیا ہے یا میری بیٹی بیچ دی گئی ہے تو آپ ﷺ اس کی واپسی کا حکم دیتے۔ ❸

جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابواسید انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بحرین سے کچھ قیدی لے کر آئے تو آپ نے ان کی صف بنا کر انہیں

---

❶ البیهقی فی السنن ٤/٨ نصب الرایه للزیلعی ٢٦٦/٣ و ٢٦٩ و ابن عدی فی الکامل (٤١٨/٦) فی اسناده میسر بن عبید قال الدارقطنی متروك۔

❷ الترمذی ١٢٨٣ عن ابی ایوب الانصاری اسناده حسن و قال الترمذی هذا حدیث حسن غریب۔ ❸ رواه ابن ابی شیبه فی المصنف ١٩٤/٧ وهو حدیث مرسل۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھنا شروع کر دیا آپ نے دیکھا کہ ایک عورت رو رہی ہے تو آپ نے اس سے پوچھا "ما یبکیك" تو کیوں رو رہی ہے؟ تو وہ کہنے لگی میرا بیٹا بنو عبس سے بیچ دیا گیا ہے چنانچہ آپ نے ابو اسید سے کہا "لتر کبن فتلحق" سوار ہو کر جاؤ اور ان کو جا پہنچو، سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ گئے اور اس کا بیٹا واپس لے آئے۔ ❶

یونس بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک چھوٹے لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا تو انہیں کچھ مال غنیمت ملا، پھر جب انہیں کچھ ضرورت ہوئی اور بھوک لگی تو انہوں نے ایک لونڈی فروخت کر کے کچھ اونٹ خرید لیے اور اس لونڈی کی ایک ماں بھی تھی۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دی آپ نے پوچھا "ا فرقت بینھا و بین امھا یا علی" اے علی! کیا تو نے اس لڑکی اور اس کی ماں میں جدائی ڈال دی؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوئی معذرت پیش کی، لیکن آپ بار بار اسی طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ کہنے لگے میرے سر کو اس وقت تک پانی نہیں پہنچے گا جب تک میں اس کو لے نہ آؤں، چاہے مشکل ہو یا آسان۔ ❷

حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ اپنے دادا ضمیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام ضمیرہ کے پاس سے گذرے، تو وہ رو رہی تھی، آپ نے فرمایا

مایبکیك اجائعة انت اعارية انت.

کیوں رو رہی ہو، کیا تم بھوکی ہو، کیا تم ننگی ہو؟

اس نے کہا اے اللہ کے رسول میرے اور میرے بیٹے میں تفریق ڈال دی گئی ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

لایفرق بین الوالدة و ولدھا

ماں اور بیٹے میں تفریق نہ ڈالی جائے۔

---

❶ الحاکم فی المستدرك ۳/۵۱٦ قال الذھبی فی التلخیص مرسل۔

❷ یونس بن عبدالرحمن لم نجدله ترجمة فھو مجھول ولیس ھو ممن روی عن علی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ نے اس شخص کو بلایا جس کے پاس ضمیرہ تھا تو اس سے اسے ایک اونٹ کے عوض خرید لیا۔

ابن ابی ذئب کہتے ہیں کہ پھر اس کے پاس جو خط تھا وہ اس نے مجھے پڑھایا وہ یہ تھا

بسم الله الرحمن الرحيم هذا كتاب من محمد رسول الله لابي ضميرة واهل بيته ان رسول الله اعتقهم وانهم اهل بيت من العرب ان احبوا اقاموا عند رسول الله وان احبوا رجعوا الى قومهم فلا يعرض لهم الابحق ومن لقيهم من المسلمين فليوص بهم خيرا و كتبه ابى بن كعب۔ [1]

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ابوضمیرہ اور اس گھر والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا ہے،

وہ عرب کے ایک گھر والے ہیں، اگر چاہیں تو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہیں اور اگر چاہیں تو اپنی قوم کی طرف واپس چلے جائیں، کوئی بھی ناحق ان سے تعرض نہ کرے اور مسلمانوں میں سے جو بھی ان کو ملے وہ ان کے متعلق خیر کی وصیت کرے۔ اس تحریر کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا۔

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے نکلے تو ایک چرواہے کے پاس سے گذرے، اس سے ایک بکری خرید لی اور اس کے لیے اس کی سلب کی شرط کر لی۔

بخاری کے علاوہ کتب میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جب نکلے تو بنودیل کا ایک آدمی راستہ کی رہنمائی کیلئے مزدوری پر لے لیا، وہ کافروں کے دین پر تھا، انہوں نے اس کے حوالے اپنی سواریاں کر دیں اور اس سے تین دن بعد غار ثور پر آنے کا وعدہ کر لیا

[1] البزار ١٢٦٩ مجمع الزوائد ١٠٧/٤ و فيه حسين بن عبدالله بن ضميره متروك كذاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ وہ تیسرے دن کی صبح کو ان کے پاس آ گیا۔ ❶

بخاری میں یہ حدیث ہے۔

باب اذا استاجر اجيرا ليعمل بعد ثلاثة ايام او بعد شهر او بعد سنة جاوزها على شرطيهما اذا حل الاجل. ❷

جب کوئی آدمی اس شرط پر مزدور رکھے کہ وہ تین دنوں یا مہینہ بعد یا سال بعد فلاں کام کرے تو جب وہ وقت آ جائے تو وہ اپنی شرائط پر کام کرے۔

یہاں بخاری کی اس بات پر عمل نہیں کہ سال بعد کام کریں کیونکہ سال بعد کام کرنا درست نہیں اس لیے کہ وہ دھوکا ہے۔ اس راہنما کرنے والے کا نام ارقط یا اریقط تھا۔

مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مدینہ کے قریب ہی اپنے کسی سفر میں ایک اونٹ خریدا اور آپ نے مدینہ تک اس پر اس کے سوار ہونے کی شرط کر لی ایک اور حدیث میں ہیں کہ آپ نے انہیں فرمایا:

ولك ظهره الى المدينة. ❸

کہ تم مدینہ تک اس پر سوار ہو سکتے ہو۔

اور ابوالزبیر نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

افقرناك ظهره الى المدينة.

ہم مدینہ تک کے لیے سواری تمہیں دیتے ہیں۔

اعمش نے سالم سے روایت کیا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"تبلغ عليه الى اهلك"

---

❶ البيهقي دلائل النبوه ٤٧٥/٢ و ذكره من دون سند

❷ البخاری (٢٢٦٤) (٣٩٠٥) عائشه رضی اللہ عنہا

❸ ترمذی (١٢٥٣) عن جابر رضی اللہ عنہ و قال هذا حديث صحيح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم اس پر سوار ہو کر اپنے گھر تک جا سکتے ہو۔

بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا:

''الثمن و الجمل لك''

قیمت بھی لے لو اور اونٹ بھی تمہارا ہی ہوا۔

نبی ﷺ نے یہ اونٹ ایک اوقیہ میں لیا، یہ بات وہب اور زید بن اسلم نے کہی۔

عطاء نے کہا کہ چار دینار میں خریدا۔ اگر دینار دس دراہم کا ہو، تو یہ برابر ہی ہے۔

سالم نے سونے کا اوقیہ کہا ہے، یہ بات ان سے اعمش نے روایت کی ہے اور سالم نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ دو سو درہم کا خریدا۔

ابن مقسم نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے چار اوقیہ ذکر کیے

ابونضرہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بیس دینار بیان کیے۔

بخاری رحمہ اللہ نے کہا شعبی رحمہ اللہ کا قول ایک اوقیہ یا اس سے زیادہ ہے اور سواری کی شرط لگانا بھی اکثر اور اصح ہے۔ [1]

---

[1] البخاری معلقا باثر الحدیث (۲۷۱۸) وصله البیهقی ۳۳۷/۵ عن عبدالله بن زید بن اسلم عن ابیه عن جابر قال الترمذی هذا حدیث صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الاقضیہ جھگڑوں کے فیصلے

رسول اللہ ﷺ کا ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنا

دلیل نہ ہونے کی صورت میں مدعی علیہ کو قسم دینا

دو مدعیوں میں سے ہر ایک دلیل دے اور دونوں کافی ووافی ثبوت دیدیں، مسلم اور کافر کس طرح قسم اٹھائیں

مؤطا اور بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انما انا بشر مثلكم وانكم تختصمون الى ولعل بعضكم الحن بحجته من بعض. ❶

کہ میں تمہاری طرح انسان ہوں تم میری طرف جھگڑے لاتے ہو اور شاید کہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے سے زیادہ تیز زبان ہو۔

بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

انما انابشر وانه يأتى الخصمان فلعل بعضا ان يكون ابلغ من بعض اقضى لہ. بذالك واحسب انه صادق فمن قضيت له بشئ من حق اخيه فلا يأخذ منه شيئا فانما اقطع له قطعة من النار. ❷

---

❶ البخاری (۲۶۸۰) و مسلم (۱۷۱۳ و ٤)

❷ البخاری ۷۱٦۹ عن ام سلمة رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی بشر ہوں اور میرے پاس دو جھگڑالو آتے ہیں شاید کہ ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ فصیح و بلیغ ہو تو میں اس کو حق پر سچا سمجھ کر اس کے حق میں اس چیز کا فیصلہ دے دوں اور جس کے لیے میں اس کے بھائی کے مال سے کچھ فیصلہ کر دوں تو وہ اس کا کوئی حصہ بھی نہ لے کیونکہ اس طرح میں اس کے لیے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔

بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

فمن قضيت له بحق مسلم فانما هي قطعة من النار فلياخذها اوليدعها. [1]

کہ میں جس کے لیے اس کے مسلمان بھائی کے متعلق فیصلہ کر دوں تو یقیناً یہ آگ کا ٹکڑا ہوگا، چاہے وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے۔

ابوداود میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا، میں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نوعمر ہوں مجھے فیصلے کرنے کا کوئی علم نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الله عزوجل سيهدى قلبك ويثبت لسانك فاذا جلس بين يديك الخصمان فلا تقضين حتى تسمع من الاخر كما سمعت من الاول فانه احرٰى ان يتبين لك القضاء.

اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت دے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا جب تیرے سامنے دو جھگڑالو بیٹھیں تو جب تک تو دوسرے سے بات نہ سن لے اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا کیونکہ اس طرح تیرے لیے فیصلہ کرنا واضح ہو جائے گا۔

---

[1] البخاری ۲۴۵۸ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں ہمیشہ قاضی رہا اور فیصلہ کرنے میں میں نے کبھی شک نہیں کیا۔ ❶

بخاری میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا یحلف امرء علی یمین صبرا یقتطع بها مالا وهو فیها فاجر الالقی الله وهو علیه غضبان.

کوئی آدمی کسی چیز پر حق مارنے والی قسم نہ اٹھائے جس سے کسی کا مال لے سکے جبکہ وہ قسم میں فاجر اور گنہگار ہو، ورنہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

ان الذین یشترون بعهدالله وایمانهم ثمنا قلیلا اولئك لاخلاق لهم فی الاخرة ولا یکلمهم الله ولا ینظر الیهم یوم القیامة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم.

بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت لیتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا اور ان سے اللہ تعالیٰ کلام بھی نہ کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ ❷

تو اشعث آیا اور عبداللہ انہیں حدیث بیان کرنے لگا کہا کہ یہ آیت میرے اور ایک اور آدمی کے متعلق نازل ہوئی۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ آیت میرے چچازاد بھائی کے متعلق نازل ہوئی میں نے اس سے اپنے ایک کنویں کے متعلق جھگڑا کیا جو اس کی زمین میں تھا۔

❶ ابو داود (۳۵۸۲) عن علی رضی اللہ عنہ

❷ البخاری (۷۱۸۳ و ۷۱۸٤) مسلم ۱۳۸ عن عبداللہ بن مسعود واسنادہ حسن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور روایت ہے کہ جس نے جھگڑا کیا وہ یہودی تھا، اس نے اشعث سے جھگڑا کیا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

"الك بينة" کیا تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟

میں نے کہا میرے پاس کوئی دلیل نہیں، آپ نے فرمایا تو یہ قسم اٹھائے گا؟ میں نے کہا یہ تو قسم ضرور اٹھا لے گا۔

مسلم میں یہ زیادہ ہے "ليس لك الا ذالك" تیرے لیے یہی کچھ ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

ان الذين يشترون بعهد الله و ايمانهم ثمنا قليلا الاية.

اشعث نے بیان کیا کہ حضر موت کا ایک آدمی اور کندہ کا ایک آدمی یمن میں ایک زمین کے متعلق جھگڑا لے کر نبی ﷺ کے پاس گئے، حضرمی نے کہا یہ میری زمین ہے اور اس کے باپ نے یہ چھین لی تھی، کندی نے کہا یہ میری زمین ہے اور مجھے یہ میرے باپ سے وراثت میں ملی ہے تو نبی ﷺ نے حضرمی سے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی دلیل ہے، اس نے کہا کوئی دلیل نہیں، لیکن یہ شخص اللہ کی قسم اٹھالے کہ کیا یہ نہیں جانتا کہ یہ میری زمین ہے اور اس کے باپ نے مجھ سے چھینی تھی؟ تو کندی حلف کے لیے تیار ہو گیا، نبی ﷺ نے فرمایا

لايقتطع رجل مالا بيمين الالقى الله عزوجل وهو عليه غضبان.

یعنی کوئی آدمی بھی قسم کے ذریعہ کسی کا مال چھین لے تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔

جب کندی نے یہ حدیث سنی تو اس نے وہ زمین چھوڑ دی۔ ❶

مصنف عبدالرزاق اور المدونہ میں ہے دو آدمی نبی ﷺ کے پاس ایک زمین کا جھگڑا لے کر آئے اور انہوں نے اپنے اپنے کافی دلائل دیئے، تو آپ نے وہ زمین ان میں تقسیم

❶ ابو داود (٣٢٤٤) عن الاشعث بن قيس وهو حديث صحيح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمادی۔ ❶

ایک اور حدیث میں ہے کہ ان کی قسم کے بعد وہ ثابت نہ ہوا۔

الدلائل میں ہے کہ دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی بات کا جھگڑا لے کر گئے، اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے گواہ عادل ایک ہی بات پر پیش کیا، آپ نے ان میں قرعہ اندازی کی اور یہ دعا کی۔

"اللھم انت تقضی بینھما اے اللہ تو ان میں فیصلہ فرما۔ ❷

ایک اور حدیث میں ہے کہ دو آدمیوں نے کسی چیز میں جھگڑا کیا، ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ قسم اٹھانے کیلئے قرعہ اندازی کر لیں، چاہے خوش دلی سے یا ناگواری سے۔

بخاری میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو انہوں نے جلدی کی اور ہر ایک نے قسم اٹھانے کا ارادہ کر لیا، آپ نے حکم دیا ان میں قرعہ اندازی کی جائے کہ کون ان میں سے قسم اٹھائے گا۔ ❸

ایک صحیح ثابت حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور ایک قسم کے ساتھ فیصلہ کر دیا۔ ❹

قاضی ابن زرب ❺ نے کہا کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک بات کا اقرار کر لیا، پھر وہ اپنے اقرار سے پھر گیا اور کہنے لگا کہ میں نے کس کے سامنے آپ سے اقرار

---

❶ عبدالرزاق فی المصنف ٢٧٩/٨ و ابوداود ٣٩٨ و رجاله ثقات وھو مرسل

❷ الطبرانی (٣٩٨٥ و البیھقی (٢٥٩/١٠) مجمع الزائد ٢٠٣/٤ و فیه اسامه بن زید القرشی ضعیف ویشھد له ماقبله۔

❸ البخاری (٢٦٧٤) عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ

❹ مسلم (١٧١٢) و ابوداود ٣٦٠٧ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

❺ ابن زرب ابوبکر محمد بن یبقی بن زرب القرطبی المالکی صاحب التصانیف اپنے وقت کے بہت بڑے حافظ تھے۔ آخر تک قاضی رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیا ہے؟ آپ اس سے ناراض نہیں ہوئے اور نہ ہی اس پر کوئی سختی کی یہاں تک کہ سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آ گئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول میں نے اس کا اقرار سنا ہے تو آپ نے اس کی شہادت قبول فرمالی اور فرمایا

ان شهادته كشهادتين عندالله۔ (1)

اس ایک کی گواہی، دو گواہیوں کے برابر ہے۔

اور اس کے علاوہ کسی نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے اس کی شہادت قبول کر لی اور اس کا نام خزیمہ ذوالشہادتین رکھا۔

اور ابوداؤد نے گھوڑے کا ذکر کیا۔ (2)

زہری نے کہا سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ نے صفین کے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر جنگ کی۔

امام مالک اور شافعی کے نزدیک ایک گواہ سے فیصلہ کرنا صرف اموال میں ہو سکتا ہے۔ امام شافعی نے عتق میں بھی اس کو جائز رکھا۔

اسی طرح عمرو بن دینار نے اپنی حدیث میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کیا۔

ابوعمرو نے کہا یہ اموال میں ہے۔

ابوحنیفہ کسی بھی معاملہ میں ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ جائز نہیں کہتے۔

---

(1) لم نجده بهذه اللفظ وهو منقطع۔

(2) ابو داود ٣٦٠٧ والنسائی ٣٠٢/٧ عن خزيمة بن الثابت وهو حديث صحيح۔

قسم اٹھانے والے کی قسم کی کیفیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

ابوداؤد میں مسدد سے روایت ہے کہ ابولاحوص نے عطاء بن سائب سے روایت کیا کہ ابویحییٰ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ مجھے نبی ﷺ نے ایک آدمی سے قسم لینے کے لیے بھیجا کہ ''میں اس ذات کی قسم اٹھاتا ہوں جس کے بغیر میرا کوئی معبود نہیں کہ میرے پاس اس شخص کا کوئی حق نہیں ہے، یعنی مدعی کا۔ ❶

یہی قول امام مالک کا ہے امام ابوحنیفہ اوران کے ساتھیوں نے بھی یہی کہا۔ ہاں اگر قاضی اسے کسی گناہ سے قسم سمجھتا ہوتو اس کی قسم ان الفاظ سے سختی کرائے کہ:

میں اس ذات کی قسم اٹھاتا ہوں کہ جس کے بغیر کوئی معبود نہیں، وہ پوشیدہ اور سامنے کی باتیں جانتا ہے، وہ ایسا الطالب اور الغالب ہے کہ جو پوشیدہ بات کو بھی اسی طرح جانتا ہے جس طرح کہ سامنے کی بات کو جانتا ہے۔

ایک جماعت کا مسلک کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کی اٹھائے اوران کی دلیل لعان کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ. (النور:٦)

ان میں سے ایک چار گواہیاں اللہ تعالیٰ کیلئے دے کہ وہ سچوں میں سے ہے

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

من كان حالفا فليحلف بالله او ليصمت. ❷

---

❶ ابو داود (٣٦٢٠) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ و اسناده ضعيف

❷ بخاری (٦٦٤٦) والحميد (٦٨٦) و مسلم (١٦٤٦) و الترمذی ١٥٣٤ عن عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما

جو آدمی قسم اٹھانا چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائے یا پھر خاموش رہے۔

اسی طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف اس غلام کے متعلق براءت کا فیصلہ کیا جس کو انہوں نے فروخت کیا تھا، تو خریدنے والا کہنے لگا کہ غلام میں بیماری ہے اور انہوں نے مجھے یہ بات نہیں بتائی تھی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائیں کہ جب انہوں نے غلام فروخت کیا تو اس میں کوئی بیماری معلوم نہیں ہوئی تھی تو انہوں نے قسم اٹھانے سے انکار کر دیا اور غلام واپس لے لیا، پھر انہوں نے یہ غلام پہلے والی قیمت سے بھی زیادہ قیمت کے ساتھ فروخت کر دیا۔ ❶

مسلم میں سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی کے پاس سے گذرے جس کا مونہہ کالا کیا ہوا تھا اور حد لگی ہوئی تھی تو آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا:

هكذا تجدون حد الزاني في كتابكم.

کیا تم اپنی کتاب میں زنا کی حد اسی طرح پاتے ہو؟

وہ کہنے لگا جی ہاں! تو آپ نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا اور اسے فرمایا

انشدك الله الذى انزل التوراة على موسى هكذا تجدون حد الزاني في كتابكم. ❷

میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس نے تورات کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا، کیا تم اسی طرح زنا کرنے والے کی حد اپنی کتاب میں پاتے ہو؟

تو اس نے کہا نہیں اور اگر آپ نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ کو نہ بتاتا، پھر اس نے ساری حدیث ذکر کی۔ ❸

---

❶ بيهقى فى السنن (٣٢٨/٥) وعبدالرزاق فى المصنف (١٤٧٢١) (١٤٧٢٢) واسناده صحيح۔ ❷ رواه مسلم (١٧٠٠) عن البراء رضی اللہ عنہ

❸ ابو داود (٣٦٢٦) وهو حديث صحيح عن عكرمه رضی اللہ عنہ

ابوداؤد میں ہے کہ ہمیں محمد بن عبدالاعلیٰ نے بیان کیا کہ انہیں سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے، اس کو عکرمہ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ابن صوریا کو فرمایا:

اذ کر کم اللہ الذی انجاکم و اقطعکم البحر و ظلل علیکم الغمام و انزل علیکم المن و السلوی و انزل التوراۃ علی موسیٰ هل تجدون فی کتابکم الرجم.

میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں جس نے تمہیں نجات دی اور سمندر کو تمہارے لیے کاٹا اور تم پر بادل کا سایہ فرمایا اور تم پر من اور سلویٰ نازل کیا اور موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی کیا تم اپنی کتاب میں رجم پاتے ہو؟

ابن صوریا نے جواب دیا آپ نے مجھے ایک عظیم بات یاد دلا دی اس لیے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے، پھر لمبی حدیث بیان کی۔ [1]

امام مالک اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اس ذات کی قسم اٹھائے کہ جس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور جتنی اس کی عظمت ہے۔

امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ یہودی قسم اس ذات کی اٹھائے جس نے تورات کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا اور عیسائی اس ذات کی قسم اٹھائے جس نے انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی اور مجوسی اس ذات کی قسم اٹھائے جس نے آگ کو پیدا کیا۔

مردہ اراضی آباد کرنے، پانی کی تقسیم، ڈاکٹر کا ضامن ہونے، کسی کا پیالہ توڑ دینے اور لکڑی کی کوٹھڑی بنانے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

صحیح حدیث میں ہے اور یہ حدیث ابوداؤد اور بخاری میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من احیٰی ارضا میتة وزاد البخاری فی غیر حق مسلم و فی حدیث من احییٰ ارضا میتة لیست لاحد فهی له ولیس لعرق ظالم حق. [1]

جس نے مردہ زمین زندہ کی بخاری میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ وہ کسی مسلمان کے حق میں بھی نہ ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جس نے وہ مردہ زمین زندہ کی جو کسی کی ملکیت نہیں تو وہ اسی کی ہو جاتی ہے۔ اور ظالم رگ کا کوئی حق نہیں۔

کتاب ابی عبید میں ہے کہ صاحب الحدیث نے کہا میں بنو بیاضہ کے دو آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ جھگڑا لا رہے تھے کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کی زمین میں کھجور کا درخت لگا دیا تھا تو نبی ﷺ نے زمین کے حق میں یہ فیصلہ دیا کہ یہ زمین اس کی ملکیت ہے اور جس نے کھجور کا درخت لگایا وہ اپنا درخت نکال کر لے جائے، تو میں دیکھ رہا تھا کہ وہ شخص اس درخت کی جڑوں میں کلہاڑے مار رہا تھا اور وہ ایک عام کھجور تھی [2] ابوعبید نے کہا عام کا مطلب یہ ہے کہ لمبائی میں اور گنجان ہونے میں پورا ہے اور ”احدھا“ کا مطلب گہرا ہونا ہے۔

---

[1] البخاری معقل باب ١٥ عن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ

[2] ابوداود ٣٠٧٤۔ و ابو عبید فی الاموال ٧٠٢۔ عن عروة بن الزبیر رضی اللہ عنہ واسنادہ صحیح

امام مالک نے کہا رگیں چار ہوتی ہیں دو ظاہر اور دو باطن، ظاہر رگیں تعمیر اور زمین گاڑنا ہیں اور باطن رگیں پانی اور دھات ہیں۔

مؤطا میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیل مہزور اور مزہنب کے متعلق کچھ فرمایا ابن حبیب نے کہا یہ دونوں مدینہ کی وادیوں میں سے دو وادیاں ہیں جو ٹخنوں تک پانی کو روکتی ہیں اور پھر اوپر والی نیچے والی پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ [1]

بخاری میں عروہ بن زبیر سے ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے انصار کے ایک آدمی سے حرہ کی نالیوں کے بارہ میں جھگڑا کیا تو نبی صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا۔

یا زبیر اسق ثم ارسل الماء الی جارك.

زبیر اپنی زمین کو پانی دے کر پھر اپنے ہمسائے کی طرف پانی چھوڑ دو

تو انصاری نے کہا اے اللہ کے رسول یہ آپ کا پھوپھی زاد ہے اس لیے آپ یوں کہہ رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کا رنگ بدل گیا آپ نے فرمایا:

اسق یا زبیر ثم اجس المآء حتی یرجع الی الجدر ثم ارسل الماء الی جارك.

زبیر تم زمین کو پانی دو، پھر پانی کو روک رکھو یہاں تک کہ پانی دیواروں تک چڑھ جائے پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دو۔

جب انصاری نے آپ کو غصہ دلایا تو آپ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو صریح حکم میں پورا حق دیا گویا کہ آپ نے اس کی ایک روکی طرف اشارہ دیا جس میں گنجائش تھی۔

زبیر کہتے ہیں میرا یہی خیال ہے کہ یہ آیت میرے متعلق ہی نازل ہوئی۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

---

[1] مالك فی الموطا ۷٤٤/۲ و ۲۸۹۹ فی الاقضیه باب القضاء فی المیاه بلاغا عن عبدالرحمان بن ابی بكر بن محمد بن عمرو بن حزم

لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(النسآء: ٦٥) ❶

تیرے رب کی قسم ہے یہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ لوگ آپ کو آپس کے جھگڑوں میں فیصل تسلیم نہ کرلیں، پھر اپنے دلوں میں آپ کے فیصلہ سے تنگی بھی محسوس نہ کریں اور اچھی طرح تسلیم کرلیں۔

تو انصار اور دیگر لوگوں نے اس چیز کا اندازہ کیا جو آپ نے فرمایا تھا کہ پانی دیواروں پر آنے تک روک لو، تو یہ پانی ٹخنوں تک ہو گیا تھا۔

مؤطا میں یحییٰ نے عن مالك عن ابن شهاب عن حرام بن سعيد بن محيصه سے مروی ہے کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک اونٹنی ایک آدمی کے باغ میں چلی گئی اور اس نے وہاں خرابی مچا دی، تو رسول اللہ ﷺ نے اس میں فیصلہ کیا کہ دن میں باغات والوں کے ذمہ ان کی نگرانی اور حفاظت ہے اور رات کے وقت اگر چوپائے اور مویشی نقصان کر دیں تو وہ مویشی کے مالکوں کے ذمہ ہوگا۔ ❷

الدلائل میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی کسی بیوی کے پاس تھے، تو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے کسی بیوی نے اپنے ایک خادم کے ہاتھ ایک پیالے میں کچھ کھانا بھیجا تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پیالہ کو اپنا ہاتھ مارا اور دو کتابوں کے علاوہ ہے کہ انہوں نے اسے دوائی پینے والا پتھر مارا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنی چادر کھینچ کر بدلا تو پیالہ ٹوٹ گیا، تو نبی ﷺ نے اس کو جوڑ دیا اور اس میں کھانا رکھ دیا اور فرمایا تمہاری ماں غیرت کھا گئی ہے۔ ❸

---

❶ البخاری (٢٣٥٩ و ٢٣٦٠) و مسلم (٢٣٥٧) و ابو داود (٣٦٣٧) عن عروة ابن الزبير رضی اللہ عنہ ❷ مالك فی الموطا (٢٩٠٤) و البيهقی (٣٣١/٨) و احمد (٤٣٥/٥) و هو حديث مرسل صحيح۔

❸ النسائی (٧٠/٧، ٧١) و (٣٩٥٦) والطحاوی فی مشكل الاثار (٣٣٥٤) عن ام سلمه رضی اللہ عنہا و اسناده صحيح۔

ابوداؤد میں ہے کہ حباب بن سلمہ ثابت بنانی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ابوالمتوکل سے بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک دن ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن میں ایک پیالے میں کھانا لیکر ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے رکھ دیا، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا کمبل لپیٹا اور پیالے کو کچھ مارا جس سے وہ ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دونوں ٹکڑے اکٹھے کیے اور ان میں کھانا رکھ دیا اور فرمایا تمہاری ماں غیرت کھا گئی ہے۔ آپ نے اور آپ کے صحابہ نے وہ کھالیا ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنا پیالہ لے آئیں تو انہوں نے وہ بھی کھالیا، پھر آپ نے ٹوٹا ہوا پیالہ عائشہ کو بھیج دیا اور ٹھیک ٹھاک پیالہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دیا۔ بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا کھاؤ، پھر انہوں نے کھایا تو ایلچی نے پیالہ لے لیا۔ ❶

ابوداؤد میں ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے اچھا کھانا تیار کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی، ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا بنایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیج دیا، مجھے کپکپی شروع ہوگئی، میں نے وہ برتن توڑ دیا پھر انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برتن جیسا برتن اور کھانے جیسا کھانا۔ ❷

کتاب ابن شعبان میں ہے کہ کچھ لوگ ایک لکڑی کی جھونپڑی کے متعلق جھگڑا لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ نسائی نے کتاب الاسماء والکنی میں ذکر کیا کہ دو آدمیوں نے یمامہ میں ایک باغ کے متعلق جھگڑا کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ ان میں فیصلہ کریں، انہوں نے اس شخص کے حق میں فیصلہ کردیا جو اس کے قریب ہے، واپس آ کر

---

❶ ابوداود ٣٥٦٧ عن انس رضی الله عنه والبخاری (٢٤٨١) والترمذی ١٣٥٩ عن انس رضی اللہ عنہ ❷ ابو داود (٣٥٦٨) والنسائی ٧١/٨ واسناده حسن حسنه الحافظ فی الفتح ٩٠/٥ عن عائشه رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ تو نے ٹھیک کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ تو نے درست کیا۔قحط گرہ کو کہتے ہیں۔

شفع کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم

مؤطا وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ شفعہ کا حق اس مشترک چیز میں ہے جو تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدود قائم ہو جائیں اور راستے پھیر لئے جائیں تو پھر شفعہ کا حق نہیں۔ ❶

اور بخاری میں ہے کہ جس زمین جائیداد غیر منقولہ یا باغ کی حدود مقرر ہو جائیں تو ان میں شفعہ کا حق ختم ہو جاتا ہے۔ ❷

ابو عبید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ صحن، راستہ، گلی، پہاڑ کے کونے یا گھر کے صحن یا ٹیلہ وغیرہ میں شفعہ نہیں ہے۔ ❸

ابو عبید نے کہا:

المتعبة: تنگ راستہ کو کہتے ہیں جو دو گھروں میں واضح ہو اس پر چلنا ناممکن ہو۔

الرکح: گھر کے پیچھے والا کونہ بعض وہ کھلا ہوتا ہے اس پر کوئی چھت نہیں ہوتی

الرھو: جہاں کسی محلّہ وغیرہ میں مسلسل بارش وغیرہ کا پانی بہت رہتا ہے۔اور اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔

لا بیاع نقع البئر ولا رھو الماء۔ ❹

کنویں کا صاف پانی نہ بیچا جائے اور نہ بارش وغیرہ کا صاف پانی بیچا جائے۔

تو حدیث کا معنی شفعہ کے متعلق یہ ہوگا: کہ جو شخص ان پانچ چیزوں میں شریک ہو لیکن

---

❶ ذکرہ النسائی فی کتاب الاسماء والکنی

❷ مالك فی الموطا ٧١٨/٢ والنسائی ٣٢٦/٧

❸ البخاری ٢٢٥٧ و مسلم ١٦٠٨ عن جابر رضی اللہ عنہ

❹ ابو عبید فی کتاب الاموال ٥۔ ذکرہ الھروی فی فوائدہ ١٢٢/٣ بدون سند

اصل گھر میں شریک نہیں، تو وہ ان چیزوں میں سے کسی کے شفعہ کا مستحق نہیں ہوگا۔ اہل مدینہ کا یہی قول ہے کہ وہ صرف مشترک حصہ دار کے لیے ہی شفعہ کا حق سمجھتے ہیں لیکن اہل عراق پرساتھ والے ہمسائے کو مستحق قرار دیتے ہیں چاہے وہ اس میں شریک نہ بھی ہو۔

کتاب ابی عبید میں ہے کہ نبی ﷺ نے ہمسائے کے لیے شفعہ کا حق رکھا ہے۔ ❶

اسی لیے حدیث مکرر آئی کہ آپ نے فرمایا:

"الجار احق بسقبه" ہمسایہ اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے۔

نسائی میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول میری زمین میں کسی کی شراکت یا حصہ داری نہیں مگر ہمسائیگی ضرور ہے، تو آپ نے فرمایا:

الجار احق بسقبه ❷ کہ ہمسایہ اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے۔

مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر شراکت غیر تقسیم شدہ میں چاہے گھر ہو یا باغ، شفعہ کا حق رکھا ہے اور مالک کو وہ چیز فروخت نہیں کرنی چاہیے جب تک کہ وہ اپنے شریک سے اجازت نہ لے لے، پھر وہ اگر چاہے تو لے لے اگر نہ چاہے تو ترک کر دے اگر اس نے بلا اجازت فروخت کر دی تو وہ شریک زیادہ حق دار ہوگا۔ ❸

حصہ داری اور مزارعت کا حکم

اسماعیل قاضی کی احکام میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وراثت میں دو جھگڑنے والے شخصوں کو فرمایا:

"عدلا واسهما" برابر کرلو اور حصے بنالو۔

اسماعیل نے کہا جب شرکاء کا کوئی گھر یا زمین ہو تو ان میں تقسیم اس طرح ہو کہ وہ برابر برابر حصے بنا کر قرعہ اندازی کریں اور قرعہ اندازی کے مطابق ہر ایک اپنا حصہ لے لے اور

---

❶ النسائی فی السنن ٣٢١٧ عن جابر رضی اللہ عنہ وهو حديث صحيح

❷ النسائی ٣٢٠/٧ واسناده صحيح من حديث الشديد رضی اللہ عنہ

❸ مسلم (١٦٠٨) عن جابر رضی اللہ عنہ

ہر ایک حصہ دار کو ساری زمین سے اس کا حصہ اکٹھا دے دیا جائے۔

غیر الاحکام میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لا تعضية فی القسمة❶ یعنی تقسیم میں تفرقہ نہ ڈالو۔

تعضیت تفرقہ کو کہتے ہیں، اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"**الذين جعلوا القران عضين**" جنہوں نے قرآن کو تقسیم کر دیا۔

بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اذا اختلفتم فی الطريق جعل عرضه سبعة اذرع و فی حديث اخر اذا تشاجروا فی الطريق. ❷

جب تم راستہ میں اختلاف کرو تو اس کی چوڑائی سات ہاتھ کر دو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب تم راستہ کے متعلق اختلاف کرو تو اس کی چوڑائی سات ہاتھ کر دو۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے کھیتی اور پھل کی آدھی آمدن پر معاملہ طے کیا تو آپ اپنی بیویوں رضی اللہ عنہن کو سو وسق دیدیتے تھے اسّی وسق کھجوریں اور بیس وسق جو کے۔ ❸

الواضحہ میں ہے کہ چار آدمی رسول اللہ ﷺ کے وقت میں ایک زمین میں اکٹھی کھیتی باڑی کرنے لگے، ایک نے کہا کہ زمین میری طرف سے ہوگی، دوسرے نے کہا بیج میری طرف سے ہوگا۔ تیسرے نے کہا بیل کی جوڑی میری ہوگی، چوتھے نے کہا کام میرے ذمہ ہوا اور جب کھیتی پک کر کاٹی گئی تو وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور فتویٰ پوچھنے لگے، آپ نے زمین والے کو کچھ نہ دیا۔ ہل جوتنے والے کو مقررہ مزدوری دی اور کام کرنے والے کو روزانہ کا ایک درہم دلایا اور کھیتی بیج والے کو دے دی۔

---

❶ الدارقطنی ۲۱۹/٤ والبيهقی ۱۳۳/۱۰ عن ابی بكر رضی اللہ عنہ و فی اسناده صديق بن موسى بن عبدالله بن الزبير وهو ليس بحجه

❷ البخاری ۲٤۷۳ و مسلم ۱٦۱۳ عن ابی هريره رضی اللہ عنہ

❸ البخاری (۲۳۲۸) و (۲۳۲۹) و مسلم ۱۵۵۱ عن عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما

ابن حبیب نے کہا کہ آپ زمین کے عوض کچھ نہیں کیا کیونکہ کرایہ مقرر نہ کیا گیا تھا۔

المدونہ میں ہے کہ میں نے ابن القاسم سے کہا اگر بیج دو کی طرف سے ہوں اور زمین اور مزدوری دوسرے کی طرف سے تو انہوں نے کہا اس طرح تو اچھی بات نہیں، میں نے کہا پھر کھیتی کسے ملے گی تو وہ کہنے لگے زمین والا کام بھی کرے تو کھیتی اسے ملے گی اور بیج والوں کو ان کا بیج مل جائے گا۔ میں نے کہا امام مالک کا بھی یہی قول ہے تو وہ کہنے لگے یہ میری رائے ہے۔

ابن حبیب اور ابن غانم نے امام مالک سے بیان کیا کہ کھیتی بیج والوں کو ملے گی اور زمین کا کرایہ اور مزدوری ان کے ذمہ ہوگی، اسی طرح انہوں نبی ﷺ سے ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا:

الذرع لصاحب الزريعة وللاخرين اجر مثلهم. ❶

کھیتی بیج والے کی ہوگی اور دوسروں کی مزدوری ان کی مثل ہوگی۔

ابوداؤد میں سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک زمین کی کاشت کی تو نبی ﷺ وہاں سے گذرے جبکہ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ زمین کو پانی دے رہے تھے، آپ نے پوچھا کھیتی کس کی ہے اور زمین کس کی ہے؟ انہوں نے کہا بیج میرا ہے اور عمل بھی میرا اس لیے نصف میرا ہوگا۔ اور نصف زمین والوں کا۔

اذنبت فرد الارض على اهلها وخذ نفقتك. ❷

تو نے گناہ کیا زمین والوں کو زمین واپس کردو اور اپنا خرچہ لے لو۔

ابن شعبان کی کتاب میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

الرهن من مرتهنه له غنمه و عليه غرمه. ❸

---

❶ ذكره الصنعانى فى سبل السلام ٦٠/٣ و قال باطل لا اصل له وقال الشوكانى فى نبل الاوطار ٢٧٢/٥ لم اقف عليه فلينظر فيه۔

❷ ابو داود ٢٤٠٢ عن رافع بن خديج و اسناده ضعيف۔

❸ ابن عبدالبر فى التمهيد ٤٣٠/٦ بدون سند

جس کے پاس کوئی چیز گروی رکھی جائے تو وہ چیز بھی اسی کے پاس رہے گی اس کی آمدن اس کی ہوگی اور اس کا نقصان بھی وہی پورا کرے گا اور پہلے گذر چکا ہے کہ نبی ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ کی درع ایک یہودی کے پاس مرہون تھی۔ [1]

مساقات آب پاشی، صلح، منافع اور کھجور کی حفاظت کی حد کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

مؤطا امام مالک میں ابن شہاب سعید بن میسب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح خیبر کے وقت وہاں کے یہود سے فرمایا:

اقركم ما اقركم الله على ان الثمر بيننا و بينكم.

میں تمہیں اس وقت تک یہاں ٹھہراتا ہوں جتنا عرصہ تمہیں اللہ تعالیٰ ٹھہرائے اس شرط پر کہ پھل ہمارے اور تمہارے درمیان (تقسیم) ہوگا۔

تو نبی ﷺ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے، وہ جا کر کھجوروں کا اندازہ کر آتے اور ان سے کہتے کہ اگر تم چاہو تو اس مقدار اور نرخ پر رکھ لو ورنہ میں رکھ لوں گا چنانچہ وہ اس پھل کو رکھ لیتے۔ [2]

ابوداؤد میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار وسق [3] کا اندازہ کیا تو پھل لے لیا اور بیس ہزار وسق [4] اپنے ذمہ لے لیے اور یہ زیادتی مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں ہے۔

اور مسلم میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے **اقركم فيها ماشئنا** [5] ہم آپ کو یہاں اتنا عرصہ ٹھہرائیں گے جتنا عرصہ ہم چاہیں گے۔

---

1. تقدم تخريجه
2. مالك فى الموطا ٧٣/٢ واسناده صحيح لكنه مرسل
3. الوسق ستون مثلها
4. ابو داود (٣٠٠٦) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
5. مسلم (١٥٥١ و ٦) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

اورسیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے انہیں وہاں اس شرط پر ٹھہرایا کہ وہ وہاں کام کریں اور پھل کا نصف حصہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کریں [1] اور اس میں دلیل ہے کہ زمین کا مالک کام کرنے والے کی مدد بالکل نہ کرے اور سفید زمین کے لیے بیج بھی مہیا نہ کرے۔

امام مالک نے کہا مساقات ہر اس اصل میں جائز ہے جو پھل دیتی ہو۔ جیسے کھجوریں، انگور، انجیر، زیتون، انار فرلک، اخروٹ، بادام، گلاب وغیرہ ہیں۔ اور جتنے حصہ پر وہ دونوں اتفاق کرلیں وہ درست ہے۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ مساقاہ صرف نصف کے طور پر کھجوروں اور انگوروں میں جائز ہے کیونکہ اسی پر خرص اور اندازہ ہے۔

امام شافعی کا ایک اور قول بھی ہے کہ مساقاۃ ہر اصل ثابت میں درست ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے مساقاۃ کو بالکل ناجائز قرار دیا ہے کیونکہ اس میں مجہول اجرت ہے اور مزدوری کا پتہ نہیں چلتا اور اس مسئلہ میں انہوں نے نبی ﷺ سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت کی کیونکہ انہوں نے تو یہود سے اس طرح کا معاملہ کیا تھا۔ انہوں نے دلیل یہ لی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو یہودی غلاموں کی طرح ہو گئے اور مالک اور غلام میں وہ معاملہ بھی جائز ہوتا ہے جو کسی اجنبی سے درست نہیں ہوتا۔ لیکن یہ بات ان کے خلاف دلیل ہے کہ وہ نبی ﷺ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں وہاں ٹھہرے رہے پھر انہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کر دیا، نہ ان کو بیچا اور نہ آزاد کیا اور نہ ہی کسی اہل الحدیث نے آپ سے یہ روایت کیا ہے کہ آپ نے ان سے جزیہ لیا ہو۔ مگر سورہ توبہ کا نزول بعد خیبر کے ہوا جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ان سے جزیہ لیا۔ واللہ اعلم۔

اور امام شافعی نے جو صرف کھجوروں اور انگوروں میں مساقاۃ کو درست قرار دیا ہے، تو نبی ﷺ کا عمل اس کے بھی خلاف تھا کیونکہ آپ نے یہود خیبر سے یہ معاملہ کیا تھا کہ خیبر

---

[1] مسلم (۱۵۵۱ و ۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے جو بھی پھل یا کھیتی وغیرہ زمین کی آمدن ہو اس میں نصف ہے، لہٰذا آپ ﷺ کا عمل امام شافعی پر بھی حجت ہے، کیونکہ امام نے کھجوروں اور انگوروں میں تو یہ جائز کر دیا مگر کھیتی میں منع کر دیا، حالانکہ اس میں نص موجود ہے اور انگوروں میں جائز قرار دیا حالانکہ اس میں نص بھی نہیں، تو جمہور علماء اس میں آپ کے خلاف ہیں۔ مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ خیبر کی آمدن سے اپنی بیویوں کو ہر سال سو وسق دے دیتے تھے جن میں اسی وسق کھجوریں اور بیس وسق جو تھے۔ ❶

امام مالک نے کہا کہ خیبر کی سفید جگہ تھوڑی تھی اور سیاہ کئی گنا زیادہ تھی، امام مالک الواضحہ میں کہا کہ وہ اب تک بھی تھوڑی ہے۔

امام مالک نے المدونہ وغیرہ میں کہا ہے کہ میرے نزدیک پسندیدہ عمل یہ ہے کہ عامل سفید جگہ کو الغاء اور باطل کر دے اور یہ درست ہے۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ امام مالک نے سفید جگہ کے معاملہ لغو اور باطل کرنا زیادہ بہتر کیوں کہا ہے حالانکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے اہل خیبر سے زمین کی آمدن پھل اور کھیتی سے نصف حصہ لیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام مالک نے آپ ﷺ کے اس فرمان کو ملحوظ رکھا کہ آپ نے مخابرہ سے منع فرمایا اور مخابرہ زمین کرایہ پر لینے کو کہتے ہیں، تو امام مالک رحمہ اللہ اس بات سے ڈر گئے کہ شاید یہ ممانعت معاملہ خیبر کے بعد ہوئی ہو، آپ کا حکم نیا نیا لیا جاتا تھا۔ اس طرح سفید جگہ کے الغا سے اشکال ختم ہو جاتا ہے اگر سفید جگہ خیبر کی طرح تقسیم کر لی جائے تو جائز ہے یہ بات محمد بن دحون نے اصیلی سے کہا کہ مجھے ابو عمر اور ابن القطان رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ تمام نے یہ بات بتائی ہے۔

بخاری مسلم میں ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا سیدنا عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ کے ذمہ کچھ قرض تھا جس کا انہوں نے مسجد میں مطالبہ کیا تو مسجد میں ان کی آواز اتنی بلند ہو گئی کہ نبی ﷺ نے اپنے گھر میں سن لیں اور آپ باہر نکل آئے۔ اپنے حجرہ کا پردہ اوپر کیا اور آواز

---

❶ مسلم (۱۵۵۱ و ۲) من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما

دی کہ اے کعب بن مالک، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں۔ تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نصف قرض معاف کردو تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے، میں نے آدھا معاف کردیا، آپ نے فرمایا:

قم فاقضه[1] اٹھو اب قرض ادا کرو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے نصف کا اشارہ فرمارہے تھے۔[2]

ابن شعبان کی کتاب میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"من اقتضى حقا فليقتضه فى كفاف و عفاف وأف او غير واف"

جو شخص اپنا حق مانگے تو وہ کفاف اور عفاف میں مانگے یعنی کسی کو تنگ اور بے عزت کر کے نہ مانگے چاہے وہ پورا کرے یا نہ کرے۔

ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خثعم کی ایک قوم کی طرف ایک چھوٹا لشکر بھیجا تو انہوں نے مسجد سے بچاؤ کیا مگر وہ قتل کردیئے گئے، آپ نے ان کی آدھی دیت دینے کا حکم فرمایا۔[3] **بعض اهل اعلم** مسجد سے بچاؤ کی جگہ قرآن کہا ہے، آپ نے نصف دیت کا اس لیے فرمایا کہ ممکن ہے کہ وہ مسلمان ہو چکے ہوں اور امکان مسلمان نہ ہونے کا بھی ہے اس لیے آدھی دیت دینے کا حکم دیا۔

ابوداؤد میں سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک آدمی کے باغ میں ان کے کھجور کے کئی درخت تھے، اس کے ساتھ اس کے اہل وعیال بھی تھے، اس کو تکلیف ہوتی تھی، اس نے مطالبہ کیا کہ یہ درخت مجھے بیچ دے تو اس نے انکار کیا، اس نے کہا پھر ان کو یہاں سے اکھیڑ کر لے جاؤ، اس نے پھر بھی انکار کیا، تو وہ نبی ﷺ کے پاس آیا

---

[1] البخارى (٢٧١٠) و مسلم (١٥٥٨) و ابو داود (٣٥٩٥) عن كعب بن مالك رضی اللہ عنہ

[2] البخارى (٢٤٢٤) عن كعب بن مالك رضی اللہ عنہ۔

[2] ابو داود (٢٦٤٥) عن جرير بن عبدالله رضی اللہ عنہ

اوراس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے بھی اس سے یہی مطالبہ کیا مگر وہ نہ مانا، پھر آپ نے فرمایا اس کو ہبہ کردے اور تجھے اتنا اور اتنا ملے گا مگر اس نے پھر بھی انکار کیا، آپ نے فرمایا تو نقصان دینے والا ہے، پھر آپ نے انصاری کو کہا ''اذهب فاقلع نخله'' جاؤ جا کر اس کے درخت وہاں سے اکھیڑ ڈالو۔ ❶

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی نبی ﷺ کے پاس کھجور کے درخت کی حدود اور تحفظ کے متعلق جھگڑا لے کر گئے تو آپ نے ان کی پیمائش کا حکم دیا تو وہ سات ہاتھ تھی ایک اور حدیث میں پانچ ہاتھ ہے تو آپ نے اس کے ساتھ فیصلہ دے دیا۔ ❷

عبدالعزیز نے کہا کہ اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی سے اس کی پیمائش کی گئی۔

---

❶ ابو داود (٣٦٣٦) عن ابی جعفر الباقر محمد بن علی عن سمرة ولم یسمع ابو جعفر من سمرة فهو حدیث منقطع

❷ ابو داود (٣٦٤٠) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ واسناده صحیح

کتاب الوصایا

وصیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم

نیز یہ بات کہ وصیت ثلث پر بند ہے

مؤطا اور بخاری مسلم میں ہے کہ زہری نے سیدنا عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے سال میری ایک شدید تکلیف میں میری بیمار پرسی کرنے کے لیے تشریف لائے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول میری تکلیف آپ دیکھ رہے ہیں، میرے پاس مال ہے اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے تو کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں۔ مالک، سفیان بن عیینہ اور ابراہیم بن سعد نے زہری سے، وہ عامر بن سعد سے، وہ اپنے باپ سے التصدق کا لفظ ذکر کرتے ہیں۔ اور عبدالعزیز بن ابی سلمہ اور معمر زہری سے وہ عامر بن سعد سے وہ اپنے باپ سے اوصی کا لفظ ذکر کرتے ہیں اسی طرح عروہ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عن سعد روایت کیا ہے اور دونوں لفظ بخاری اور مسلم میں ہیں اور ان میں یہ بھی ہے "افاوصی بمالی کلہ" کہ کیا میں سارے مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں، انہوں نے عرض کیا پھر دو تہائی کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں، انہوں نے پوچھا پھر ایک تہائی؟ آپ نے فرمایا "الثلث والثلث کثیر" ایک تہائی کر دو اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔

مؤطا کے الفاظ کی طرف ہم لوٹتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا "لا" نہیں، میں نے کہا پھر نصف کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں، انہوں نے کہا پھر تہائی کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا:

الثلث والثلث کثیر انك ان تذر ورثتك اغنیاء خیر من ان

تذرهم عالة يتكففون الناس وانك لن تنفق نفقة تبتغي وجه الله الا اجرت. ❶

تہائی کی وصیت کردو اور تہائی بھی زیادہ ہے، تم اپنے ورثاء غنی چھوڑ کر جاؤ یہ بہتر ہے اس سے کہ تم ان کو فقیر چھوڑ کر جاؤ، وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو بھی خرچہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرو گے اس کا تمہیں اجر ملے گا۔

مؤطا میں یحییٰ بن یحییٰ سے ہے کہ "**الا اجرت حتى ما تجعل في في امرأتك**" تمہیں اس کا اجر ملے گا یہاں تک کہ تمہیں اپنی بیوی کے مونہہ میں لقمہ ڈالنے پر بھی اجر ملے گا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد رہوں گا، آپ نے فرمایا کہ

انك لن تخلف فتعمل عملا صالحا.

"اگر تو رہ جائے تو جو بھی نیک عمل کرے"

و زاد في مسلم تبتغي به وجه الله الا ازددت بها درجة ورفعة ولعلك ان تخلف حتى تنتفع بك اقوام ويضربك اخرون اللهم امض لا صحابي هجرتهم ولا تردهم على اعقابهم"

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ تو ان سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے تو اس سے تیرا درجہ اور بلندی بڑھ جائے گی اور شاید کہ تو پیچھے رہ جائے اور تجھ سے کئی لوگ فائدہ اٹھائیں اور کئی لوگوں کو تجھ سے تکلیف پہنچے، اے اللہ میرے اصحاب کے لیے ہجرت جاری کردے اور ان کو ان کی ایڑیوں پر واپس نہ کرنا۔" لیکن مصیبت زدہ سیدنا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ پر نبی ﷺ ترس کھا رہے ہیں کہ وہ مکہ میں فوت ہوئے ہیں۔ ❷

---

❶ البخاری (١٢٩٦ و ٢٧٤٢ و ٣٩٣٦) والموطا (٧٦٣/٢) و مسلم ١٦٦٨ و الترمذی ٩٧٥ و ابو داود ٢٨٦٤

❷ مسلم (١٦٦٨ و ٥)

ابن مزین اپنی موطا کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ وہ مکہ میں ہی فوت ہونے تک مقیم رہے اور ہجرت نہ کی تو نبی ﷺ نے ان کے لیے یہ بات پسند نہیں کی اور اس کے لئے رحم کھایا۔

ابن مزین یہاں وہم کا شکار ہو گئے ہیں کیونکہ سیدنا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تھی اور وہ جنگ بدر میں شامل ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہجرت کے بعد اس کے مکہ کی طرف لوٹنے اور اس کی وہاں موت پر ترس کھا رہے ہیں، اس کو بخاری وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور یہ بات مسلم نے بھی ذکر کی وہ قریشی ہیں۔ [1]

اوقاف اور احباس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

الواضحہ میں واقدی نے حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ سے روایت کیا ہے کہ ہم نے پوچھا کہ اسلام میں سب سے پہلے کون سا مال بند اور وقف تھا تو کسی کہنے والے نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے احباس واوقاف تھے، یہی انصار کا بھی قول تھا [2] اور مہاجر کہنے لگے سب سے پہلے جو مال بند ہوا وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مال تھا جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو زہرہ، اہل رائج اور حسیکہ [3] کی بڑی کھلی زمینیں دیکھیں، یہ لوگ نبی ﷺ کی تشریف آوری سے تھوڑا عرصہ قبل جلاوطن کر دیئے گئے تھے کچھ ان میں سے ایسے بھی تھے کہ جو نبی ﷺ کے آنے کے بعد اپنی زمین سے ہٹے اور دور ہوئے، وہ اپنی وسیع زمینیں چھوڑ گئے کچھ ان میں سے کشادہ صاف زمینیں تھیں اور کچھ ردی قسم کی بھی تھیں جو آبی نہیں تھیں جنہیں وہ لوگ خشاشیر کہتے تھے۔ ان زمینوں میں کچھ حصہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا جس کو ثمغ [4] کہتے تھے، پھر اس کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہود سے کچھ مزید

---

[1] انظر شرح الحدیث لفواد عبدالباقی فی فاتحۃ (۱٦٦٨) فانہ شرح وافٍ۔

[2] الواقدی محمد بن عمر بن واقد الاسلمی متروك مع سعة علمه كما قال الحافظ فی التقریب و حصین بن عبدالرحمن ضعفه احمد و ذكره ابن حبان فی ثقات اتباع التابعین فروایته عن الصحابة مرسلة

[3] حسیكة موضع بالمدینة كان بها یهود من یهودها

[4] ثمغ مال كان لعمر رضی اللہ عنہ

زمین خریدلی، یہ مال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بہت اچھا لگا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ عادت تھی کہ وہ اچھی چیز فی سبیل اللہ دیدیتے تھے، تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ میرا مال مجھے بہت اچھا لگتا ہے، میں اسے بہت پسند کرتا ہوں، آپ فرمایا: **حبّس اصلہ و سبل ثمرتہ** [1] اس کا اصل تو روک لو اور اس کا پھل فی سبیل اللہ آزاد چھوڑ دو۔

مطرف، عمری سے وہ نافع سے، وہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ثمغ پہلا صدقہ تھا جو اسلام میں صدقہ کیا گیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ صدقہ کرنا چاہتے تھے، انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی اے اللہ کے رسول آپ مجھے مشورہ دیں کہ میں اپنے اس مال میں صدقہ کا کیا طریقہ اختیار کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا **حبس اصلها وسبل ثمرتها** [2] اس کا اصل اپنے پاس محفوظ رکھو اور اس کا پھل فی سبیل اللہ خیرات کردو۔

مسور بن رفاعہ، محمد بن کعب القرظی سے روایت کرتے ہیں کہ پہلا صدقہ جو اسلام میں ہوا وہ نبی ﷺ کا صدقہ تھا، تو آپ نے اپنے اموال فی سبیل اللہ وقف کردیے تھے، میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا صدقہ پہلا صدقہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ کی ہجرت سے بائیس ماہ کے سرے پر احد میں مخیریق قتل ہوگیا تو اس نے وصیت کی کہ اگر مجھے مصیبت موت آپہنچے تو میرا مال سالم رسول اللہ ﷺ کو دیدینا جہاں اللہ تعالیٰ انہیں بتائے وہ اسے خرچ کریں، نبی ﷺ نے اسے صدقہ بطور وقف کردیا۔ اور یہ سات باغ تھے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تو خیبر سے واپسی کے وقت ۷ھ میں ثمغ وقف کیا اور خیبر ۶ چھ میں فتح ہوا۔ [3]

زہری کہتے ہیں سات باغ جو نبی کریم ﷺ کا صدقہ تھا جو بنونضیر کے اموال سے تھا وہ

---

1. النسائی ۲۳۰/۶ ۔ وابن ماجه ۲۳۹۸ ۔ والبیهقی ۱۶۲/۶ ۔ عن عمر رضی اللہ عنہ واسناده صحیح
2. احمد ۲۵۶/۲ و ۲۵۷ عن ابن عمر رضی الله عنهما وهو حدیث صحیح۔
3. ابن سعد ۳۸۸/۱ ذکر صدقات رسول الله ﷺ و ابن کثیر ۲۳۷/۳ من کلام محمد بن کعب القرظی موقوفا علیه۔

احد سے واپسی پر ہوا کہ آپ نے مخیّریق کے اموال بطور صدقہ وقف تقسیم کر دیئے۔ ❶

محمد بن سہل بن ابی جثامہ نے کہا بنو نضیر کے اموال میں سے جو نبی ﷺ نے صدقہ کر دیئے وہ یہ سات باغ تھے۔

(۱) الاعراف (۲) الصافیہ (۳) الدلال (۴) المثبت (۵) برقہ (۶) حسنی (۷) مشربہ ام ابراہیم۔

اس کو مشربہ اس لیے کہتے تھے مشربہ اس میں رہتی تھیں اور یہ مال سلام بن مشکم نضری کا تھا۔ ❷

واقدی نے کہا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ سات باغ تھے اور یہی ان کے نام تھے۔

نسائی میں قتیبہ بن سعید نے ابوالاحوص سے انہوں نے ابواسحٰق سے، انہوں نے عمرو بن حارث سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے نہ درہم چھوڑے نہ دینار اور نہ لونڈی نہ غلام، صرف ایک شہباء خچر تھی جس پر آپ سوار ہوتے تھے اور کچھ آپ کے ہتھیار تھے اور کچھ زمین تھی جسے فی سبیل اللہ وقف کر دیا تھا۔ ❸ قتیبہ بن سعید نے مسند کبیر للنسائی میں کہا ہے کہ فی سبیل اللہ وقف بطور صدقہ کر دیا تھا۔ ❹

اسی طرح نسائی نے ذکر کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے زمین کا جو صدقہ کیا تھا، وہ آپ کو خیبر سے ملی تھی اور اس صدقہ میں کہا کہ اس کا اصل نہ فروخت کیا جا سکتا ہے، نہ ہبہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہو سکتا ہے۔ یہ فقراء، صاحب قرابت، غلام آزاد کرانے، فی سبیل اللہ مہمانوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ جو شخص اس کا سرپرست بنے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ خود کھائے یا اپنے مہمان یا دوست کو کھلائے مگر اس کو وہ اپنا مال نہیں بنا سکتا۔ ❺

---

❶ ابن سعد ۳۸۸ ❷ ابن سعد ۳۸۸/۱

❸ النسائی ۲۲۹/۶ عن عمرو بن الحارث الخزاعی واسناده صحیح

❹ النسائی ۲۲۹/۶ و ۳۵۹۴ عن عمر وهو حدیث صحیح

❺ النسائی ۲۳۰/۶ و ۲۵۹۹ عن عمر وهو حدیث صحیح

صدقات، ہدایا (ہبہ) عمریٰ (صدقہ) اوران کے ثواب کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم

مؤطا امام مالک میں ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ انصار میں سے بنو حارث بن خزرج کے ایک آدمی نے اپنے والدین پر صدقہ کیا اور وہ دونوں فوت ہو گئے اور ان کے مال کا وہ ہی وارث ہوا وہ مال کھجور کے درخت تھے، اس بارہ میں اس نے نبی ﷺ سے پوچھا، آپ نے فرمایا:

قد اجرت فی صدقتك و خذها بمیراثك. ❶

تجھے اپنے صدقہ کا اجر مل گیا ہے اب تو اس کو اپنی وراثت میں لے سکتا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں کتاب اقضیۃ رسول اللہ (ﷺ) میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک عورت کے متعلق فیصلہ کیا جس کو اس کے بیٹے نے کھجوروں کا ایک باغ دیا تھا، وہ فوت ہوگئی تو اس کے بیٹے نے کہا یہ میں نے اس کو صرف اس کی زندگی تک کیلئے دیا تھا، اس کے کچھ بھائی بھی تھے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ھی لھا حیاتھا و موتھا“ یہ صدقہ اس کی زندگی کے لیے بھی ہے اور موت کے بعد بھی اسی کا ہے۔ تو اس شخص نے کہا یہ میں نے صرف اسی پر صدقہ کیا تھا، آپ نے فرمایا ”فذالك أبعدلك“ ❷ کہ یہ بات تیرے اختیار سے بہت دور ہے۔

مؤطا اور بخاری و مسلم میں سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ انہیں لے کر نبی ﷺ کے پاس گئے تا کہ جو غلام انہوں نے ان کو بخشا تھا اس پر آپ کو گواہ بنائیں، تو انہوں نے آپ سے کہا اے اللہ کے رسول میں نے اپنے بیٹے کو اپنا ایک غلام بخشا ہے آپ نے فرمایا ”اکل ولدك“ اور یونس اور معمر کی روایت ”اکل بنیك“ آگے مسلم

---

❶ مالك (۳۰۰۱) باب صدقة الحی عن المیت بلاغا

❷ ابن ابی شیبة (۱۸۳/۱۰) و ابو داؤد (۳۵۵۷) و البیهقی ۱۷۴/۶ عن جابر رضی اللہ عنہ

میں ہے "نحلته مثل هذا" کیا تو نے اپنے تمام بیٹوں کو اس طرح عطیہ دیا ہے تو میرے والد نے کہا کہ نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا "فارتجعه" [1] تو اسے بھی واپس لے لو۔

کتاب مسلم میں ہے: اتقوا الله واعدلوا فی اولادکم [2] کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو۔ سیدہ ام نعمان عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا بشیر رضی اللہ عنہ کو یہ کہا تھا کہ کیا تو نے اپنے ہبہ پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنایا ہے۔ تو اس نے اس کو ایک سال ملتوی کر دیا پھر وہ ہبہ اپنی بیوی کو بخش دیا، تو اس نے کہا جب تک تو نبی ﷺ کو گواہ نہ بنائے تو میں اسے لینا پسند نہیں کرتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لا اشهد علی جور" [3] کہ میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا۔

اپنے چھوٹے بیٹے کے مال جمع کرنے کے متعلق یہ ایک بہت بڑا اصول ہے، اگر کوئی آدمی اپنے بڑے بیٹے یا کسی اجنبی پر صدقہ کرنا چاہے یا اس کو کوئی چیز ہبہ کرنا چاہے تو ہبہ کی گئی چیز جس کیلئے ہبہ کی گئی ہے، اس چیز پر اس کا قبض کرنا ضروری ہے اس مسئلہ میں بنیاد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ قول ہے جو انہوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا تھا۔

لو کنت خزتیه کان لك وانما هو الیوم مال وارث. [4]

اگر تو نے اس مال کو سمیٹ لیا ہوتا تو یہ تیرا ہو گیا ہوتا مگر اب تو یہ وارثوں کا مال ہے۔

جب سورۃ الھاکم التکاثر o نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یقول ابن اٰدم مالی مالی وهل لك من مالك الا ما اکلت فافنیت اولبست فابلیت او تصدقت فامضیت. [5]

---

[1] البخاری ٢٥٧٦٠ و مالك (٧٥١/٢) و (١٥٢) و مسلم (١٦٢٣ و ٩) والنسائی ٢٥٨/٦ عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

[2] مسلم ١٦٢٣ و ١٣ من حدیث النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

[3] بخاری (٢٦٥ و مسلم ١٦٢٣ و ١٤ عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

[4] عبدالرزاق فی المصنف (١٦٥٠٧) والبیهقی (١٧٠/٦) واسناده صحیح

[5] مسلم ٢٩٥٨۔ والترمذی ٢٣٤٢۔ ابن حبان ٧٠١١۔ من حدیث عبدالله بن الشخیر رحمہ اللہ

''ابن آدم کہتا ہے ''میرا مال میرا مال'' مگر اے ابن آدم تجھ کو وہی کچھ ملے گا جو تو نے کھالیا اور ختم کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر لیا یا تو نے صدقہ کر کے اس کو جاری کر دیا۔''

یہاں نبی ﷺ نے صدقہ میں امضاء یعنی جاری کرنے کی شرط لگا دی اور ''امضاء'' قبض کرنے کو کہتے ہیں عاریہ اور سلف اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا قبض کرنا عمل میں نہ آ جائے یا جس طرح وصیت اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وصیت کرنے والا فوت نہیں ہو جاتا۔

مصنف عبدالرزاق میں طاؤس سے ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کوئی چیز نبی ﷺ کو ہبہ کی تو آپ نے اس کو اس کا بدلہ دیا، راضی نہ ہوا، آپ نے اس کو زیادہ دیا راوی کہتا ہے میرا خیال ہے تین دفعہ اس نے اس طرح کہا کہ وہ راضی نہ ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

لقد هممت ان لا اقبل هبة وربما قال معمر ان لا اقبل الا من قرشي او انصاري او ثقفي [1] و في حديث ابي هريره او دوسي. [2]

میرا ارادہ ہے کہ میں کسی کا ہبہ قبول نہ کروں۔ بہت دفعہ معمر نے کہا کہ آپ نے فرمایا: کہ ہبہ صرف قرشی، انصاری، ثقفی کا قبول کروں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یا دوسی کا ہبہ قبول کروں۔

اصیلی کی دلائل میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی نے ایک اونٹنی بطور ہدیہ دی، آپ نے اس کے بدلہ میں چھ اونٹ دیئے مگر وہ شخص پھر بھی راضی نہ ہوا اور بخاری میں یہ حدیث اس طرح ہے کہ:

---

[1] عبدالرزاق في المصنف (١٦٥٢١) عن معمر عن ابن طاؤس عن ابيه فذكره مرسلاً۔

[2] احمد ٢٩٢/٢ والترمذي (٣٩٤٥) والبخاري (٥٩٦) وابو داؤد (٣٥٣٧) عن ابي هريره رضی اللہ عنہ و اسناده حسن۔

ہمیں عبداللہ بن یونس نے عبداللہ بن وہب سے حدیث بیان کی، ان کو یونس نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب مہاجر مکہ سے مدینہ آئے تو ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا اور انصار زمین اور جائیداد والے تھے، تو انصار ان کو اپنے اموال کے پھل ہر سال دے دیا کرتے اور مہاجران کی محنت ومشقت میں ان کا ہاتھ بٹاتے تھے اور ان کی ماں ام انس بن مالک ام سلیم اور ام عبداللہ بن ابی طلحہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ تو سیدہ ام انس نے نبی ﷺ کو ایک کھجوروں کا خوشہ دیا تو آپ نے وہ سیدہ ام ایمن، سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی ماں کو عطا کر دیا تھا۔

ابن شہاب نے کہا کہ مجھے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی ﷺ جب اہل خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے اور مدینہ واپس آئے تو مہاجرین نے انصار کو انکے دیئے پھل واپس کر دیئے تو نبی ﷺ نے سیدہ ام انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ان کی کھجوروں کا خوشہ جو عطا کیا تھا وہ واپس کر دیا۔ اور اپنی لونڈی ام ایمن اسامہ بن زید کی ماں کو اپنے باغ سے زیادہ دیا۔ یہ حدیث صحیح مسلم نے بھی روایت کی اور یہ بات زیادہ کی کہ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دس مثلیں یا ان کے قریب عطا فرمائیں۔ ❶

ابن شہاب کہتے ہیں سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا جو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں ان کے حالات یہ ہیں کہ وہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی لونڈی تھیں، اور حبشہ کی تھیں جب نبی ﷺ اپنے والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تو سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا ان کی پرورش کرتی رہیں، جب رسول اللہ ﷺ بڑے ہوئے تو آپ نے اسے آزاد کر دیا پھر سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا، یہ نبی ﷺ کی وفات کے پندرہ ماہ بعد فوت ہوئیں۔ واقدی کہتے ہیں کہ سیدنا ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکہ تھا اور یہ حدیث زہری سے صرف یونس نے روایت کی ہے اور یہ موطا میں کتاب الاصیلی کے حاشیہ پر درج ہے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ البخاری ۲٦۳۰) و مسلم (۱۷۷۱) عن انس رضی اللہ عنہ

ایما رجل اعمر عمری[1] له ولعقبه فانها للذی یعطاها لا ترجع الی الذی اعطاها ابدا لانه اعطی عطاء وقعت فیه المواریث.[2]

جو آدمی بھی کسی کو عمری (صدقہ) اس کے اور اس کے پچھلوں کے لیے دے تو وہ اسی کا ہوگا جس کو دیا گیا ہے دینے والے کی طرف واپس نہیں ہوگا کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا جس میں وراثت واقع ہوگئی۔

مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے یحییٰ کی روایت مالک سے مروی ہے مگر اس میں ''ابدا'' کا لفظ نہیں ہے۔

مسلم میں ہی یحییٰ اور محمد سے روایت ہے اور لیث بن سہل سے، وہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے، وہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔

من اعمر رجلا عمری له ولعقبه فقد قطع قوله حقه فیها وهی لمن اعمر و عقبه.[3]

جس نے کسی شخص کو اس کے اپنے اور اس کے پچھلوں کے لیے عمری (صدقہ) دیا تو اس کی بات نے اس میں اس کا حق ختم کردیا، اب وہ جس کو عمری دیا گیا ہے اسی کا اور اس کے پچھلے کا ہوگا۔

ایک اور حدیث میں اسحق بن ابراہیم اور عبد بن حمید سے مروی ہے اور یہ لفظ عبد کے ہیں، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں عبدالرزاق نے معمر سے، ان کو سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ وہ عمری (صدقہ) جسے رسول اللہ ﷺ نے جائز کیا، وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کہے کہ جب تک تم زندہ ہو یہ چیز تمہاری ہے تو (پھر اس کی وفات کے

---

[1] عمری اس صدقے کو کہتے ہیں جو کسی کو زمین یا گھر عمر بھر کیلئے دیا جائے اور کہا جائے کہ موت کے بعد یہ واپس ہو جائے گا۔ [2] مالك (٧٥٦/٢) و (٢٩٥٣) عن جابر رضی اللہ عنہ

[3] مسلم (١٦٢٥ و ٢١) عن جابر رضی اللہ عنہ

www.KitaboSunnat.co

بعد) یہ چیز اس کے مالک کے پاس واپس آجائے گی۔ ❶

معمر نے کہا کہ امام زہری اس پر فتوی دیتے تھے۔

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا ہے کہ جو کسی کو اس کے اپنے اور اس کے پچھلوں کے لیے عمری دے دے تو وہ کلی طور پر اسی کا ہوگا اور دینے والے کی طرف واپس نہ ہوگا اور نہ ہی دینے والا اس میں شرط یا استثناء کر سکتا ہے۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اس لیے ہے کہ اس نے ایسا عطیہ دیا جس میں وراثتیں واقع ہوگئیں اور وراثتوں نے اس کی شرط کاٹ (ختم کر) دی۔ ❷

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

العمری لمن وھبت له. ❸

عمری اسی کا ہوگا جس کو وہ بخش دیا گیا ہے۔

ابن ابی زید نے کہا کہ نبی ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے ''**لا ترجع الی الذی اعطاھا**'' یعنی جس نے دیا ہے اس کو یہ عطیہ واپس نہیں ہوتا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو عطیہ دیا گیا ہے جب تک اس کے ورثاء موجود ہوں تو وہ ان کو منتقل ہو جائے گا اور جب وہ ختم ہو جائیں تو وہ عطیہ دینے والے کی طرف واپس ہو جائے گا۔

آپ کا جو یہ فرمان ہے ''**فانھا للذی یعطاھا**'' یعنی وہ اسی کا ہے جس کو دیا گیا ہے، اس چیز کا نفع اسی کا ہے، اس کو وہ اصل چیز نہیں ملے گی، اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اصل وارث کی طرح نہیں ہوگا۔ اس میں اس کی بیوی شامل نہیں ہوگی، اسی طرح پچھلوں میں جو معروف طور پر شامل نہ ہوں وہ اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ اور ''**عمرتك**'' والا لفظ ''**عمر**'' سے ماخوذ ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اس کا وقت مقرر کیا جائے یا اسے عمر

---

❶ مسلم (١٦٢٥ و ٢٣) عن جابر رضی اللہ عنہ

❷ مسلم (١٦٢٥) و (٢٤) و النسائی ٢٧٦/٦ و ٢٧٤٧ عن جابر رضی اللہ عنہ

❸ مسلم ١٦٢٥ و ٢٥ عن جابر رضی اللہ عنہ

سے مشروط کیا جائے اور مدینہ میں اس پر عمل جاری ہے، امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔ ابن ابی زید کی بات ختم ہوگئی۔

امام شافعی وغیرہ نے حدیث مذکور کی یہ تاویل کی ہے کہ عمری جب عمری دیئے گئے شخص کو اور اس کے پچھلوں کو دیا جائے تو وہ عمری دینے والے کی طرف واپس نہیں ہوتا، اگرچہ عمری دیا گیا شخص اور اس کے پچھلوں میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے۔ مگر یہ بات حدیث میں لکھی ہوئی نہیں ہے۔ ابوحنیفہ، شافعی، سفیان ثوری اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ عمری (صدقہ) ہبہ کی طرح ہے، یہ جس کو دیا جائے وہ اس کا مالک بن جاتا ہے چاہے پچھلوں میں سے کوئی ہو یا نہ ہو اور چاہے دینے والا شرط لگائے یا نہ لگائے اور یہ شرط بالکل ہو جائے گی اور کبھی بھی وہ واپس نہیں ہوسکتا اور اپنے دیگر مال کی طرح عمری دیا گیا شخص اس کو فروخت بھی کرسکتا ہے۔

تو عمری میں تین اقوال صحیح ثابت ہیں۔ پہلا ابوحنیفہ، شافعی، مالک اور دوسرا جوان کے ساتھ ذکر کئے جاتے ہیں جس طرح طارق نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر فیصلہ کیا اور تیسرا قول اس شخص کا ہے جو پیچھے رہنے والوں میں اور عمری دیئے گئے کی زندگی والا فرق کرتا ہے تو معقبہ یعنی جو پچھلوں کے لیے ہو اس کے متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ کبھی بھی دینے والے کی طرف واپس نہیں ہوگا اور اگر معقبہ نہ ہو تو جس کو دیا گیا ہے اس کے مرنے کے بعد واپس ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ نبی ﷺ کا ارادہ کیا تھا مگر مسلم کی ایک روایت ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک عورت نے مدینہ میں رہتے ایک بیٹے کو ایک باغ دیا تو وہ فوت ہوگیا اور اس کے بعد وہ خود بھی فوت ہوگئی، اولاد بھی اور مرد کے بھائی بھی تھے، اس عورت کی اولاد نے کہا کہ یہ عطیہ باغ کا ہماری طرف واپس آ گیا، عمری دیئے گئے کی اولاد نے کہا کہ یہ ہمارے باپ کا باغ اس کی زندگی میں تھا اور موت کے بعد بھی اسی کا ہے تو یہ جھگڑا طارق، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مولی کے پاس چلا گیا، انہوں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے متعلق گواہی دی کہ آپ ﷺ نے عمری کے

متعلق اصل مالک کے حق میں فیصلہ کیا ہے تو اس کے مطابق طارق نے فیصلہ کیا، پھر عبدالملک کو بھی اس کی اطلاع میں خط لکھا اور یہ بھی بتایا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اس کی گواہی دی ہے، تو عبدالملک نے کہا سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں اور پھر طارق نے وہ فیصلہ نافذ کر دیا ہے، یہ باغ آج عمری دینے والے کی اولاد کی ملکیت میں ہے۔ اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ عمری اس عورت نے اپنے بیٹے اور اس کے پچھلوں کو دیا جس طرح دیگر گذری ہوئی احادیث میں ہے۔ ❶

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے پہلے گذر چکا ہے کہ انہوں نے کہا جب وہ کہے کہ جب تک تو زندہ رہے تو یہ تیرا ہے تو وہ (اس کے مرنے کے بعد) اپنے مالک کی طرف واپس چلا جائے گا۔

مسدد کی روایت ہے کہ یحییٰ نے سفیان سے، انہوں نے حمید الاعرج سے انہوں نے محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے کہ ''انصار کے ایک آدمی نے اپنی ماں کو باغ اس کی زندگی تک دیا تو وہ فوت ہوگئی'' اور مسلم کی طرح حدیث بیان کی، یہ حدیث امام مالک کے مسلک کو قوی کرتی ہے۔ ❷

تشبیہ والی چیزوں میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

مؤطا' بخاری اور مسلم میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا جو بچہ ہوگا وہ میرا ہے اس لیے وہ لے لینا، چنانچہ فتح مکہ کے سال سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے، میرے بھائی نے مجھے کہا تھا کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ لے لینا، تو عبد بن زمعہ نے کہا نہیں یہ میرا بھائی اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور اسی کے بستر پر پیدا ہوا ہے، وہ دونوں یہ جھگڑا لے کر نبی ﷺ کے پاس چلے گئے تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ

---

❶ مسلم ١٦٢٥ و ٢٨) عن جابر رضی اللہ عنہ

❷ ابو داود (٣٥٥٧) عن جابر رضی اللہ عنہ وھو حدیث صحیح۔

نے کہا اے اللہ کے رسول یہ میرا بھتیجا ہے عبد بن زمعہ نے کہا میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "هو لك يا عبد بن زمعه" اے عبد بن زمعہ یہ لڑکا تیرا ہے، پھر آپ نے فرمایا "الولد للفراش وللعاهر الحجر" بچہ بچھونے والے کا اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ اس سے پردہ کرنا کیونکہ آپ نے دیکھ لیا تھا کہ اس کی مشابہت عتبہ بن ابی وقاص سے ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر اس کو سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کے مرنے تک نہیں دیکھا [1] اور ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی بیوی تھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کی وصیت نافذ کرنا جائز ہے کیونکہ عتبہ بن ابی وقاص کافر تھا، اسی نے نبی ﷺ کے سامنے والے رباعی دانت توڑے تھے تو نبی ﷺ نے اس کے خلاف بددعا سال گذرنے سے پہلے کفر کی حالت میں موت سے دوچار ہو تو ایک سال گذرنے سے پہلے پہلے یہ مر گیا۔ یہ بات عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں ذکر کی ہے، اسی طرح ابن ابی خثمہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ وہ کافر مرا تھا۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کوئی شخص اپنے مشتبہ (ہم شکل) بھائی کو اپنے نسب میں شامل کر سکتا ہے اور بیٹے کو اپنے ساتھ ملانے میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں۔

اس حدیث میں برائی کے ذرائع کاٹ دینے کے حکم کے متعلق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل لی ہے کہ حرام میں واقع ہو جانے کے ڈر سے مباح سے بھی منع کیا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ. (النور: ٣١)

عورتیں اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں کہ ان کی چھپی ہوئی زینت معلوم ہو۔ یا جس طرح اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع فرما دیا کہ تم "راعنا" نہ کہو حالانکہ وہ اس سے نبی ﷺ کو تکلیف دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے مگر چونکہ یہودی اس سے "یا ارعن" یعنی "اے بیوقوف"

[1] البخاری (٢٠٥٣) و مسلم (١٤٥٧) و الموطا ٧٣٩/٢ عن عائشة رضی اللہ عنہا

مراد لیتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ لفظ نبی ﷺ کے لیے بولنے سے منع کر دیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ہفتہ کے دن شکار کرنے سے منع فرمایا تو ان میں سے بعض نے حیلہ کر کے ہفتہ کے دن سے پہلے شکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پہلے اور بعد والے شکار کو بھی ہفتے کے دن شکار کرنا قرار دیا، اس پر وہ عذاب بھی کیے گئے اور بندر اور خنزیر بنا دیے گئے، تو معلوم ہوا کہ حرام کے ذرائع بھی حرام ہیں۔

اسی طرح نبی ﷺ نے ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ ابن زمعہ ان کا بھائی ہے کیونکہ وہ ان کے باپ کے بستر پر پیدا ہوا مگر اس کے ساتھ ساتھ اس کو اجنبی قرار دیا اور کہا کہ وہ اس سے پردہ کریں اور وہ ان کو دیکھنے نہ پائے تو، یہاں آپ نے دو حکم فرمائے، ایک ظاہر کے مطابق اور ایک باطن کے مطابق۔

اس بارہ میں امام شافعی نے حکم کے باطل کرنے کو ذرائع کے ختم کرنے کے تابع کہا ہے کہ حکم ایک ہی ہوگا حتی کہ انہوں نے فرمایا کہ مرد کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی عورت کو اپنے بھائی کے دیکھنے سے منع کر دے اور نبی ﷺ کا فرمان ''احتجبی عنه'' کہ ابن زمعہ سے پردہ کرنا یہ پرہیز و اختیار پر مبنی ہے اور یہ حکم اس حکم کے خلاف ہے جو نبی ﷺ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو فلج ابن القعیس کے بھائی کے متعلق فرمایا جو ان کا رضاعی چچا تھا کہ ''انہ عمك فليلج عليك'' [1] یہ تیرا چچا ہے اس لیے یہ تیرے پاس آ سکتا ہے، تو نبی ﷺ ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بھائی کے دیکھنے سے کیسے منع کر سکتے تھے۔

امام بخاری نے شہادت کی تفسیر میں حدیث ''يريبك الى مالا يريبك'' کے ساتھ ہی ذکر کیا ہے [2] اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو چیز تمہیں مشکوک نظر آئے وہ چھوڑ دو اور جس میں

---

[1] البخاری ۵۲۳۹ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

[2] مسند احمد ۲۰۰/۱ والترمذی ۲۵۱۸ والنسائی ۳۲۷/۸ وا بن حبان ۷۳۲ عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ وھو حدیث صحیح۔

شک نہیں اس کو اپنا لو۔

اور یہ حدیث بھی امام مالک کے قول کی تائید کرتی ہے اور امام شافعی کے قول کی مخالفت کرتی ہے۔

نبی ﷺ کا جو یہ فرمان ہے۔

"وللعاهر الحجر" کہ زانی کیلئے پتھر ہیں اور بچہ بستر والے کو ملے گا، اس میں بچے کو زانی سے نفی فرمائی اور فرمایا اس کو کچھ نہیں ملے گا اور نہ ہی اس کی طرف منسوب ہوگا جیسے عرب کہتے ہیں "بضمك الحجر" یعنی تیرے مونہہ پتھر ہیں، یعنی تجھے کچھ نہیں ملے گا۔

داؤدی کہتے ہیں "للعاهر الحجر" کا مطلب یہ ہے کہ شادی شدہ زانی رجم کیا جائے گا اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ کوئی حرام کسی حلال کو حرام نہیں کر سکتا۔ اسی طرح انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کا پردہ کرنے کا حکم دینا صرف احتیاط اور اختیار کے طور پر تھا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ زنا حلال کو بھی حرام کر دیتا ہے۔

امام مالک کا قول اس بارہ میں مختلف ہے کبھی تو کہا کہ حرام حلال کو حرام نہیں کر سکتا اور کبھی کہا حرام کر دیتا ہے، مگر زیادہ تر ان کے اور ان کے اصحاب کا مذہب یہی ہے کہ حرام، حلال کو حرام نہیں کر سکتا۔

غلاموں کی آزادی، قرعہ اندازی کی وصیت، خاوند والی، مدبرہ، امہات الاولاد اور مکاتبت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم

مصنف عبد الرزاق میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ میت کی وصیت جاری کرنے سے

پہلے اس کا قرضہ ادا کیا جائے اور تم کہہ رہے ہو کہ "من بعد وصية يوصى بها او دين"، ❶ بعد اس وصیت کے وصیت کی جائے اور بعد قرضہ کے۔

علماء کا آپس میں اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرض وصیت سے پہلے ادا کیا جائے۔

مؤطا وغیرہ میں حسن بصری اور محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں ایک آدمی نے مرتے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیئے، آپ ﷺ نے ان کا ثلث قرعہ اندازی کر کے آزاد کر دیئے باقی (ورثاء کو) واپس کر دیئے۔ ❷

امام مالک کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی کہ اس شخص کا ان غلاموں کے بغیر کوئی حال نہیں تھا۔ اور یہ حدیث مؤطا کے علاوہ حسن اور محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور اس روایت میں ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ غضبناک ہوئے اور فرمایا:

"لقد هممت ان لا اصلى عليه" میرا ارادہ تھا کہ میں اس کی نماز جنازہ نہ پڑھوں۔ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لو ادركته مادفن مع المسلمين" اگر میں آ جاتا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ دفن نہ کیا جاتا۔ پھر آپ ﷺ نے قرعہ اندازی کر کے دو غلام آزاد کر دیئے اور چار کو غلام ہی رہنے دیا۔ ❸

ایک اور حدیث میں ہے کہ انصار کی ایک عورت نے چھ غلام آزاد کر دیئے تو نبی ﷺ چھ تیر منگوا کر ان میں قرعہ اندازی کر کے دو کو آزاد کر دیا باقی غلام ہی رہنے دیئے۔ ❹

---

❶ عبدالرزاق ١٩٠٣ احمد ٧٩/١ والترمذی ٢٠٩٥ و ابو یعلی ٣٠٠ عن علی رضی اللہ عنہ اسناده حسن۔

❷ مالك فی المؤطا ٧٧٣/٢ و ٢٧٢٠ وهو مرسل و رجاله ثقات وصله مسلم ١٦٦٨ الترمذی ١٣٦٤ عن عمران بن حصين رضی اللہ عنہ

❸ عبدالرزاق ١٦٧٤٩ والبيهقی ٢٨٦/١٠ عن عمران بن حصين رضی اللہ عنہ حديث صحيح

❹ عبدالرزاق (١٦٧٥١) والبيهقی ٢٨٦/١٠ عن ابن جريج

مصنف کے علاوہ کسی دوسری کتاب میں ہے کہ آپ نے ان کے تین حصے کیے جن میں سے دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام ہی رہنے دیا[1]

اسماعیل نے کہا یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کی قیمت لگائی۔ سلیمان بن موسیٰ کہتے ہیں مجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ نبی ﷺ نے ان کی قیمت لگائی، اگر سلیمان کی یہ بات صحیح بھی ہو جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ ان کی قیمت اگر برابر ہو تو ٹھیک، ورنہ ان کی قیمت لگائی جائے تا کہ وصیت تہائی سے زیادہ نہ ہو جائے اور پہلی حدیث مسلم میں محمد بن سیرین سے مروی ہے وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مسنداً روایت کرتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ (پورے مال کے) ثلث میں وصیت کو نافذ کرنا چاہیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے موقع پر قرعہ اندازی سے آزاد کرنا درست ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو شخص ثلث کا کفیل ہے، تو وہ ثلث کی طرف وصیت کو پھیر دے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مرض اور بیماری میں آزادی کو کاٹنا اور ختم کرنا وصیت کرنے کی طرح ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں حاکم خود موجود ہو وہاں وہ خود ہی مال کی قیمت لگائے کسی اور کو کچھ بھی سرپرستی نہ دے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے حقوق جو اس کے مالک کے ذمہ ہیں ان کے حصول کے لیے کسی کو دعوت دے تو وہ شخص ان دونوں میں فیصلہ کر سکتا ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تہائی کی وصیت قرابت کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی درست ہے۔ مگر طاؤس وغیرہ اس کے خلاف ہیں کہ جو شخص رشتہ داروں کے علاوہ کسی اور کے لیے وصیت کرے اور رشتہ داروں کے لیے نہ کرے تو اس کی وصیت باطل نہیں ہوگی اور بعض نے کہا اگر غیر قرابت میں وصیت کرے تو تہائی وصیت قرابت والوں کو دی جائے گی۔

---

[1] النسائی ٦٤/٤ عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ وھو حدیث صحیح

مصنف عبدالرزاق میں سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا وارث کے لیے وصیت درست نہیں اور عورت کے لیے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے کچھ بھی لینا جائز نہیں۔ ❶

ایک روایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک مدبر غلام کو فروخت کر دیا تھا۔ مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کے بغیر اس کے مالک کا اور کوئی بھی مال نہ تھا۔

ابن شعبان کی کتاب میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک آدمی نے اپنا غلام مدبر کر دیا، وہ محتاج تھا اور اس پر قرض تھا، تو آپ ﷺ نے اس کو آٹھ سو درہم کا فروخت کر کے فرمایا، ''اقض دینك و انفق علی عیالك'' ❷ قرضہ بھی ادا کرو اور اپنے عیال پر خرچ بھی کرو۔

مالک وغیرہ نے یہ تاویل کی ہے کہ پہلی حدیث زیادہ صحیح ہے کہ نبی ﷺ نے مدبر کو مدبر کی موت کے یا زندگی میں اس قرضہ کی وجہ سے فروخت کر دیا تھا جو اس پر مدبر کرنے سے پہلے موجود تھا۔

ابن ابی زید نے کہا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی ﷺ نے مدبر کو قرضہ کی وجہ سے فروخت کیا تھا کیونکہ نبی ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا اسے کون خریدتا ہے، تو جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ نے اس کو بلاوجہ فروخت نہیں کیا تو کچھ باقی نہ رہا کہ جو آپ ﷺ نے فیصلہ کیا اور جو کچھ لازم ہے اسے آدمی نافذ کر سکتا ہے۔

---

❶ عبدالرزاق ١٦٦٠٨ عن عکرمة رضی اللہ عنہ وھو جھالة الراوی عن عکرمة رضی اللہ عنہ بلفظ (قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه لیس لذات زوج وصیة فی مالھا شیئًا الاباذن زوجھا)

❷ احمد فی المسند ٣٠٥/٣ و ابو داود ٣٩٥٧ والنسائی ٣٠٤/٧ والطحاوی فی مشکل الاثار ٣٩٣٣٢

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا اور کوئی مال نہ تھا، وہ مر گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا "من یشترہ" اس کو کون خریدتا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختلاف ہے بعض روایات میں "اعتق" ہے یعنی آزاد کر دیا اور بعض میں دبر آیا یعنی آپ نے اس کو آزاد کیا۔

ابن ابی زید کی مختصر میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ صحابہ کرام کو غزوۂ اوطاس میں قیدی ملے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ عزل کے متعلق کیا خیال کرتے ہیں یعنی کہ یہ درست ہے کہ نہیں کیونکہ ہم تو قیمت کو پسند کرتے ہیں (اور جب لونڈی کی اولاد ہو جائے تو مالک کی وفات کے بعد وہ آزاد ہو جاتی ہے)

اس حدیث سے یہ دلیل ملتی ہے کہ جب لونڈی کی اولاد ہو جائے تو قیمت باطل ہو جاتی ہے۔ اور یہ واضح دلیل ہے جو نبی ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ نے ام ابراہیم کے متعلق فرمایا: اعتقها ولدها [1] اس کو اس کی اولاد نے آزاد کر دیا ہے۔

اور الواضحہ میں سعید بن میتب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امہات الاولاد کو آزاد کر دینے کا حکم دیا اور فرمایا:

"لا یجعلن فی وصیة ولا دین" یعنی امہات الاولاد کو وصیت اور قرضہ میں شامل نہ کیا جائے۔ مسلم کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن میتب کو پوچھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے امہات الاولاد کے متعلق کیا تھی، تو انہوں نے کہا کہ انہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تو آزاد نہیں کیا بلکہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ قرضہ میں فروخت نہ کی جائیں اور نہ وصیت میں نکالی جائیں۔ [2]

برقی کی کتاب رجال المؤطا میں سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے: کہ ام المؤمنین سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا ام ابراہیم نے تین ماہ عدت گذاری۔ برقی کہتے ہیں کہ وہ ۱۶ھ میں فوت

---

1. ابن ماجه (۲۵۱۶) والبیهقی ۳٤٦/۱۰ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما و اسناده ضعیف۔
2. البیهقی ۳٤٤/۱۰ وفی اسناده عبدالرحمن بن زیاد بن انعم قال الحافظ ضعیف فی حفظه وهو رجل صالح

ہوئیں۔صحیح حدیث میں ہے کہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ کچھ مدد کریں۔ بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ وہ مدد لینے آئیں اور ان کے ذمہ پانچ اوقیہ سونا تھا جو پانچ سال میں قسط وار تھا، یہ تمام [1] احادیث عروہ عن عائشہ میں ایک روایت عن عمر عن عائشہ ہے۔

مؤطا اور بخاری میں ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر تیرے گھر والے چاہیں تو میں انہیں تمام قسطیں ایک دو دفعہ میں ہی دے دیتی ہوں لیکن تیری ولاء میری طرف ہوگی۔تو سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئیں اور انہیں یہ بات بتائی تو انہوں نے انکار کردیا، انہوں نے واپس آ کر ام المؤمنین کو یہ بات بتائی، اس وقت رسول اللہ ﷺ بھی پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ان پر یہ بات پیش کردی ہے مگر وہ نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ تیری ولاء ہماری طرف ہوگی۔ جب ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا تو نبی ﷺ نے یہ بات سنی اور فرمایا:

خذيها و اشترطى لهم الولا قاتما الولاء لمن اعتق.

یعنی اس کو لے کر ولاء کی شرط کر کے آزاد کردے کیونکہ ولاء اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کردے۔

چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا، پھر نبی ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا

اما بعد "فما بال رجال يشترطون شروطا ليست فى كتاب الله! كل شرط ليس فى كتاب الله" و فى حديث اخر فى المؤطا "ماكان من شرط ليس فى كتاب الله فهو باطل و ان كان مأة شرط قضاء الله احق و شرط الله اوثق و انما الولاء لمن اعتق" [2]

---

[1] البخاری ٢٥٦٠ عن عائشة رضی اللہ عنہا

[2] البخاری ٣١٦٨ عن ابن المسيب و مسلم ١٥٠٤ و المؤطا ٧٨٠/٢ عن عائشة رضی اللہ عنہا

حمد وصلوۃ کے بعد ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی ایسی شرائط مقرر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہیں۔ مؤطا کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شرط بھی کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ باطل ہے چاہے وہ سو شرائط ہی کیوں نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ زیادہ مضبوط ہے ولاء تو اسی کو ملے گی جس نے غلام کو آزاد کیا۔

نبی ﷺ نے جو یہ فرمایا:

"کل شرط لیس فی کتاب الله"

ہر شرط جو کتاب اللہ میں نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شرط بھی کتاب اللہ کے خلاف ہو۔

اور یہ جو فرمایا:

"اشترطی لهم الولاء"

یعنی ان سے ولاء کی شرط کرلو، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خلاف ولاء کی شرط کرلو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اولٰئك لهم اللعنة ولهم سوء الدار٥ (الرعد ٢٥)

ایسے لوگوں کے لیے لعنت اور بُرا گھر ہے، یعنی ان کے خلاف اور ان پر بوجھ ہوگا۔

اس سے قبل لونڈی کے متعلق کہ جو لونڈی کسی خاوند کے نکاح میں ہو اور وہ آزاد ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے یہ سنن میں گذر چکا ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اسی لیے خریدا تھا کہ وہ مکاتبت کی رقم کی ادائیگی سے عاجز آ چکی تھی یہ بات مطرف وغیرہ نے کہی ہے۔

کتاب ابن شعبان میں ہے کہ پہلا مکاتبِ اسلام سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے ان کے مالکوں نے ان سے یہ مکاتبت کی کہ وہ سو پودے کھجور کے لگا دے [1] یہ عمل ان کے ذمہ قسط وار تھا تو نبی ﷺ نے انہیں فرمایا جب تو پودے لگانے لگے تو مجھے اطلاع دینا، پھر جب انہوں نے اطلاع دی تو آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی تو پہلی دفعہ ہی وہ سارے کے سارے کھجور کے پودے زندہ رہے [2] ان میں سے کوئی بھی نہ مرا اور نہ سوکھا۔

بعض نے کہا کہ اسلام میں پہلا مکاتب ابو مؤمل کی کنیت والا شخص تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو مومل کی امداد کرو، لوگوں نے اس کی امداد کی تو اس نے اپنی کتابت کی رقم ادا کردی اور کچھ رقم بچ گئی، تو اس نے نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ فی سبیل اللہ صدقہ کردو۔

جس غلام کا مثلہ کیا جائے یا اس کے چہرے پر تھپڑ مارا گیا تو اس کو آزاد کرنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ:

المدونہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ زنباغ کا ایک غلام تھا جس کا نام سندر یا ابن سندر تھا، اس نے دیکھا کہ وہ غلام اس کی ایک لونڈی کو چوم رہا ہے، زنباغ نے اس کو پکڑ کر اس کا ناک اور کان کاٹ دیئے، اس غلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر شکایت کی، تو آپ نے زنباغ کو بلایا اور فرمایا:

لا تحملوهم مالا يطيقون واطعموهم مما تاكلون واكسوهم مما تلبسون وما كرهتم فبيعوا وما رضيتم فامسكوا ولا

---

[1] الحاكم ٢/١٦ و صححه و وافقه الزهبى عن بريدة رضی اللہ عنہ واحمد فى المسند (٣٥٤٥) (والبزار (٢٧٢٦) والهيثمى فى المجمع ٣٣٧/٩ وقال رجاله ثقات۔

[2] ودیۃ کھجور کا وہ پودا ہوتا ہے جو کھجور کے درخت سے نکلتا ہے، اسے وہاں سے کاٹ کر اسے نئی جگہ لگایا جاتا ہے۔

تعذبوا خلق الله ثم قال رسول الله ﷺ من مثل به اوأ حرق بالنار فهو حر وهو مولى لله ورسوله.

جس کام کی ان غلاموں میں طاقت نہیں وہ ان پر نہ لادو۔ جو خود کھاتے ہو وہی ان کو کھلاؤ۔ آپ ﷺ نے آزاد کردیا تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے کچھ وصیت فرمائیں تو آپ نے فرمایا میں تیرے متعلق ہر مسلمان کو اچھائی کی وصیت کرتا ہوں۔ ❶

مسلم میں سوید بن مقرن سے روایت ہے کہ ایک لونڈی کو کسی نے اس کے مونہہ پر تھپڑ مارا تو سوید نے اسے کہا کہ تجھے معلوم نہیں کہ صورت حرام ہے میں نبی ﷺ کے ساتھ اپنے سات بھائیوں سے اکبر تھا ایک خادم کے بغیر ہمارا کوئی بھی خادم نہ تھا، ہم میں سے ایک نے اس کو ایک تھپڑ مار دیا، تو نبی ﷺ نے ہمیں اس کو آزاد کرنے کا حکم دیدیا آگے پھر انہوں نے حدیث بیان کی۔ ❷

ایک دوسری حدیث میں یہ بات زیادہ ہے کہ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اس کے بغیر ہمارا کوئی غلام نہیں، تو آپ نے فرمایا:

''استخدموه فاذا استمتعتم به فخلوا سبيله''

چلو اس سے خدمت لے لیا کرو اور جب تم اس سے فائدہ اٹھالو تو اس کو آزاد کردو۔ ❸

سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا

من ضرب غلاما له حدا لم ياته او لطمه فان كفارته ان يعتقه

جو شخص اپنے کسی غلام کو ایسی حد مارے جس کا وہ مستحق نہیں یا اسے تھپڑ مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے آزاد کردے۔ ❹

---

❶ ابن سعد ۷/۳۵۰ عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده وهو حديث حسن
❷ مسلم (۱۶۵۸) عن سويد بن مقرن رضی اللہ عنہ
❸ مسلم (۱۶۵۸ و ۳۱) عن سويد بن مقرن رضی اللہ عنہ ❹ مسلم ۱۶۵۷ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ

گری ہوئی چیز کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ:

مؤطا اور بخاری و مسلم میں ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے گری پڑی چیز کے متعلق پوچھنے لگا، تو آپ نے فرمایا کہ

اعرف عفاصها وكاءها ثم عرفها سنةفان جاء صاحبها والافشأنك بها.

اس کا سر بند اور تسمہ معلوم کرو اور سال تک اس چیز کی شناخت کراؤ، پھر اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو دیدو ورنہ جو چاہو کرو۔'' اس شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول گم شدہ بکریوں کے متعلق کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا ''**لك او لاخيك اوللذئب**'' بکری تیرے یا تیرے دوسرے بھائی کے لیے یا بھیڑیا پکڑے گا اور کھا جائے گا ان کے علاوہ دیگر کتب میں ''**فرد على اخيك ضالته**'' اپنے بھائی کو اس کی گمی ہوئی چیز واپس کر دو، اس شخص نے پوچھا گم شدہ اونٹوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ بخاری و مسلم میں ہے کہ آپ اس کی اس بات سے غضبناک ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک سرخ ہو گئے یا آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ کا چہرہ بدل گیا اور فرمایا ''**مالك ولها معها سقاءها وحذاؤها ترد المآء و تأكل الشجر حتى يلقاها ربها**'' [1] ''تجھے اس سے کیا غرض؟ اس کے لیے اس کے پاس پینے کا برتن بھی ہے اور جوتا بھی ہے، وہ پانی پر جا سکتے اور درخت سے کھا سکتے ہیں، یہاں تک کہ ان کا مالک ان کو پا لے۔''

ابن عبداللہ کہتے ہیں یہ زیادہ الفاظ مالک کے علاوہ دیگر روایت میں ہیں۔

''**فرد على اخيك ضالته**'' یعنی اپنے بھائی کو اس کی گمی ہوئی چیز دیدو۔

---

[1] البخاری ۹۱ و ۲٤۲۷ و مسلم ۱۷۳۲ و الموطا ۲۵۷/۲ عن زيد بن خالد الجهني رضی اللہ عنہ

طحاوی کہتے ہیں امام مالک جو یہ کہتے ہیں کوگمی ہوئی بکری کواگرکسی ڈراؤنی جگہ سے پکڑ کرکھا جائے تواس کا ضامن نہ ہوگا۔ ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ امام موصوف کی دلیل یہی حدیث ہے **ھی لك او لاخیك اولـلـزئب** یعنی یہ بکری تیری ہے یا تیرے کسی بھائی کی یا بھیڑیئے کی۔ مگراس حدیث سے دلیل مکمل نہیں ہوئی اور یہاں لام تملیک کا نہیں ہوسکتا کیونکہ بھیڑیا مالک بن کرتونہیں کھاتا، بلکہ وہ دوسرے کی ملکیت کھاتا ہے۔

بخاری مسلم میں سوید بن غفلہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے کہا کہ مجھے ایک تھیلی ملی جس میں سو دینار تھے،تو میں وہ نبی ﷺ کے پاس لے آیا، آپ نے فرمایا اس کوایک سال تک شناخت کراؤ، میں اس کو ایک سال تک شناخت کرواتا رہا مگرکوئی بھی اسے جاننے والا نہ مل سکا، پھر میں وہ لے کرآپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا اس کا برتن، تعداداورسر بند سنبھال کر رکھنا اگراس کا مالک آ گیا تو دیدینا ورنہ ان سے فائدہ حاصل کرسکتے ہو چنانچہ میں نے ان سے فائدہ اٹھایا، پھروہ مجھے مکہ میں مل گیا، راوی کہتے ہیں معلوم نہیں کہ تین سال بعد کہا یا ایک سال بعد۔ ❶

بخاری و مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے ہاتھ پرمکہ فتح کیا تو آپ لوگوں میں خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے آپ نے اللہ کی تعریف اوراس کی ثنا بیان کی پھرفرمایا:

ان اللـه حبس عن مكة الفيل۔ هكذا فی البخاری فی رواية الاصيلی و فی رواية القابسی القتل۔ وسلط عليها رسوله والمؤمنين وانها لم تحل لا حد قبلی وانما احل لی ساعة من نهار وانها لن تحل لاحد بعدی ولا ينفر صيدها ولا يعضد

---

❶ البخاری ٢٤٢٦ و ٢٤٣٧) و مسلم (١٣٥٥) و ابو داود۔ ١٧١٠ عن سوید بن غفلة رضی اللہ عنہ

شجرها۔ و فی حدیث اخر۔ ولا یعضد عضاهها و فی اخر۔ لایختلی شوکها ولا تحل لقطتها۔ و فی اخر لاتحل ساقطتها الالمنشد و فی اخر الالمعرف و من قتل له قتیل فهو بخیر النظرین اما ان یفدی واما ان یقید۔

اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھیوں کو روکا۔ بخاری میں اصیلی کی روایت میں اسی طرح ہے اور قابس کی روایت میں ہے قتل کو روکا۔ اور اس پر اپنے رسول اور مومنوں کو مسلط کر دیا اور میرے بعد کسی کے لیے بھی حلال نہیں اور میرے لیے دن کی صرف ایک گھڑی میں حلال کیا گیا نہ اس کا شکار متنفر کیا جائے اور نہ اس کا درخت کاٹا جائے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے۔ اس کے کانٹے نہ کاٹے جائیں۔ ایک اور حدیث میں ہے اس کے کانٹے نہ کاٹے جائیں اور نہ ہی اس میں گری ہوئی چیز حلال ہے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ اس میں گری ہوئی چیز صرف شناخت کروانے والا اٹھا سکتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ صرف تعارف کروانے والے کے لیے اٹھانا درست ہے۔ اور جو شخص کہ اس کا کوئی مقتول مارا جائے تو وہ دو بہتر چیزیں دیکھے چاہے تو فدیہ لے لے اور چاہے تو قصاص لے لے۔ تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بولے اے اللہ کے رسول صرف اذخر کی اجازت دیجئے کیونکہ یہ ہماری قبروں کے لیے ہے اور ہمارے سناروں کے لیے ہیں ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ ہماری قبروں اور گھروں کے لیے ہے تو آپ نے فرمایا ''الا الاذخر'' ٹھیک ہے اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت ہے۔ تو یمن کا ایک شخص ابوشاہ اٹھا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول مجھے یہ لکھ دیجئے راوی کہتے ہیں تو اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہوا خطبہ لکھ دیا گیا۔ ❷

---

❶ البخاری ۱۱۲ و ۲٤۳٤ و مسلم ۱۳۵۵ و ابو داود ۳۰۱۷ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ
❷ البخاری ۲٤۳٤ و مسلم ۱۳۵۵ و الترمذی رقم ۱٤۰۵۔

ایسے شخص کے متعلق جو کہے کہ میرا باغ فی سبیل اللہ صدقہ ہے اور یہ رشتہ داروں پر صدقہ ہے اور غائب آدمی کے مال کو وقف کرنے اور تقسیم مال پر کسی کو وکیل کرنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

موطا اور بخاری و مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ میں بہت زیادہ کھجوروں کے مال والے تھے اور سب سے اچھا مال ان کا بیرحاء تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھا نبی ﷺ اس میں جاتے تھے اس سے اچھا پانی پیتے تھے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی (آل عمران ۹۲)

یعنی تم جب تک اپنی پسندیدہ چیزیں فی سبیل اللہ خرچ نہ کر دو۔

اس وقت تک نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے۔ تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی طرف آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتے ہیں۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور میرا مجھے سب سے پیارا مال بیرحاء ہے، یہ فی سبیل اللہ صدقہ کرتا ہوں، میں اس کی نیکی اور ذخیرہ کی امید رکھتا ہوں، اس لیے آپ اس کو جہاں چاہیں لگا دیں تو نبی ﷺ نے فرمایا:

"بخ ذالك مال رابح ويروى رابخ ذالك مارائح قد سمعت ما قلت فيها و انى ارى ان تجعلها فى الاقربين"۔

بہت اچھا یہ فائدہ مند مال ہے۔ ایک روایت میں رائح ہے یعنی عمدہ مال ہے میں نے سن لیا جو تو نے اس بارہ میں کہا ہے، میرا خیال ہے کہ تو اس کو رشتہ داروں میں لگا دے۔

توسیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا۔

اے اللہ کے رسول میں اسی طرح کرتا ہوں، تو سیدابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس مال کو اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا[1]

بخاری کی ایک روایت میں ہے۔

اجعلها لفقراء قرابتك" اس مال کو اپنے فقیر رشتہ داروں میں تقسیم کر دے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں انہوں نے یہ مال سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور وہ دونوں مجھ سے ان کے زیادہ قریب تھے۔[2]

اس حدیث سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میرا گھر صدقہ ہے اور یہ وضاحت نہ کرے کہ مسکینوں فقیروں کے لیے ہے یا اس کے علاوہ کسی کے لیے، تو یہ صدقہ جائز ہوگا اور وہ اس کو قرابت والوں میں یا جہاں چاہے لگا سکتا ہے۔ بعض نے کہا جب تک وضاحت نہ کرے کہ یہ صدقہ کس کے لیے ہے جائز نہیں، مگر پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی زمین صدقہ کرے مگر اس کی حد نہ بیان کرے تو اگر اس کی حدود مشہور و معروف ہیں تو درست ہے، یہ سب بخاری میں ہے۔

مؤطا امام مالک میں یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ مجھے محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے بتایا، وہ عمر بن طلحہ سے، وہ عبیداللہ بن عمیر بن سلمہ ضمری سے، اور وہ بہزی سے جس کا نام زید بن کعب ہے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مکہ کی طرف نکلے اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے، جب آپ روحاء میں پہنچے تو ایک وحشی گدھا نظر آ گیا جو زخمی تھا جب یہ بات نبی ﷺ سے بیان کی گئی تو آپ فرمایا "**دعوه فانه يوشك ان يأتي صاحبه**" اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ اس کا مالک آ جائے یعنی جس نے اس کو زخمی کیا ہے وہ آ جائے، تو

---

[1] البخاری ١٤٦١ و ٢٣١٨ و مسلم ٩٩٨ و الموطا ٢/٩٩٥ و ٩٩٦ و ابوداود ١٦٨٩ عن انس رضی اللہ عنہ

[2] البخاری معلقا باب رقم (١٠) باب اذا وقف اور اوصی لاقاربه

بہزی آ گیا، اسی نے اس کو زخمی کیا تھا، وہ نبی ﷺ کے پاس گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول آپ گدھے کو جو چاہیں کریں، آپ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو ساتھیوں میں تقسیم کر دیا، پھر آپ نے سفر جاری رکھا یہاں تک کہ رویہ اور عرج کے درمیان اثابہ میں پہنچ گئے تو اچانک ایک ہرنی نظر آ گئی جو ایک سائے میں تھی اس کے جسم میں ایک تیر تھا آپ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اس کے پاس کھڑا رہے تاکہ کوئی پریشان نہ کرے یہاں تک کہ وہ اس سے گذر جائیں ❶

(۱) اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جب محرم کے لیے شکار نہ کیا جائے تو وہ اس کو کھا سکتا ہے۔ اس حدیث سے مشترک ہبہ کا جواز بھی ملتا ہے۔ مگر ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ اس کے خلاف ہیں۔

(۳) اس حدیث سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

(۴) اس حدیث سے کسی غائب کے مال کی حفاظت کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(۵) اس حدیث سے تقسیم پر کسی کو وکیل بنانے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

(٦) اس حدیث سے امام کا ہدیہ قبول کرنا بھی ثابت ہے۔

امانات کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم:

ابن زیاد کے احکام میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لیس علی امین غرم❷ امانت رکھنے والا ضامن نہیں ہوتا۔

اہل علم کہتے ہیں ہاں اگر وہ زیادتی کرے۔

احکام کے علاوہ وہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ مالك فی المؤطا ❷لم جنده بهذا الفظ

علی کل ید رد ماقبضت[1]

ہر ہاتھ پر جو چیز لی تھی اس کا واپس کرنا ضروری ہے۔

بعض علماء نے اس کی تفسیر یہی کی ہے کہ امانت کی ضمانت ہوگی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**علی کل یدقیم**" ہر ہاتھ پر قیمتیں ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

ان لله یأمرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الی اهلها (النسآء ۵۸)

کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو۔

ابن سلام وغیرہ نے کہا یہ آیت کعبہ کی ولایت کے متعلق نازل ہوئی جب سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کعبہ کی چابی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی تو آپ ﷺ نے چابی عثمان بن طلحہ کو واپس کردی

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے چابی شیبہ بن عثمان کو دے دی اور پہلا قول امام مالک کا ہے اور وہی زیادہ مشہور ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے بلند آواز بلایا "**این عثمان**" عثمان کہاں ہے، تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مجمع میں سے ظاہر ہوئے، تو آپ نے فرمایا "**این عثمان بن طلحة**" کہ عثمان بن طلحہ کہاں ہے اور عثمان بن طلحہ کوتاہ قد تھے اور بنی الحضرمی کے ایک آدمی نے اسے اٹھا کر سامنے کیا تو نبی ﷺ نے اسے چابی دے دی اور وہ پردہ میں ڈھکی ہوئی تھی، آپ نے اسی طرح پردہ میں ڈھانپ کر اسے دی اور فرمایا:

"**دونکموها یا بنی ابی طلحة تالدة خالدة لایظلمکموها الا ظالم**"[1]

---

❷ ابوداؤد ۳۵٦۱۔ والترمذی ۱۲٦٦۔من حدیث الحسن عن سمرة

❷ ابن ابی شیبة (۱٤/٤۷۸) و ابن کثیر فی التفسیر باب قوله تعالیٰ ان الله یامرکم ان تودوا الامانات الی اهلها ص ۵۱۵/۱ و راویة هذا الحدیث صفیة بنت شیبة لها رؤیة فی البخاری التصریح بسماعها من النبی صلی الله علیه وسلم

یہ لے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تم سے کوئی بھی نہ لے گا مگر ظالم آدمی۔

ایک روایت میں ہے کہ اس بارہ میں تم پر کوئی ظلم نہیں کرے گا ہاں کافر آدمی۔ زیادتی کرے گا اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کے سال پیش آیا۔ طلحہ اس عثمان کا والد تھا جسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے احد کے مقام پر مقابلہ میں مار دیا تھا، تو یہ چابی اس کی ام ولد سلافہ کے پاس چلی گئی جو عثمان بن طلحہ کی ماں تھی۔

ابوحنیفہ مالک اور شافعی نے امین جب تلف ہونے کا دعوی کرے تو اس کو قسم دی جا سکتی ہے یا نہیں، اسمیں اختلاف کیا ہے، ابوحنیفہ اور شافعی نے کہا کہ قسم اٹھائے گا چاہے امین ہی کیوں نہ ہو، مالک نے کہا اسے قسم نہ دی جائے، ہاں اگر وہ جھوٹ سے متہم تو پھر قسم درست ہے۔

ابن المنذر نے اشراف میں کہا ہے کہ قسم زیادہ صحیح اور بہتر ہے۔ ابن نافع نے مالک سے مبسوط ذکر کیا ہے۔ جب مقارض یہ دعویٰ کرے کہ مال تلف ہو گیا ہے یا کچھ حصہ تلف ہوا ہے تو اسے قسم اٹھانا ہو گی چاہے متہم ہو یا نہ ہو، یہ بات ابن المواز نے کہی ہے۔

الواضحہ میں ہے کہ اگر وہ متہم یا غیر امین نہ ہو تو قسم نہ اٹھائے۔

مبسوط میں ہے کہ اس طرح ودیعت کے تلف پر اسے ہر حال میں قسم دی جائے گی۔ ابن القاسم کی المدونہ میں مالک سے اسی طرح ہے کہ وہ متہم ہو یا نہ ہو، اسے قسم اٹھانا پڑے گی۔

عاریۃً لی گئی مغلوب علیہ چیز کا ضامن ہونے کے متعلق

رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

مؤطا میں مالک عن ابن شہاب روایت ہے انہیں یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچھ عورتیں اپنی زمینوں کو چھوڑ گئیں اور وہ مہاجر نہیں تھیں تو جب وہ مسلمان ہوئی

تھیں اس وقت ان کے خاوند کافر تھے۔ان سے ولید بن مغیرہ کی بیٹی بھی تھی وہ صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھی تو وہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوگئی اور اس کا خاوند صفوان بن امیہ اسلام سے بھاگ گیا تھا تو نبی ﷺ نے اس کے چچازاد وہب بن عمیر کو اپنی چادر بطور نشانی دے کر بھیجا کہ اس کو امان دے اور اسلام کی دعوت دے اور یہ کہ وہ واپس آ جائے پھر اگر کوئی بات پسند کرے تو ٹھیک ورنہ دو ماہ وہ زمین پر چل پھر سکتا ہے جب صفوان رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ چادر لے کر آیا تو سب لوگوں کے سامنے آپ کو بلایا اور کہا اے محمد یہ وہب بن عمر آپ کی چادر لے کر میرے پاس آئے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ تو نے مجھے بلایا کہ اگر میں کوئی بات مان لوں تو ٹھیک ہے ورنہ تم مجھے دو ماہ تک کھلا چھوڑ دو گے تو آپ نے فرمایا۔

بل لك ان تسير اربعة اشهر بلکہ تجھے چار مہینے چلنے پھرنے کی اجازت ہے۔پھر نبی ﷺ صفین میں ہرازن کی طرف گئے تو صفوان کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنا سامان اور ہتھیار عاریۃً دے دے،صفوان نے کہا کیا خوشی اور مرضی سے دوں یا آپ زبردستی مانگتے ہیں،آپ نے فرمایا کہ خوشی رضامندی سے چنانچہ جو اس کے پاس ہتھیار وغیرہ تھے اس نے دیدیئے یحییٰ کی ایک روایت میں ہے **ثم رجع** ''پھر وہ لوٹا'' لیکن یہ لفظ ہے اور درست یہ ہے کہ ''**ثم خرج**'' وہ نبی ﷺ کے ساتھ کفر کی حالت میں صفین اور طائف میں گیا اور اس کی بیوی مسلمان تھی اور نبی ﷺ نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق نہیں کی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوگیا پھر اس کی بیوی اس کے پاس ہی اسی پہلے نکاح کے ساتھ موجود رہی اور ان دونوں کے اسلام میں قریباً ایک ماہ کا عرصہ تھا[1]

مصنف عبدالرزاق میں بنی صفوان بن امیہ میں سے کسی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے دو طرح کے عاریہ صفوان سے لیے،ایک باضمانت ایک بلاضمانت[2]

---

[1] مالك (٥٤٣/٢ و ٤٤٤) بلاغا واسناده منقطع قال ابن عبدالبر لا اعلمه يتصل من وجه صحيح [2] عبدالرزاق ١٤٧٨٩ فيه جهالة الرجل الراوى عنه معمر رحمه الله

سیر وغیرہ میں ہے اور ابن شعبان نے ذکر کیا ہے کہ وہ عاریہ سو درعیں اور اس کے ساتھ کافی ہتھیار تھے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا تھا کہ ان کو (ہماری) ضرورت کی سواریاں دے تو اس نے دیدیں۔ نسائی میں ہے کہ تیس اونٹوں پر انہیں لوڈ کیا تھا۔ ❶

غیر مؤطا میں ہے کہ جب نبی ﷺ نے صفوان بن امیہ سے ہتھیار مانگے تو اس نے کہا کیا آپ غصب کے طور پر مانگتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: بل عاریت مؤداة ❷ نہیں عاریۃً کے طور پر جسے ادا کیا جائے گا۔ تو علم کلام کے ماہرین یہ سمجھتے ہیں کہ اس ظاہری حدیث کی وجہ سے عاریۃً چیز مستعیر کی ضمانت ہوتا ہے اور اس کے مالک کو ادا کرنا ضروری ہے، اگر وہ تلف ہو جائے اور اس کا تلف ہونا ہر ایک کو معلوم ہو جائے۔

مالک وغیرہ کہتے ہیں کہ اگر عاریۃً چیز کے ہلاک ہونے پر کوئی دلیل قائم ہو جائے تو ضمانت ساقط ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ ایسی چیز ہے جو غائب نہیں رہ سکتی مثلاً کوئی حیوان۔ تو اس کی ضمانت نہیں ہوتی اور جب اس کا جھوٹ ظاہر نہ ہو جائے اس کے تلف ہونے کے دعویٰ کو قسم کے ساتھ تسلیم کر لیا جائے گا۔

ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یاصفوان هل عندك من سلاح"

اے صفوان تیرے پاس کوئی ہتھیار ہیں؟

اس نے پوچھا کیا عاریۃً مانگ رہے ہو یا غصب کے طور پر؟ تو آپ نے فرمایا "بلکہ عاریۃً" تو اس نے تیس سے چالیس تک درعیں آپ کو عاریۃً دیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے حنین میں جنگ کی تو جب مشرک شکست کھا گئے تو صفوان کی درعیں جمع کی گئیں کچھ درعیں گم

---

❶ نسائی (٥٧٧٦ و ٥٧٧٧) و الدارقطنی ٣٩/٣ عن یعلی بن امیة وھو حدیث صحیح

❷ الدارقطنی (٣٩/٣ و ٤٠) عن یعلی بن امیة وھو حدیث صحیح

ہوگئیں، آپ نے صفوان سے فرمایا تمہاری کچھ درعیں گم ہوگئی ہیں تو کیا تمہیں ان کے بدلہ کوئی تاوان دیدیں، اس نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ کیونکہ آج میرے دل میں وہ کچھ ہے جو اس وقت نہیں تھا۔

ابوداؤد میں ہے کہ اس نے آپ کو جب درعیں عاریۃً دی تھیں اس وقت وہ مسلمان نہیں تھا۔ ❶

اصیلی کے دلائل میں ہے کہ مالک نے کہا کہ کسی عاریۃً میں ضمانت ہیں مگر جو غائب اور پوشیدہ رکھا جاسکے، پھر اگر اس کی ہلاکت ظاہر ہو جائے جس میں مستعیر اس ہلاکت کا سبب نہ بنا ہو تو اس کی کوئی ضمانت نہ ہوگی۔

امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ چاہے وہ چیز غائب اور پوشیدہ رہ سکتی ہو یا نہ ہر حال میں ضمانت نہیں۔

امام شافعی کہتے ہیں ہر حال میں عاریۃً کی ضمانت ہوگی۔

اگر کوئی کہے کہ نبی ﷺ نے جو فرمایا

"علی الید ردما اخذت" یعنی ہاتھ کے ذمہ لی ہوئی چیز کی ادائیگی ہے۔

اگر عاریہ کی ضمانت نہیں تو پھر اس حدیث کا کیا مفہوم ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث حسن سمرہ سے بیان کرتے ہیں اور حسن عن سمرۃ حجۃ نہیں ہے کیونکہ حسن خود بھی عاریۃً کی تضمین کے قائل نہیں ہیں۔

اگر کوئی کہے صفوان کی حدیث میں ہے "هل عارية مؤداة" یعنی یہ ایسا ہوگا جو ادا کیا جائے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ الفاظ ثابت بھی ہو جائیں تو پھر بھی ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عاریۃً جس طرح لی گئی، اسی طرح کی ضمانت دی جائے گی۔

---

❶ ابو داود ٣٥٦٣ عن اناس من آل عبدالله بن صفوان و اسناده صحيح۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے صفوان سے عاریۃً اس کے مسلمان ہونے سے پہلے عاریۃً لیا تھا اس لیے آپ نے ان سے عاریۃً کی ضمانت کی ذمہ داری اٹھالی تھی تا کہ صفوان کو پوری پوری ادائیگی کی جائے، اور جو چیز نبی ﷺ نے اہل کفر کے لیے اپنے ذمہ لازم کی وہ دینی احکام میں دلیل نہیں بن سکتی۔

قاسم بن اصبغ نے ابن وضاح سے انہوں نے سحنون سے انہوں نے ابن قیس سے، انہوں نے حمزہ بن ابی حمزہ ضبی سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من بنى فى ربع قوم باذنهم فأرا دوا اخراجه فله قيمته و من بنى فى ربع قوم بغير اذنهم فليس له الا النقض (1)

جس نے کسی قوم کی جگہ میں ان کی اجازت سے مکان تعمیر کرلیا، تو اگر وہ لوگ اس کو اس مکان سے نکالنا چاہیں تو ان کو اس تعمیر کردہ چیز کی قیمت دینا ہوگی اور جو شخص کسی قوم کی جگہ میں ان کی اجازت کے بغیر کوئی تعمیر کرے تو اس کو کچھ نہیں ملے گا مگر ٹوٹی چیز (جس کی اس نے تعمیر و مرمت وغیرہ کی تو مالک مکان اس کو اس کی رقم ادا کرے گا) عمرو بن قیس اور حمزہ ضبی میں کلام کیا گیا ہے۔

وراثتوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

نحاس نے معانی القرآن میں سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میرا خاوند آپ کے ساتھ جنگ میں شہید ہو گیا اور عورتوں سے شادی مال کی وجہ سے کی جاتی ہے اور میرا خاوند مجھے، دو بیٹیاں اور باپ چھوڑ گیا ہے اس کا نام ربیع ہے، اب مال سارا باپ نے لے لیا ہے، نبی ﷺ

(1) الدارقطنی ۲۴۳/۴ و البیهقی ۹۱/۶ و ابن عدی ۸/۵ فی اسناده عمر بن قیس قال الدارقطنی ترکه احمد و النسائی قال یحیی لیس بثقة قال البخاری منکر الحدیث۔

نے اس کو بلایا اور فرمایا آٹھواں حصہ اس کی بیوی کو دے دو، دو تہائیاں اس کی بیٹیوں کو دے دو اور باقی جو کچھ رہ گیا وہ تمہارا ہے۔ [1]

محمد بن سحنون نے اپنی تالیف کتاب الفرائض میں ذکر کیا کہ اس عورت نے جب رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ کو معلوم ہے کہ عورتوں سے نکاح ان کے اموال کی وجہ سے کیا جاتا ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

''قد یری الله مکانهما و ان یشأ انزل فیهما''

اللہ تعالیٰ ان کا مقام دیکھ رہا ہے، اگر چاہتا تو ان کے متعلق کوئی حکم نازل فرما دیتا۔

پھر چند ہی دن گذرے کہ آپ ﷺ نے سعد کی بیوی کو بلایا کہ آ، اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیٹیوں کے متعلق حکم نازل فرما دیا ہے اور آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

''یوصیکم الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساء فوق اثنتین فلهن ثلثا ماترك''

اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے متعلق وصیت فرماتا ہے کہ مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا اور اگر دو سے زیادہ عورتیں ہوں تو ان کے لیے باپ کے چھوڑے ہوئے سے دو تہائیاں ملیں گی۔

تو نبی ﷺ نے بیوی کو ثمن (آٹھواں حصہ) دیا اور دو بیٹیوں کو دو ثلث (دو تہائیاں) اور باپ کو وہ دیا جو باقی بچ گیا۔ راوی نے کہا سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی وراثت اسلام میں پہلی وراثت تھی جو تقسیم کی گئی تھی۔

مجھے اس حدیث کی خبر سحنون نے ابن وہب سے دی اور اس کو داؤد بن قیس وغیرہ نے عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب سے، ان کو سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

---

[1] ذکره النحاس فی معانی القرآن عن جابر رضی اللہ عنہ بدون سند ویشهد له ما بعده

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی رضی اللہ عنہا آخرتک۔ ❶

اور بخاری میں ہے کہ ہذیل بن شرحبیل نے کہا کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی کے متعلق پوچھا گیا کہ اگر وہ فوت ہوجائے اور ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑ جائے تو وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟ انہوں نے کہا بیٹی کو نصف اور دوسرا نصف بہن کو ملے گا اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ یقیناً وہ میری ہی تائید کریں گے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور انہیں سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی بات کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے کہا اگر میں سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی بات کی پیروی کروں تو میں گمراہ ہوجاؤں اور ہدایت والوں سے نہ ہوں گا، میں تو اس طرح فیصلہ کروں گا جس طرح نبی ﷺ نے فیصلہ کیا بیٹی کو نصف ملے گا اور پوتی کو چھٹا حصہ دو تہائیوں کو پورا کرتے ہوئے ملے گا اور باقی جو کچھ بچے گا وہ بہن کو ملے گا چنانچہ ان لوگوں نے واپس سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آکر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات بتائی تو انہوں نے کہا جب تک ایسا نیک عالم تم میں موجود ہے مجھ سے کچھ نہ پوچھا کرو۔ ❷

بخاری مسلم میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فلاولیٰ رجل ذکر'' ❸

وراثتیں ان کے مستحقین کے ساتھ ملاؤ اور جو باقی رہ جائے وہ پہلے قریبی مرد رشتہ دار کو ملے گا۔

---

❶ احمد ١٤٧٩٨ و الترمذی ٢٠٩٢ و ابوداؤد (٢٨٩١) ٢٨٩٢) والبیھقی ٢١٦/٦ و ٢٢٩ والدارقطنی ٧٨/٤ و ٧٩ والحاکم ٢٢٢/٤ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فی اسنادہ عبداللہ بن محمد بن عقیل قال الحافظ صدوق فی حدیثه لین یقال تغیر باخرہ وللحدیث شواھد یتقوی بھا۔

❷ البخاری (٦٧٣٦) و ٦٧٤٢ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ

❸ البخاری (٦٧٣٥ و مسلم ١٦١٥ و ابو داود ٢٨٩٨ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

یہ چیز اہل علم کے نزدیک عصبات کی طرف لوٹتی ہے جس کے صرف مرد ہی وارث ہوتے ہیں۔ مثلاً پھوپھیاں، بھتیجے، چچازاد وغیرہ، ان میں سے جو میت کا قریبی مرد رشتہ دار ہوگا اس کو باقی ماندہ وراثت مل جائے گی۔

اگر کوئی میت ایک بیٹی، ایک سگی بہن اور بھائی چھوڑ کر مر جائے تو بیٹے کیلئے نصف ہوگا اور باقی نصف بھائیوں میں مرد کے لیے دو عورتوں کے برابر تقسیم ہوگا۔

اسی طرح اگر ایک بیٹی ایک بھائی اور علاتی بہن ہو تو مال وراثت اسی طرح تقسیم ہوگا، یہاں یہ نہیں کہا جائے گا کہ مذکر اپنی بہن سے افضل ہے۔

بخاری مسلم کے علاوہ دیگر کتب میں سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ اگر کوئی میت ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑ جائے تو بیٹی کو نصف اور نصف عصبہ کو ملے گا اور بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نصف بیٹی اور نصف بہن کو دیتے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ؟

معمر کہتے ہیں کہ مجھے اس کی وجہ معلوم نہ ہو سکی تو میں ابن طاؤس کے پاس گیا، انہوں نے مجھے اپنے باپ سے خبر دی کہ انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

”ان امرء هلك ليس له ولد وله اخت فلها نصف ماترك“

(النسآء ۱۷٦)

اگر کوئی آدمی فوت ہو جائے اور اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی بہنیں ہوں تو اسے اس کے ترکہ سے نصف ملے گا۔

ابن طاؤس کہتے ہیں کہ میرے والد محترم سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے نبی ﷺ سے کچھ نقل کیا ہے اور طاؤس اس آدمی کو پسند نہ کرتے تھے اور اس میں شک کرتے تھے تو اس لئے اس کے بارہ میں وہ

کچھ نہ کہتے تھے۔ [1]

موطا میں ابن شہاب سے، وہ عثمان بن ابی اسحٰق بن حرشہ سے، وہ قبیصہ بن ذؤیب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دادی اپنے پوتے سے وراثت مانگنے کے لیے آئی، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کچھ بھی نہیں اور نہ ہی سنت رسول ﷺ میں تیرے لیے کچھ بھی میرے علم میں ہے، اس لیے تو واپس چلی جا، میں لوگوں سے پوچھوں گا، اور جب انہوں نے پوچھا تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا کہ میری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ نے اس کو سدس (چھٹا حصہ) دیا تھا، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا، تو سیدنا محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اسی طرح کہا جس طرح ابوموسیٰ نے بتایا تھا، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادی کے لیے چھٹا حصہ نافذ کر دیا۔ پھر ایک اور عورت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اسی طرح دوہتے کی وراثت لینے آئی، تو انہوں نے کہا میں تیرے لیے کتاب اللہ میں کچھ نہیں پاتا اور جو فیصلہ اس سے پہلے ہوا وہ بھی تیرے لیے نہیں ہے اور میں اپنی طرف سے فرائض میں کچھ بھی زیادہ نہیں کر سکتا لیکن یہ ایک سدس ہی ہے، اگر تم دونوں اکٹھی ہو جاؤ تو تم میں یہ نصف نصف ہو جائے گا اور تم میں جونسی بھی جدا جدا ہو جائے تو اس کے لیے چھٹا ہوگا۔ [2]

مصنف عبدالرزاق میں منصور سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا مجھے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ تین دادیوں کو سدس بطور کھانے میں دیا، میں نے ابراہیم سے کہا وہ کون کون سی ہیں؟ اس نے کہا دو اس کے باپ کی دادیاں، اس کی ماں کی

---

[1] ذکرہ ابن کثیر فی تفسیر قولہ تعالی یستفتونك قل الله یفتیکم فی الکلالة الایة

[2] مالك (٥١٣/٢) والترمذی (٢١٠١) و ابوداود (٢٨٩٤) و اسنادہ منقطع روایة قبیصة بن ذؤیب عن ابی بکر مرسلة

ماں اوراس کے باپ کی ماں اوراس کی دادی اس کی ماں کی ماں۔ ❶

محمد بن سحنون کی دیوان کی کتاب الفرائض میں ہے کہ ہمیں ابومحمد بن عمر نے ابن جریج سے حدیث بیان کی، انہوں نے عمرو بن شعیب سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ حقیقی بھائی، علاتی بھائی سے بہتر ہے اور علاتی بھائی، حقیقی بھتیجی سے بہتر ہے۔ تو جب حقیقی اور علاتی بھائی ایک نسبت کی طرف ایک ہی منزل میں ہوں تو حقیقی بھائی علاتی بھائیوں سے اولیٰ ہوں گے اور جب علاتی بھائی حقیقی بھائیوں سے ارفع ہوں تو علاتی بھائی اولیٰ ہیں اور جب نسب بھی برابر ہوں تو حقیقی بھائی علاتی بھائیوں سے افضل ہیں۔

انہوں نے یہ بھی کہا، یہ بھی فیصلہ ہوا ہے کہ حقیقی چچا صرف باپ کی طرف سے چچا سے افضل ہے اور باپ کی طرف سے چچا حقیقی چچازاد بھائیوں سے افضل ہے اور جب حقیقی بھائی اور علاتی بھائی ایک منزل میں ایک نسب کی طرف ہوں تو حقیقی بھائی علاتی بھائیوں سے اولیٰ ہوگا۔ بھائی اور بھتیجے کی موجودگی میں چچا یا چچازاد وارث نہیں ہوں گے اور یہ بات بھی فیصلہ شدہ ہے کہ جن کا عصبہ مجردین سے ہو تو ان کے لیے وراثت ان کے درجات کے مطابق ہوگی۔ ❷

محمد بن سحنون نے کہا اس حدیث پر علماء کا اجماع ہے۔ اور حماد بن سلمہ نے روایت کیا ہے کہ ثابت بن دحداح فوت ہو گئے تو نبی ﷺ نے عاصم سے کہا "**هل تعلم له نسبا في العرب**" کیا تو اس کا نسب عرب میں جانتا ہے تو اس نے کہا نہیں، عبدالمنذر نے اپنی بہن سے نکاح کیا تو ابولبابہ اس کا بچہ پیدا ہوا اور وہ اس کا بھانجا تھا۔ ❸

محمد بن نصر مروزی ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک دوسرے آدمی کو تیر مار کر قتل کر دیا اور اس کے ورثاء میں سے صرف اس کا ماموں ہے، یہ بات سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لکھی، تو انہوں نے لکھا کہ

---

❶ عبدالرزاق ١٩٠٧٩ والبيهقي ٢٣٦/٦ و الدارمي ٣٥٨/٢ و ٢٩٧٧ عن ابراهيم بن زيد النخي واسناده معضل ❷ هذا حديث منقطع و في اسناده ابن جريج قال الحافظ كان يرسل ويدلس ❸ البيهقي ٢١٥/٦ و اسناده منقطع

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ ورسولہ مولی من لامولی لہ والخال وارث من لاوارث لہ. ❶

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس کے مولی ہیں جس کا کوئی مولیٰ نہیں اور مامو اس شخص کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

وکیع نے ابوخالد سے روایت کیا، شعبی کہتے ہیں کہ حمزہ کی بیٹی کا ایک غلام فوت ہو گیا اور اس نے اپنی بیٹی اور حمزہ کی بیٹی چھوڑی تو آپ نے نصف اس کی بیٹی کو اور نصف حمزہ کی بیٹی کو دلایا۔ ❷

شعبی کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کیا یہ فرائض کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے یا پہلے کا۔ اور حمزہ کی بیٹی کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ مکہ سے ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے سال نکال کر لے گئے تھے۔ اور فرائض غزوۂ احد سے کچھ تھوڑا وقت بعد نازل ہوئے تھے۔

ابن ابی نصر نے کہا ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ جب وہ مکہ سے نکلی تھیں تو اس وقت وہ بالغ نہیں تھیں، اگر یہ بات صحیح ہو تو اس مدت میں اس کا سمجھدار ہونا اور آزاد کرنا اور اس لونڈی کا مرنا ممکن ہے فرائض کے نزول کے بعد ہوا ہو۔

اس حدیث میں اس شخص کی تردید ہے جو رد کے ساتھ وارث بناتا ہے۔

روایت کیا گیا ہے کہ یہ غلام حمزہ رضی اللہ عنہ کا تھا مگر صحیح یہی ہے کہ یہ غلام ان کی بیٹی کا تھا۔

واثلہ بن اسقع ابوصافہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

"ترث المرأۃ ثلاثۃ مواریث عتیقھا ولقیطھا والولد الذی لاعنت لہ. ❸

یعنی عورت تین وراثتیں حاصل کرتی ہے، اپنے آزاد کردہ غلام کی اور اس کا گرا ہوا بچہ ہو اور اس بچے کی جس کی وجہ سے اس نے لعان کیا تھا۔

---

❶ البیهقی ٦/٢١٤ مطولا والترمذی (٢١٠٤) وهو حدیث حسن

❷ البیهقی ٦/٢٤١ واسناده منقطع

❸ البیهقی ٦/٢٤٠ فی اسناده عمر بن روبة و قال هذا غیر ثابت قال البخاری فیه نظر

رسول اللہ ﷺ کا یہ فیصلہ کہ بچہ بچھونے والے کا ہے اور اس شخص کا حکم جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد کسی کو اپنے نسب میں شامل کرے:

ابن نصر مروزی [1] کی کتاب میں ہے کہ اہل عراق وحجاز اور شام ومصر والوں کا اس پر اتفاق ہے کہ زانی کے ساتھ کوئی نسب بھی قائم نہیں کیا جاتا۔

اسحاق بن راھویہ کہتے ہیں کہ زنا کا بچہ اگر کسی کے فرش پر نہ پیدا ہو تو اگر اس کا دعویٰ کوئی شخص کرے تو وہ اس کا وارث نہ بنے گا، اگر زانی اس کا دعویٰ کرے تو وہ اس کے ساتھ مل جائے گا اور نبی ﷺ کے اس فرمان:

''الولد للفراش وللعاهر الحجر [2]

یعنی بچہ بستر والے کا ہوگا اور زانی کے لیے پتھر ہیں، کا مفہوم وہ یہی بیان کرتے ہیں۔

اور ان کی حجت اس بارہ میں حسن بصری کی وہ روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے زنا کیا اس سے اس کا بچہ پیدا ہوا اور اس نے بچے کا دعویٰ کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کوڑے لگائے جائیں اور بچہ اسے دیدیا۔

عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ جو آدمی بھی کسی بچے سے گذرے اور وہ کہے کہ یہ بچہ اس کا ہے اور اس نے اس کی ماں سے زنا کیا ہے اور اس بچے کا کوئی دعوے دار نہ ہو تو وہ بچہ اس کا وارث ہوگا۔

---

[1] ابن نصر ابوعبداللہ محمد بن نصر مروزی ہے فقیہ عالم عابد تھے فقہ اور حدیث کے عالم تھے ابومحمد ثقفی کہتے ہیں کہ میرے دادا نے کہا میں چار سال ان کے ساتھ رہا اور میں نے کبھی بھی ان سے علم کے بغیر دوسری بات نہیں سنی ۲۹۴ میں فوت ہوئے۔

[2] البخاری ٦٨١٨ و مسلم ١٤٥٨ و الترمذی ١١٥٧ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ

اور سلیمان نے یہ دلیل لی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جاہلیت کی اولاد کو اسلام میں دعویٰ کرنے والوں سے ملا دیتے تھے۔ ❶

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ عمرو بن شعیب نے کہا (ابوداؤد میں یہ زیادہ ہے) کہ وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی شخص کو اپنے خاندان سے ملائے اور اس کے باپ کے بعد اس نے دعوی کیا ہو اس کے ورثاء نے اس کا دعویٰ کیا، تو آپ نے اس کا فیصلہ کیا کہ اگر وہ کسی لونڈی سے ہے جس کے پاس وہ گیا اور اس کا مالک تھا تو وہ اس سے مل جائے گا جو اس کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے اور پھر اس کے لیے اپنے باپ کی وراثت سے کچھ نہیں ہے جس کے لئے کسی چیز کا دعویٰ کیا جاتا ہو، ہاں جو شخص اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے تو صرف اسی کے حصہ میں وہ اس کا وارث ہوگا۔ اگر کسی وراثت سے ہے جس کے اس دعویٰ کرنے کے بعد وارث ہوئے تو اس کے لیے اس سے حصہ ہوگا اور آپ نے فیصلہ کیا کہ اگر وہ لونڈی ہے جس کا مالک اس کا باپ نہ تھا جس کے لیے اس کا دعوی کیا جارہا ہو اور اس نے خود دعویٰ کیا تو وہ ولدزنا لونڈی کے اہل کے لیے ہوگا، چاہے آزاد ہو یا لونڈی اور بچہ بستر والوں کا ہوگا اور زانی کے لیے پتھر ہوں گے۔ ❷

---

❶ مالك ٤٦٤٢ و اسناده منقطع

❷ عبدالرزاق (١٩١٣٨) مرسلا و ابوداود (٢٢٦٥) عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده وهو حديث حسن

علم قیافہ کے ثبوت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

اور اس بارہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی تجویز

بخاری و مسلم میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ کے چہرہ مبارک کے خطوط چمک رہے تھے، آپ نے فرمایا:

”الم تری ان مجزرا نظر آنفا الی زید بن حارثة واسامة بن زید وعلیهما قطیفه قد غطیا رؤوسهما وبدت اقدامهما فقال ان هذه الاقدام بعضها من بعض. [1]

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز نے ابھی سیدنا زید بن حارثہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور ان پر ایک چادر تھی جس سے انہوں نے اپنے سر ڈھانپے ہوئے تھی مگر ان کے پاؤں سامنے (ننگے) تھے، تو اس نے کہا یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں۔

مروزی کی اختلاف الفقہاء میں ہے جو لوگ قیافہ کے قائل اور اس پر حکم لگاتے ہیں ان میں امام مالک، لیث، اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق ہیں اور شافعی کی دلیل کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اس کو ثابت کیا اور انکار نہیں کیا، اگر یہ غلط ہوتا تو آپ ضرور اس کا انکار کرتے کیونکہ اس میں پاک دامنوں کو تہمت لگانا اور نسب کی نفی بھی موجود ہے۔

اصیلی کی دلائل میں ہے کہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب یمن میں تھے تو تین قبیلے آئے جو ایک بچے میں شریک (دعویدار) تھے،

---

[1] البخاری (٣٥٥٥) و مسلم (١٤٥٩) والترمذی (٢١٢٣) عن عائشة رضی اللہ عنہا

انہوں نے ان میں قرعہ اندازی کی پھر جس کا قرعہ نکل آیا وہ اپنے ساتھیوں کو دو تہائی قیمت دینے کا ذمہ دار بنا اور وہ بچہ اس کا ہو گیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور ان کو اپنے فیصلہ کے متعلق بتایا تو آپ اتنا ہنسے کہ آپ کی کچلیاں سامنے آ گئیں۔ ❶

ابو داؤد اور محمد بن نصر مروزی کی کتاب میں ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے عکرمہ سے، وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک مکاتب کی دیت میں فیصلہ دیا کہ جتنا حصہ اس کا آزاد ہوا، اتنا ہی وہ آزاد کی دیت میں قتل کیا جائے گا۔ ❷

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مکاتب پر غلام کی حد قائم کی جائے گی۔

حماد بن زید ایوب سے اور وہ سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مکاتب رسول اللہ ﷺ کے دور میں قتل ہو گیا تو حکم دیا گیا کہ اس کا جتنا حصہ آزاد ہو گیا اس کی آزاد کی دیت ہو گی اور جو حصہ غلام ہے اس کی دیت اتنی غلام کی سی ہو گی۔ ❸

اسی طرح ابو داؤد اور ابن نصر کی کتاب میں ہے کہ سفیان بن عیینہ نے عمر بن عوسجہ سے اس نے سیدنا ابن عباس سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے وقت فوت ہو گیا تو آپ نے ایک غلام کے علاوہ کوئی مال نہ دیکھا اور وہ غلام بھی اس نے آزاد کر دیا تھا تو نبی ﷺ نے اس شخص کی وراثت اس غلام کو دیدی۔ ❹

ہمیں عبدالرزاق نے ابن جریج سے اس نے عمرو بن دینار سے روایت کیا کہ ایک آدمی فوت ہو گیا اور اس نے اپنا وارث کوئی نہ چھوڑا نبی ﷺ نے فرمایا تلاش کرو پھر بھی انہیں اس کا وارث کوئی نہ ملا، تو نبی ﷺ نے اس کی وراثت اس غلام کو دیدی جو اس نے

---

❶ ابو داؤد ۲۲۶۹ و ۲۲۷۰ عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وهو حديث صحيح

❷ النسائی ۴۵/۱۱ و ۴۶ (۴۸۰۸ و ۴۸۰۹) وهو حديث صحيح۔

❸ النسائی ۴۶/۸ (۴۸۱۲) وهو حديث صحيح

❹ ابو داؤد (۴۵۸۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وهو حديث صحيح

آزاد کر دیا تھا اور ایسا ہی فیصلہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کیا تھا۔ ❶

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حبشہ کے ایک آدمی کی وراثت آئی جس کا کوئی وارث نہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انظر و من كان ههنا من مسلمة الحبشة فادفعها ميراثه اليه. ❷

دیکھو! تلاش کرو یہاں حبشہ کے مسلمانوں میں سے کوئی ہو تو اس کی وراثت اسے دیدو۔

مصنف عبدالرزاق میں عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جو شخص جاہلیت میں کسی کا حلیف تھا وہ اپنے حلف پر ہی ہوگا اور اس کے لیے اس کا حصہ دیت اور مدد کا بھی ہوگا جو بھی حلیف ہو وہ اسے دیت دے اور اس کی وراثت اس عصبہ کو ملے گی جو بھی ہوں اور آپ نے فرمایا:

لاحلف في الاسلام و تمسكوا بحلف الجاهلية فان الله لم يزده في الاسلام الاشدة. ❸

اسلام میں معاہدہ نہیں جاہلیت کے معاہدوں کو اپناؤ اور مضبوط پکڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں ان معاہدوں کو مزید ہی کیا ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں ابن جریج سے ہے کہ میں نے ابن ابی حسین سے سنا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے باپ سے جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے کر گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول میرا باپ میرا مال کھاتا ہے، آپ نے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے نیکی کا حکم دیا اور فرمایا:

---

❶ ذكره المتقى الهندى فى كنز العمال (٢٩٧٠٨) و قال رواه عبدالرزاق فى مصنفه

❷ ابن ابى شيبة فى المصنف ٤١٤/١١ وهو حديث مرسل

❸ عبدالرزاق فى المصنف (١٩٢٠٠) وهو حديث منقطع

انطلق به فان ابی علیك فأطلعنی علی ذالك اعنك علیه. ❶

اس کو لے جاؤ اگر یہ تجھ پر کسی بات کا انکار کرے تو مجھے بتانا میں تیری اس کے خلاف مدد کروں گا۔

عبدالرزاق نے ابن جریج سے حدیث بیان کی کہ مجھے عبدالکریم نے خبر دی کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول میرا باپ مجھ سے میرا مال مانگتا ہے، آپ نے فرمایا "اعطه ایاہ" اسے دیدے، اس نے کہا وہ چاہتا ہے کہ میں یہ مال چھوڑ کر وہاں سے نکل جاؤں؟ آپ نے فرمایا "فاخرج له منه" پھر تو اپنے مال سے اس کے لیے نکل جا۔

اور آپ نے ایک اور آدمی کو وصیت کی کہ اپنے ماں باپ کو ناراض نہ کرنا اور آپ ﷺ نے وصیت کے طور پر فرمایا:

لاتعصی والدیك وان سألاك ان تخرج لهما من دنیاك فانخلع لهما منها.

اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا، چاہے وہ تجھ سے یہ مطالبہ کریں کہ تو اپنی دنیا سے نکل جا، تو اس سے ان کے لیے نکل جانا ❷

ذوی الارحام کی میراث کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

مصنف عبدالرزاق میں معمر سے روایت ہے کہ زید بن اسلم نے کہا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا کہ ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی پھوپھی چھوڑ گیا ہے، تو آپ بار بار فرمانے لگے "الخالة والعمة" یعنی خالہ اور پھوپھی اور آپ ان دونوں کے متعلق وحی کی انتظار کرنے لگے، تو کوئی حکم نہ آیا تو آپ نے فرمایا "لم یأتنی

---

❶ عبدالرزاق (١٦٦٣٥) مرسلا وقد رواه ابن حبان (٤١٠) عن عائشة وهو حدیث صحیح

❷ عبدالرزاق ١٦٦٣٦ وهو حدیث منقطع و ابن جریج مدلس

فیھما شیء"[1] مجھے اس بارہ میں کوئی حکم نہیں آیا۔

ایک دوسری حدیث میں سیدنا صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ایک آدمی خالہ اور پھوپھی چھوڑ جائے تو ان کو کیا ملے گا؟ تو آپ نے کہا "اللھم رجل ترك خالته وعمته" اے اللہ اگر کوئی خالہ اور پھوپھی چھوڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس بارہ میں آپ نے کچھ نہیں فرمایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"لیس لھما شیء"[2] پھر آپ نے فرمایا ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

ایک اور حدیث معمر ابن طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں نبی ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔

الله و رسوله مولی من لامولی له والخال وارث من لاوارث له[3]

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس شخص کے مولی اور قریبی ہیں جس کا کوئی مولی نہ ہو اور ماموں اس شخص کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

اس روایت کو عمرو بن شعیب نے عن ابیہ عن جدہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔

اصیلی کی دلائل میں ہے کہ نبی ﷺ پھوپھی اور خالہ کی وراثت کے متعلق پوچھے گئے جبکہ آپ بنی عمرو بن عوف کی طرف ایک اونٹ پر سوار ہو کر جا رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: "احبسوا الجمل" اونٹ کو روکو، پھر آپ نے دعا کی "اللھم رجل مات وترك عمته وخالته" اے اللہ اگر کوئی آدمی مر جائے اور ایک پھوپھی اور ایک خالہ چھوڑ جائے، پھر آپ نے دوسری دفعہ فرمایا: "این السائل" سائل کہاں ہے۔

---

1. عبدالرزاق (۱۹۱۰۹) والبیھقی فی السنن ۲۱۲/۶ مرسلا۔ ان صح فمعناه لم ینزل حین قال ثم نزل
2. عبدالرزاق (۱۹۱۱۱) عن صفوان بن سلیم وھو حدیث مرسل
3. عبدالرزاق ۱۹۱۲۲ عن ابن طاؤس وھو منقطع وروی موقوفا عن عائشة وھو صحیح

پھر فرمایا: **لیس لھما شیء**[1] ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ کچھ دیر چلتے رہے پھر فرمایا "**حدثنی جبریل علیھم السلام انه لامیراث لھما**" کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے حدیث بیان کی ہے کہ انہیں کچھ نہیں ملے گا۔

قاتل سے وراثت کو روکنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم اور جس نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ یہ حکم قتل عمد کے متعلق ہے

ابو محمد بن ابی زید نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قاتل سے وراثت کو روک دیا بوجہ اس کے جو اسنے قتل کا کام کیا، تو اسی طرح طلاق دینے کی وجہ سے اس کی بیوی سے وراثت بند ہو جائے گی جبکہ عدت سے کچھ مدت باقی ہو۔

اس کے علاوہ دیگر لوگوں نے کہا کہ عمرو بن شعیب نے عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"**لیس لقاتل فی المیراث شیء**"[2]

قاتل کو وراثت سے کچھ بھی نہیں ملے گا۔

امام مالک نے کہا اگر غلطی سے قتل کر دیا تو مالک کا وارث ہوگا مگر دیت سے وارث نہیں ہوگا اور اگر جان بوجھ کر عمداً قتل کر دیا تو نہ مال کا وارث ہوگیا اور نہ دیت کا اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ عمداً قتل کرنے والا مالِ مقتول اور دیت کا وارث نہ ہوگا اور قتل خطا میں اختلاف ہے جس طرح کہ بیان ہو چکا۔

---

[1] رواہ الحاکم فی المستدرك ٣٤٤/٤ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فی اسنادہ عبداللہ بن جعفر المدنی ضعیف ولہ شواھد

[2] الدارقطنی (٩٦/٤ و ٢٣٧) والبیھقی ٢٢/٦ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جدہ وھو حدیث حسن

جس مسلمان کی وصیت پر کوئی نصرانی گواہ ہو اس کے متعلق اور جس غلام کا کان کاٹ دیا جائے اور صلح کی جاگیروں کے متعلق اور جو شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے تو اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم:

ابن سلام کی تفسیر میں ہے، کلبی نے کہا کہ ایک آدمی جو بنو سہم کا غلام تھا۔ وہ کسی تجارت کے لیے نکل پڑا، اس کے ساتھ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ایک اور آدمی تھا۔ سہیلی کی دلائل میں ہے کہ وہ سیدنا ابن براء رضی اللہ عنہ تھے۔ تفسیر میں ہے کہ وہ دونوں نصرانی تھے جب سہمی کو موت آ پہنچی تو اس نے ایک وصیت لکھ کر اپنے سامان میں رکھ دی، پھر وہ سامان ان دونوں کو دے دیا اور کہنے لگا یہ سامان میرے گھر دے دینا، وہ اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ انہوں نے اس کے مرنے کے بعد اس کا سامان کھول کر اس سے اچھی اچھی چیزیں لے لیں پھر وہ مال میت کے ورثاء تک پہنچا دیا، جب انہوں نے سامان کھولا تو بہت سی چیزیں جو وہ لے کر گیا تھا اس میں نہ پائیں اور جب وصیت دیکھی تو اس میں مال مکمل تھا تو انہوں نے تمیم اور اس کے ساتھی سے اس بارہ میں بات کی اور کہا کہ

کیا ہمارے آدمی نے کوئی چیز بیچی تھی، انہوں نے کہا نہیں، پھر انہوں نے پوچھا کیا وہ دیر تک بیمار رہا؟ کہ اپنے آپ پر کچھ خرچ کیا ہو؟ انہوں نے کہا ایسے بھی نہیں ہوا ہمیں اس کی وصیت کے متعلق کوئی علم نہیں ہمیں اس نے جو مال دیا ہم نے تمہیں پہنچا دیا، انہوں نے یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبۃ الموت

تحبسو نهما من بعد الصلوة" الايه (المائده ١٠٦)

اگر تم زمین میں سفر کرو اور تمہیں موت کی مصیبت آ پہنچے تو ان گواہوں کو نماز کے بعد روک لو۔

چنانچہ ان دونوں نے نبی ﷺ کے ممبر کے پاس عصر کے بعد قسمیں اٹھائیں اور ان کو چھوڑ دیا گیا، پھر پتہ چلا کہ تمیم کے پاس ایک چاندی کا برتن لکیر دار سونے کا پانی چڑھا ہوا موجود ہے۔ دلائل میں ہے کہ وہ برتن مکہ میں ملا تھا اور اس کے غیر نے کہا کہ وہ برتن ایک ہزار درہم کا بیچا گیا تو پانچ سو تمیم نے اور پانچ سو عدی بن براء نے لے لئے، میت کے ورثاء نے کہا یہ برتن ہمارے ساتھی کا ہے جو اس کے پاس تھا اور تم کہتے ہو کہ اس نے بیچا بھی کچھ نہیں اور نہ ہی خریدا؟ تو ان دونوں نے کہا یہ برتن ہم نے اس سے خریدا تھا پھر ہم بھول گئے اور تمہیں بتا نہ سکے، یہ بات نبی ﷺ تک پہنچائی گئی تو یہ آیت نازل ہوگئی۔

فان عثر على انهما استحقا اثما فاخران يقومان مقامهما من الذين استحق عليهم الاولٰين فيقسمان بالله لشهاد تنا احق من شهادتهما وما اعتدينا انا اذا لمن الظالمينo (المائده ١٠٧)

اگر معلوم ہو جائے کہ انہوں نے گناہ سے حق ثابت کیا تو دوسرے دو آدمی ان کی جگہ کھڑے ہو جائیں ان لوگوں میں سے جس پر پہلے گواہوں نے حق ثابت کر دیا تھا اور وہ قسمیں اٹھائیں کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے بہتر ہے اور ہم نے زیادتی نہیں کی ورنہ ہم ظالموں میں سے ہو جائیں۔

تو میت کے اولیاء سے دو آدمی اٹھے ایک عبداللہ بن عمرو اور دوسرے مطلب بن ابی وداعہ، تو انہوں نے قسم اٹھائی کہ جو کچھ اس کی وصیت میں تھا وہ حق ہے اور تمیم اور اس کے ساتھی نے اس کی وصیت میں خیانت کی ہے جب ان کی خیانت پر اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا۔ (1)

---

(1) رواه بنحوه الترمذی ٣٠٥٩ و قال هذا حديث غريب وليس اسناده بصحيح عن ابن عباس

زجاج کی معانی القرآن میں انصار کے ایک آدمی سے روایت ہے جس کو ابوطعمہ کہتے تھے اس نے ایک درع چھپا کر آٹے کی ایک بوری میں ڈال دی اور اس میں شگاف تھے تو آٹا چوری کی جگہ سے لے کر اس کے گھر تک نیچے گرتا گیا تو گمان ہوا کہ اس نے درع چھپائی اس معاملہ پر بحث ہونے لگی تو وہ اس درع کو ایک یہودی کے گھر جا کر رکھ آیا، پھر اپنی قوم کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ مجھ پر درع کی جھوٹی تہمت لگائی گئی ہے اور جب اس کے نشان کا پیچھا کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک یہودی کے پاس ہے اور وہ یہودی نے چرائی ہے اس انصاری کی قوم کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ابوطعمہ کو لوگوں کے نزدیک معذور قرار دیں، انہوں نے آپ کو اور یہ بتایا کہ درع کی چوری یہودی نے کی ہے۔تو نبی ﷺ نے یہ ارادہ فرمالیا کہ اس کو معذور قرار دے دیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی نازل فرمادی اور انصاری کا پورا واقعہ آپ کو بتا دیا اور فرمایا یہ خائن ہے اور آپ ان خائنوں کی طرف سے جھگڑا نہ کریں اور حکم دیا کہ آپ نے جو ارادہ کیا تھا اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ کیا کریں۔

وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا.(النسآء: ۱۰۷)

یعنی ابوطعمہ کی طرف جھگڑا نہ کریں اسی طرح اس کی قوم کے لوگ جو اس کے معاون تھے حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ چور ہے ان کی بھی حمایت نہ کریں۔

روایت کیا جاتا ہے کہ ابوطعمہ مکہ کی طرف بھاگ گیا اور اسلام سے مرتد ہو گیا تھا اور مکہ میں ایک دیوار میں نقب لگائی تا کہ وہاں چوری کرے تو دیوار اس پر گر گئی اور وہ مر گیا۔ [1]

---

[1] ذکرہ الزجاج فی معانی القران قولہ تعالیٰ رلا تجادل عن الذین یختانون انفسھم الایۃ و ذکرہ الترمذی بنحوہ مطولا (۳۰۳۶) و قال ھذا حدیث غریب لا نعلم احدا اسنادہ غیر محمد بن مسلمۃ الحرانی وروی مرسلاً۔

ابوداؤد میں ہے کہ ہمیں احمد بن حنبل نے، انہیں معاذ بن ہشام نے اس نے اپنے باپ سے، اس نے قتادہ سے، اس نے ابونصرہ سے، اس نے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فقیر لوگوں کے ایک غلام نے غنی لوگوں کے ایک غلام کا ناک کاٹ دیا، اس غلام کے مالک نبی ﷺ کے پاس آئے، ان لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم فقیر لوگ ہیں تو آپ نے اس غلام پر کوئی سزا نہ لگائی۔ ❶

ابی عبید کی کتاب میں ہے کہ ابوعبید نے آپ ﷺ کی اس حدیث کے متعلق کہا: کہ ابیض بن جمال مآربی نے آپ سے مآرب میں ماء الشلج کی جاگیر مانگی تو آپ نے اس کو جاگیر دیدی جب وہ واپس ہوا تو کسی شخص نے آپ سے کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے اس کو کونسی جاگیر دے دی ہے، آپ نے اس کو جاری پانی کا چشمہ دیا ہے۔ ابوعبید نے کہا کہ آپ نے اس سے وہ جاگیر واپس لے لی۔ ❷

مؤطا میں ہے کہ نبی ﷺ نے بلال بن حارث کو جاگیر دی ❸ یہ ابن سحنون کی کتاب میں ہے اور ابوزید نے اس کو النوادر میں ذکر کیا ہے کہ وہ کسی کے لیے خاص نہیں تھی، وہ ایک کھلے بیابان میں تھی۔ اصیلی نے کہا وہ مدینہ کے قریب ایک جگہ تھی اور وہ کسی کی ملکیت تھی۔

ابوداؤد اور الواضحہ میں ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی طرف آیا تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول میری عورت کسی ہاتھ لگانے والے کے ہاتھوں کو روکتی نہیں، آپ نے فرمایا اسے طلاق دے دے۔ ابوداؤد میں طلقها کے بجائے غربها کے الفاظ ہیں، یعنی اس کو دور کر دے، وہ کہنے لگا میں ڈرتا ہوں کہ اس کے پیچھے میرا دل لگا رہے گا اور الواضحہ میں ہے کہ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکوں گا۔ تو

---

❶ ابو داؤد ٤٥٩٠) عن عمران بن حصين رضی اللہ عنہ واسناده صحيح۔

❷ رواه ابوعبيد (٦٨٤) و ابود اود (٣٠٦٤) والترمذی ٣٨٠ وهو حسن بشواهده

❸ مالك فی الموطا ٢٤٨/١ و ابو داؤد ٣٠٦١ وهو مرسل۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”**فاستمتع بها**“ ❶ تو اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ سے کہا تھا کہ اے اللہ کے رسول مجھے فرمایئے کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو کیا اسے مار ڈالوں یا اسے چار گواہ آنے تک مہلت دے دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”**کفی بالسیف شا یعنی شاهدا**“ یعنی تلوار کافی گواہ ہے۔ آپ ﷺ ”**شاهدا**“ کہتے کہتے رک گئے اور شا کہہ کر خاموش ہو گئے، پھر فرمایا ”**لو لا ان یتتابع الغیران والسکران**“ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ غیرت منداور بدمست لوگ ٹوٹ نہ پڑیں گے۔ ❷

کتوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

ابن زیاد القاضی کی احکام میں ہے کہ ان کی طرف کسی قاضی نے کتوں کے متعلق لکھا کہ ہمیں سمجھایئے۔ اللہ تعالیٰ قاضی کو توفیق دے۔ جو کتے آبادی میں رکھے جاتے ہیں ان کے متعلق کھل کر سامنے آیا ہے بتایئے۔ کہ وہ بہت دفعہ بچوں کو زخمی کرتے، کاٹ کھاتے ہیں یا تکلیف دیتے ہیں جس سے انہیں ضرر پہنچتا ہے بسا اوقات آپ کی طرف اس کی شکایات بھی آتی ہیں اور کثرت شکایات ان لوگوں کی طرف سے ہے جو اس میں مبتلا ہوتے ہیں؟ تو انہوں نے اس کی طرف لکھا کہ قاضی پر لازم ہے، اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے کہ کتوں کو قتل کرنے کا حکم دے۔ صرف شکار، کھیتی یا چوپائے کی رکھوالی کرنے والے کتے مستثنیٰ کر دے، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”**من اقتنی کلبا الا کلب صید او ماشیة او زرع احبط الله من**

---

❶ ابو داؤد ۲۰۴۹ و النسائی ۶۷/۶ و قال لیس بثابت والمرسل اولی بالصواب وجود ابن کثیر فی التفسیره

❷ ابو داود ۴۴۱۷ و ابن ماجه ۲۶۰۶ عن عباده و فیه ضعف

اجرہ قیراطا"[1]

جو شخص شکار، چوپائے یا کھیتی کے کتے کے علاوہ کوئی کتا بھی حاصل کرے تو
اللہ تعالیٰ اس کے اجر سے ایک قیراط کم کر دیتا ہے

اور حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا[2]

آپ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور جس آدمی کو حکم دیا گیا تھا وہ ایک اندھی عورت کے پاس گیا جس کا ایک کتا تھا، اس نے اس کو مارنا چاہا تو وہ عورت سامنے آ گئی اور کہنے لگی کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو کہ میں اندھی ہوں اور یہ کتا درندوں سے میرا دفاع کرتا ہے اور مجھے اذان کی اطلاع دیتا ہے، وہ شخص نبی ﷺ کے پاس واپس گیا اور آپ کو اس کا معاملہ بتایا، پھر بھی آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیدیا اور عورت نے جو کیا تھا اس کو معقول نہیں سمجھا۔ پھر اس بات کے قائل محمد بن عمر بن لبابہ اور دیگر موجود اہل علم ہو گئے۔ [3]

روکے ہوئے پانی کی حدود کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ:

ابن ابی زید کی نوادر میں ہے، ابن نافع نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ چلنے والے کنوئیں کی حفاظت کی حدود پچاس ہاتھ ہے اور جنگلی کنویں کی حد پچیس ہاتھ ہے۔ مجھے یہ حدیث ابن ابی ذئب [4] نے ابن ابی شہاب سے نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

اشہب نے کہا یہ حدیث سفیان ابن شہاب سے، وہ ابن المسیب سے، وہ نبی ﷺ سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ "فی حریم بئر الزرع خمسماۃ ذراع" کھیتی کے کنوئیں کی حفاظتی حدود پانچ سو ذراع ہیں، ابن شہاب نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں کہ "حریم

[1] البخاری ۲۳۲۲ و مسلم ۱۵۷۵ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ

[2] البخاری ۳۳۲۳ و مسلم ۱۵۷۰ و ۴۳ و ابن ماجة (۳۲۰۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ

[3] البیهقی بنحوه فی السنن ۸/۶ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما واسناده صحیح

[4] البیهقی ۱۵۵/۶ عن سعید بن المسیب موقوفا علیه

بئر الزرع" کے الفاظ حدیث کے ہیں یا یہ سعید کا قول ہے۔

ابن وہب نے یہ حدیث عن یونس عن ابن شہاب عن ابن مسیّب ذکر کیا ہے۔ اور بئر العادیۃ اور بئر البادیۃ کے متعلق پہلے کی طرح اس کے کنارے ذکر کیے گئے اور فرمایا کھیتی کے کنوئیں نواحی اور کناروں سے تین سو ذراع کی حدود ہیں۔ ❶

ابن شہاب نے کہا میں نے سنا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کہتے تھے کہ چشموں کی حفاظتی حدود پانچ سو ذراع ہیں اور کہا جاتا تھا کہ نہریں ایک ہزار ذراع ہیں اور کھیتی کا کنواں راہٹ سمیت تین سو ذراع ہے۔

ابن شہاب ان علماء سے بیان کرتے ہیں جن کو انہوں نے پایا تھا، وہ نرم زمین میں جھاڑی دار مقام کے چشموں کے متعلق فیصلہ کرتے تھے ان کی حریم تین سو ذراع ہے اور اگر سخت جگہ ہو تو چار سو پچاس ذراع کی حدود ہیں۔

اگر وکیل کو مال بیچنے پر فائدہ ہو تو وہ فائدہ صاحب مال کا ہوگا:

الواضحہ میں ہے کہ ہمیں ابن المغیرہ نے سفیان ثوری سے حدیث بیان کی، ان کو ابو حصین نے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک دینار دے کر بھیجا کہ وہ ان کے لیے ایک قربانی خرید لے تو اس نے ایک دینار میں قربانی خرید کر اسے دو دینار میں فروخت کر دیا اور پھر ایک دینار سے ایک اور قربانی خرید لی، وہ قربانی اور ایک زائد دینار لے کر نبی ﷺ کے پاس لے آئے، آپ نے اس کو صدقہ کر دیا اور اس کے لیے اس کی تجارت میں برکت کی دعا کی ❷ الواضحہ کے علاوہ دیگر کتب میں ہے کہ پھر اگر وہ مٹی بھی خریدتا تو بھی اس میں فائدہ حاصل کر لیتا۔

---

❶ البیهقی ١٥٦/٦

❷ البیهقی ١١٢/٦، ١١٣) و فی اسناده مجهول وله شاهد حدیث عروة الآتی

بخاری میں باب سؤال المشرکین ان یریھم آیۃ میں ہے کہ پھر نبی ﷺ نے ان کو چاند کے پھٹنے کی نشانی دکھائی، یہ بینات النبوۃ میں ہے۔ ❶

اور کتاب ابن شعبان میں ہے کہ سیدنا عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے قربانی خریدنے کے لیے ایک دینار دیا تو اس نے اس کی دو قربانیاں خرید لیں، پھر ایک کو ایک دینار میں فروخت کر دیا اور نبی ﷺ کے پاس ایک دینار اور ایک قربانی لے کر آ گیا، آپ نے اس کے لیے خرید وفروخت میں برکت کی دعا کی تو اسی لیے وہ اگر مٹی بھی خریدتا تو اس میں اسے فائدہ ہوتا۔ ❷

ابن شعبان نے حکیم سے اسی طرح روایت کیا ہے بخلاف اس کے جو واضحہ میں حکیم سے آیا ہے۔

مؤکل کے لیے جو حق واجب ہو اس کے تقاضہ کے لیے وکالت کی اجازت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اسی طرح وہ مال جو دینے والے کے ذمہ ضروری ہو اس کی ادائیگی کے لیے بھی وکالت درست ہے۔

اس سلسلہ میں اصل اور بنیاد نبی ﷺ کا صدقات حاصل کرنے کے لیے محصلین کو بھیجنا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے وہ اموال جو ان کے لیے ضروری ہیں انہیں لینے کے لیے حکام اور والیوں کا متعین کرنا ہے اسی طرح سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ کے صدقات پر متعین تھے۔

---

❶ البخاری ٣٦٣٦ عن ابن مسعود و ٣٦٣٧ عن انس و ٣٦٣٨ عن ابن عباس وهو متواتر

❷ البخاری ٣٦٤٢ و احمد ٣٧٦/٤ و البیهقی ١١٢/٦ عن عروة البارقی رضی الله عنه

مختلف امور میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ:

بخاری ومسلم میں ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے حجروں میں جھانکنے لگا، آپ کے ہاتھ میں ایک کنگھی تھی جس سے آپ اپنے سر کو کھجا رہے تھے، اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا:

لو اعلم انك تنظرني لطعنت به في عينيك انما جعل الاذن من قبل البصر. ❶

یعنی اگر میں جانتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھوں میں یہ مارتا: دیکھنے کی وجہ سے ہی تو اجازت لی جاتی ہے۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

لو ان امرءًا اطلع عليك بغير اذن فحذفته بحصاة ففقلعت عينه لم يكن عيلك جناح. ❷

اگر کوئی آدمی بلا اجازت تجھ پر جھانکنے لگے اور تو اس کو پتھر مار کر اس کی آنکھ نکال دے تو تجھ پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

اور ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے مروان کے والد حکم بن ابی العاص کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا تھا، وہ طائف چلا گیا اور وہ نبی ﷺ کی زندگی میں مدینہ نہیں آیا پھر اس طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی جلاوطن ہی رہا، پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اس کو اس جگہ جلاوطن کیا جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جلاوطن کرنے سے بھی دور تھی، پھر

---

❶ البخاری ٥٩٢٤ و مسلم ٢١٦٥ و الترمذی ٢٧١٠ والنسائی ٦٠/٧ و ٦١ عن سهل بن سعد الساعدی

❷ البخاری ٦٨٨٨ و ٢١٥٨ و ابو داود ٥١٧٢ عن ابی هريره رضی اللہ عنہ

ان کی ساری خلافت میں وہ جلاوطن ہی رہا، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اسے مدینہ واپس لے آئے اور جب وہ آئے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے کہا "مرحبا بالغریب القریب" دور کے قریبی کو آنا مبارک ہو۔

مبرد نے کامل میں کہا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اجازت لے لی تھی کہ جب ان تک بات پہنچی تو وہ حکم واپس لینے کی اجازت دے دیں گے، یہی بات فقہاء نے بیان کی ہے۔

احمد بن خالد نے ذکر کیا کہ جب نبی ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو اسے فرمایا:

انی اهديت الى النجاشی حلة واواقی مسك ولا اری النجاشی الاقد مات فان ردت علی فهی لك

"کہ میں نے نجاشی کو ایک حلہ اور کچھ اوقیہ کستوری بطور تحفہ بھیجی ہیں اور میرا خیال ہے کہ نجاشی فوت ہو گیا ہے، اگر یہ چیزیں واپس آ گئیں تو میں یہ تجھ کو دیدوں گا

چنانچہ ایسے ہی ہوا اور آپ نے اپنی ہر بیوی کو ایک ایک اوقیہ کستوری دے دی اور جو بچ گئی اور حلہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ [1]

امام احمد نے کہا اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ ہبہ پر جب تک موہوب لہ قبضہ نہ کر لے اس وقت تک اس کو واپس لے لینا درست ہے، مگر صدقہ دے کر واپس لینا درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

---

[1] الحاکم ۱۸۸/۲ و صححه و قال الحافظ فی التلخيص منكر و مسلم الزنجی ضعيف وثقه ابن معين وغيره و ام موسى بن عقبة مجهولة و احمد ٤٤٠/٦ والهيثمی (١٤٧/٤، و ١٤٨)

العائد فی ھبتہ کالکلب یقیئی ثم یعود فی قیئہ [1]

اپنے ہبہ کو واپس لینا ایسے ہی ہے جیسے کتا قے کر کے پھر اپنی قے کو دوبارہ کھا جاتا ہے۔

المدونہ، الواضحہ اور بخاری وغیرہ میں ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں بھیجا اور قریش کے دو آدمیوں کے متعلق فرمایا:

''ان لقیتم فلانا و فلانا تحرقوھما بالنار''

اگر تم فلاں اور فلاں کو ملو تو ان دونوں کو آگ سے جلا ڈالو۔

پھر ہم آپ کے پاس الوداع ہونے کیلئے گئے اور جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا:

انی کنت امرتکم ان تحرقوا فلانا و فلانا بالنار وان النار لایعذب بھا الا اللہ فان اخذتموھما فاقتلوھما۔

میں نے تم کو فلاں اور فلاں کے جلانے کا حکم دیا تھا مگر چونکہ آگ سے عذاب کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس لیے اگر تم ان دونوں کو پکڑ و تو ان کو مار ڈالنا۔

ان دو مردوں میں سے ایک ھبار بن اسود اور دوسرا نافع بن عبد عمر تھا [2]

اور بزار نے اپنی مسند میں اور ابن اسحٰق نے السیر میں ذکر کیا کہ اس کا نام نافع بن عبد شمس فہری تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب واقعہ بدر کے بعد مکہ سے مدینہ کی طرف نکلیں تو ان دونوں نے کچھ دیگر قریش کے مشرکین کے ساتھ ان کا پیچھا کیا اور جب وہ مقام ذی طویٰ میں پہنچیں تو سب سے پہلے ھبار اور اس کا دوسرا ساتھی ان تک پہنچ گیا، اس نے اونٹ کو لکڑی وغیرہ چبھو کر اکسایا، جب وہ اچھلا کودا تو

---

[1] البخاری ٢٥٨٩ و مسلم ١٦٢٢ والترمذی ١٢٨٩ عن ابن عباس

[2] البخاری ٢٩٥٤ معلقا و ٣٠١٦ موصولا و ابو داؤد ٢٦٧٤ و الترمذی ١٥٧١ عن ابی ھریرۃ

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جو ہودج میں اونٹ پر سوار تھیں وہ نیچے گر گئیں جس سے ان کے پیٹ کا حمل گر گیا، ان کا خسر کنانہ بن الربیع اور ان کے خاوند کا بھائی ابو العاص بن الربیع ان کے ساتھ تھا جو ان کے اونٹ کی لگام پکڑے ہوئے تھا، اس کے پاس تیر کمان تھی، جب سارے مشرکین آ پہنچے تو اس نے اپنی بھاوج کو نظر انداز کر کے اپنے تمام تیر زمین پر گرا دیئے اور کہا اللہ کی قسم میرے قریب جو بھی آیا میں اس میں ایک تیر گاڑ دوں گا، تو لوگ اس سے ہٹ گئے، اتنے میں ابوسفیان مشرکین کے چند لوگوں کے ساتھ آیا اور کہنے لگا اے شخص مجھ سے اپنے تیر روک لے تاکہ میں تجھ سے کوئی کلام کر لوں، ابوسفیان آیا اور اس کے قریب آ کر ٹھہر گیا، پھر کہنے لگا تو نے اچھا طریقہ اختیار نہیں کیا، تو عورت کو تمام لوگوں کے سامنے علانیہ لے کر آ گیا، حالانکہ تجھے ہماری مصیبت اور تکلیف اور سختی کا بھی جو ہم پر اس شخص کی وجہ سے آئی، علم ہے۔ جب تو اس کی لڑکی کو علانیہ ہمارے سامنے سے لے کر نکلا ہے تو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جو ذلت ہمیں پہنچ رہی، وہ ہماری نافرمانی کی وجہ ہے جو ہم سے ہوئی ہے اور یہ ہماری کمزوری اور ضعف ہے۔ اللہ کی قسم اس کو اپنے باپ سے الگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ اس طرف ہمارا کوئی رجحان ہے، لیکن تم اس کو واپس لے جاؤ اور جب بات ٹھنڈی ہو جائے اور لوگ کہیں گے کہ ہم تم کو واپس لے آئے ہیں، تو تم اس کو خفیہ طور پر کھسکا کر لے جانا اور اس کو اپنے باپ سے ملا دینا۔ چنانچہ اس نے اسی طرح کیا اور جب کچھ دن گذرے اور بات آئی گئی ہو گئی تو اس نے انہیں رات کے وقت جا کر سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کے حوالے کر دیا، وہ دونوں بھی اس کے ساتھ ہی نکلے اور کسی گھاٹی میں چھپے رہے، پھر انہیں مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دیا۔ [1]

سیر میں ہے پہلے وہ لوگ جنہوں نے اسلام میں منجنیق کے ساتھ تیر اندازی کی وہ اہل طائف تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کچھ لوگ ایک گاڑی کے نیچے ہو کر

---

[1] ابن ابی شیبة ۳۸۹/۱۲ و ابن عساکر عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ

داخل ہوئے، اور اس کو طائف کی دیوار تک دھکیل کر لے آئے تا کہ اس دیوار کو توڑ سکیں اس دوران ثقیف نے لوہے کی گرم کی ہوئی سلاخیں ان پر پھینکیں تو وہ اس گاڑی کے نیچے سے نکل کر بھاگنے لگے، ثقیف نے ان پر تیر برسائے جن سے کئی آدمی شہید ہو گئے، تو نبی ﷺ نے بنو ثقیف کے انگور کاٹنے کا حکم دے دیا تو لوگ انہیں کاٹنے لگے۔

پھر ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ طائف کی طرف آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ ثقیف تم امن دو کہ تم سے کوئی بات کریں، انہوں نے ان دونوں کو امن دے دیا۔ تو انہوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں میں سے کچھ عورتوں کو بلایا کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ عورتیں قید کر لی جائیں گی، وہ عورتیں یہ تھیں، (۱) آمنہ بنت ابی سفیان جو عروۃ بن مسعود کے پاس تھی اس کا ایک بیٹا داؤد بن عروۃ بن مسعود تھا (۲) فراسیہ بنت سوید بن عمرو بن ثعلبہ، اس کا بیٹا عبدالرحمٰن بن قارب تھا (۳) فقیمہ امیمہ بنت الناسی امیہ بن قلع تھی مگر انہوں نے ان کی طرف جانے سے انکار کر دیا، ابن الاسود بن مسعود نے کہا اے ابوسفیان اور مغیرہ کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں جس کے لیے تم آئے ہو، وہ یہ ہے کہ بنی الاسود کا مال ہمیں معلوم ہے اور رسول اللہ ﷺ اس کے اور طائف کے درمیان وادی عقیق میں ٹھہرے ہیں اور طائف میں کوئی مال اس سے زیادہ لمبی رسی والا نہیں، جس کا حاصل کرنا بہت مشکل اور سخت مشقت بھرا ہوا ہے اور آبادی سے بھی دور ہے، اگر محمد (ﷺ) نے یہ مال جاگیر دے دیا تو کبھی بھی اس سے آباد نہ ہوگا، اس لیے تم ان سے بات کرو کہ یا تو وہ خود اپنے لیے رکھ لے، یا ہماری رشتہ داری کا خیال لکھ کر کے ہمیں چھوڑ دیں اور ہمارے اور ان کے درمیان جو قرابت ہے وہ سب کو معلوم ہے، تو انہوں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا ہے، آپ طائف کو گھیرے ہوئے تھے کہ وہاں قیام کے دوران کچھ غلام آئے اور وہ مسلمان ہو گئے تو نبی ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا ان کے مسلمان ہونے کے بعد طائف کے کچھ لوگوں نے ان غلاموں کے متعلق آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ

کے آزاد کردہ لوگ ہیں۔ ❶

بخاری میں ہے کہ مروان اور مسور بن مخرمہ نے عروہ کو یہ خبر دی کہ جب ہوازن کا وفد آپ کے پاس آیا تو آپ کھڑے ہو گئے، انہوں نے سوال کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اس لئے ہمارے قیدی اور مال واپس کر دیجیے، تو آپ نے فرمایا۔

ان معی من ترون واحب الحدیث الی اصدقه فاختاروا إحدی الطائفتین اما المال واما السبی وقد کنت استأنیت بهم۔

میرے ساتھ وہ لوگ بھی ہیں جو تمہیں معلوم ہیں اور میرے نزدیک سب سے پیاری بات وہ سب سے زیادہ سچے ہوں تو تم دو چیزوں میں سے ایک پسند کر لو یا مال لے لو یا قیدی اور بے شک میں نے انہیں کافی مہلت دی اور تاخیر کی ہے۔ آپ ﷺ نے طائف سے واپسی پر دس دن سے اوپر تک ان کے معاملہ میں تاخیر کی، جب انہیں معلوم ہوا کہ نبی ﷺ دو میں سے صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے اور دوسری کبھی بھی واپس نہیں کریں گے تو وفد نے کہا کہ ہمیں ہمارے قیدی واپس کر دو، تو نبی ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی اتنی تعریف وثنا کی جتنی کہ اسے سزاوار تھی، پھر آپ نے فرمایا:

امابعد فان اخوانکم جاؤونا تائبین و انی رأیت ان اردالیهم سبیهم فمن احب منکم ان یطیب بذالك فلیفعل ومن احب ان یکون علی حظه حتیٰ نعطیه ایاه من اول مایفیئی اللّٰه علینا فلیفعل فقال الناس طبنا فقال انا لاندری من اذن منکم ممن یأذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاؤکم امرکم.

حمد وصلوۃ کے بعد تمہارے بھائی توبہ کرتے ہوئے حاضر ہو گئے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ انہیں ان کے قیدی واپس کر دوں، اب جو شخص خوشی سے یہ بات چاہے تو وہ واپس

❶ طبری (۸۲/۳) و ابن هشام ۳۰۲/۲ و ۳۰۳ و مغازی الواقدی ۹۲۲ و ابن سعد ۱۲۰/۲

کردے، لوگوں نے کہا ہم خوشی سے واپس کرتے ہیں، آپ نے فرمایا ہم نہیں جانتے کس نے اجازت دے دی اور کس نے نہیں دی، تم واپس چلے جاؤ اور تمہاری بات تمہارے معتبرین ہمیں پہنچادیں، وہ چلے گئے پھر ان کے ذمہ دار لوگوں نے ان سے کلام کی پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور بتایا کہ ان لوگوں خوشی سے اجازت دے دی ہے، یہ بات ہمیں ھوازن کے قیدیوں کے متعلق پہنچی۔ ❶

یہاں سے یہ مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ کوئی چیز کسی غائب کو بخشی جاسکتی ہے، یہ بات بخاری نے ذکر فرمائی ہے۔

نبی ﷺ کے اوامر ونواہی میں علماء کا اختلاف ہے، اصحاب الظاہر اور کچھ اہل الحدیث کہتے ہیں آپ کے اوامر فرض ہیں اور آپ کے نواہی حرام ہیں اور انہوں نے آپ کے فرامین کو قرآن کے ہم پلہ ٹھہرایا ہے۔ کچھ اور لوگ آپ کے اوامر کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ کے اوامر جو علماء تک پہنچے تو جو انہوں فرائض پر محمول کئے وہ فرائض ہیں اور جو سنت اور استحباب پر محمول کئے تو وہ اسی طرح جس طرح انہوں نے کہا اور آپ کے نواہی ان کے نزدیک حرام ہیں، یہ مذہب امام مالک کا ہے۔

اس مسلک کی تائید آپ ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے، جو آپ نے فرمایا۔:

اذا ستیقظ احدکم من نومه فلیغسل یدیه ثلاثا قبل ان یدخلها فی وضوء ه فان احدکم لایدری این باتت یده ❷

کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنے دونوں ہاتھ وضو کے برتن میں ڈبونے سے پہلے تین دفعہ دھولے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گذاری۔

---

❶ البخاری ۲۵۳۹ و ۲۵۴۰ و ابو داؤد ۲۶۹۳

❷ رواہ احمد ۲۴۱/۲ و مسلم ۲۷۸ و الترمذی ۲۴ و ابن ماجة (۳۹۳) عن ابی هریرة

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من توضا فليستنثر و من استجمر فليوتر ❶

جو وضو کرے وہ ناک جھاڑے اور جو پتھر استعمال کرے وہ طاق کرے۔

اور نیند سے بیدار ہو کر ہاتھ دھونا اور ناک جھاڑنا اکثر علماء کے نزدیک فرض نہیں اس طرح آپ کے بہت سے احکام فرض نہیں ہیں، جیسا کہ آپ نے فرمایا:

اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا ولك الحمد ❷

جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہا کرو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

اذا امّن الامام فامّنوا ❸

جب امام آمین کہے تو تم بھی امین کہو۔

اور آپ نے فرمایا:

اذا سمعتم المؤذن يؤذن فقولوا مثل مايقول المؤذن ❹

جب مؤذن کو اذان کہتے سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔

اسی طرح دروازے بند کرنے کا حکم، مشک پر تسمہ باندھنے کا حکم، برتن کو الٹے رکھنا چراغ گل کرنے کا حکم بھی فرائض میں سے نہیں ہے۔ ❺

---

❶ احمد ٢/٤٠١ و البخاری ١٦١ و مسلم ٢٣٧ و ٢٢ و ابن ماجه ٤٠٩

❷ احمد ٢/٤٥٩ و البخاری ٧٩٦ و ٣٢٢٨ و مسلم ٤٠٩ و ابو داؤد ٧٧٤ والترمذی ٢٦٧ و احبان ١٩٠٧ عن ابی هريرة

❸ البخاری ٧٨٠ و مسلم ٤٠٩ و ابو داود ٩٣٤ و ٩٣٥ و الترمذی ٢٥٠

❹ مسلم ٣٨٤ و ابو داؤد ٥٢٣ و ابن خزيمة ٤١٨ و ابن حبان ١٦٩١ عن عبدالله بن عمر و بن العاص رضی اللہ عنہ

❺ البخاری ٣٢٨٠ و مسلم ٢٠١٢ و ابو داؤد ٣٧٣١ و ٣٧٣٢ و الترمذی ١٨٦٣ عن جابر رضی اللہ عنہ

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اعطوا السائل ولو جآء علی فرس ❶

سائل کو ضرور دیا کرو چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"اذا انتصل احدکم فلیبدأ بالیمین" ❷

جب کوئی تم میں سے جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرے۔

یہ سب آداب اور ترغیبات ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

اذا امرتکم بامر أو قال بشیءٍ فأتوا منه ما استطعتم ونهیتکم عن شیء فانتهوا عنه کله ❸

جب میں تمہیں کسی بات یا چیز کا حکم کروں تو جتنی طاقت ہو اتنا وہ کام ضرور کرو اور جس کام سے میں تمہیں روکوں تو اس سارے سے رک جاؤ۔

امام مالک کا مسلک ہے کہ نبی ﷺ کے اوامر انہی معانی میں لئے جائیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لئے تھے۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لا یمنع احدکم جاره خشبة یغرزها فی جداره"

کوئی شخص بھی تم میں سے اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں لکڑی لگانے سے منع نہ کرے۔

پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کیا وجہ ہے کہ میں اس حدیث سے لوگوں کو مونہہ

---

❶ مالك ٩٩٦ عن زید بن اسلم رحمہ اللہ وهو مرسل۔ و ابن عدی فی الکامل ١٨٧/٤ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ فی اسناده عبدالله بن زید بن اسلم ضعیف وله شواهد بها هو حسن

❷ مسلم ٢٠٩٧ و الموطا ٧٦/٢ و ابو داؤد ٤١٣٩ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ

❸ احمد ٤٨٢/٢ و النسائی ١١٠/٥ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ

موڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اللہ کی قسم میں یہ حدیث تمہاری پیٹھوں میں ماروں گا۔ ❶

نبی ﷺ نے جمعہ کے دن غسل کا جو حکم فرمایا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو فرض پر محمول نہیں کیا بلکہ مستحب کہا۔

نبی ﷺ نے کھجور خشک انگور، خشک اور تازہ ملانے والوں کو اس سے منع فرمایا ❷

آپ ﷺ کا اکٹھے کھانے والوں میں دو کھجوریں چھوڑ کر کھانے سے منع فرمانا ❸

رسول اللہ ﷺ کا ثرید کے اوپر سے کھانے سے منع فرمانا ❹

نبی ﷺ کا راستہ میں پڑاؤ ڈالنے سے منع فرمانا اور اس طرح کی دیگر منہیات ہیں اور علماء نے جو آپ کی منع کردہ چیزوں کو حرام پر محمول کیا وہ سونے اور چاندی کی ادھاری بیع ہے ❺

اسی طرح پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی بیع کرنا۔ ❻

اسی طرح کوئی طعام لے کر اپنے قبضہ میں کرنے سے پہلے اسے فروخت کرنا۔

اسی طرح ماؤں کے پیٹوں کے جانور اندر ہی اندر فروخت کر ڈالنا۔ ❼

اسی طرح بیع العربان ❽ بیع مزابنہ، محاقلہ اور مخابرہ (۹)

---

❶ البخاری ٦٤٦٣ و مسلم ١٦٠٩ و ابو داؤد ٣٦٣٤ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ

❷ البخاری ٥٦٠١ و مسلم ١٩٨٦ ابو داؤد ٣٧٠٣ عن جابر رضی اللہ عنہ

❸ البخاری ٢٤٨٩ و مسلم ٢٠٤٥ و ابو داؤد ٣٨٣٤ عن عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہ

❹ مالك فی المؤطا ٩٨٩/٢ و هو مرسل قال ابن عبدالبر هو مسند من وجوه كثيرة وهي محفوظة اقول له شواهد منها ما رواه مسلم ١٩٢٦

❺ البخاری ٢١٨٠ مسلم ١٥٨٩ عن زيد بن ارقم

❻ البخاری ٢١٨٣ مسلم ١٥٣٤ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ

❼ البيهقی ٣٣٨/٥ عن ابی سعيد الخدری رضی اللہ عنہ هو ضعيف

❽ مالك فی المؤطا ٦٠٩/٢ و ابوداؤد ٣٥٠٢ و ابن ماجة ٢١٩٢ عبدالله بن عامر و ابن لهيعة ضعيفان

٩۔ البخاری ٢١٨٦ و مسلم ١٥٤٦ عن ابی سعيد الخدری رضی اللہ عنہ

اسی طرح چوپایوں کو باندھ کر مارنا ❶

اسی طرح مثلہ کرنا، ناک کان وغیرہ کاٹ دینا۔ ❷

اسی طرح جانوروں کو آپس میں لڑانے کے لیے بھڑکانا ❸

اسی طرح ستاروں میں خیر و شر کی تاثیر جاننا۔

اسی طرح تصاویر بنانا مگر جو کپڑے پر نشان ہو۔

اسی طرح عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں میں روزہ رکھنا ❹

اور شک والے دن روزہ رکھنا ❺

اور ان کے علاوہ دیگر بہت سی منع کردہ چیزوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حرام پر محمول کیا ہے۔

اور بعض چیزوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختلاف کیا جیسا کہ

آپ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ❻

اور آپ نے درندوں میں سے ہر کچلیوں والے جانور کو حرام قرار دیا۔ ❼

اور آپ نے صومِ وصال سے منع فرمایا ❽

---

❶ البخاری ٥٥١٣ و مسلم ١٩٥٦ عن انس رضی اللہ عنہ

❷ البخاری ٢٤٧٤ عن عبداللہ بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ

❸ ابو داؤد ٢٥٦٢ و الترمذی ١٧٠٨ عن ابن عباس و اسنادہ ضعیف

❹ ابن ماجۃ ١٧٣١ عن ابی سعید الخدری وھو حدیث صحیح

❺ الترمذی ٦٨٦ والنسائی ١٥٣/٤ وابن خزیمۃ ١٩١٤ عن عمار بن یاسر وھو حدیث صحیح

❻ البخاری ٥١١٢ و مسلم ١٤١٥ و ابو داؤد ٢٠٧٤ و ابن ماجۃ ١٨٨٣ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ

❼ مسلم ١٩٣٤ و البغوی ٢٧٩٥ و ابن حبان ٥٢٨٠ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

❽ البخاری ١٩٦٢ و ابو داؤد ٢٣٦١ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

اور آپ نے ''اشتمال العماء''
(ایک مخصوص انداز سے چادر پہننے) سے منع فرمایا ❶
اور آپ نے نکاح متعہ سے منع فرمایا ❷
اور آپ نے بیع کے لیے قافلہ تجارت کو آگے سے راستہ میں جا ملنے سے منع کر دیا۔
اور آپ نے طعام کی ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا ❸
اور آپ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ❹
اور آپ نے کدو کے اور لک کیے ہوئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ❺

ان چیزوں میں اکثر نے حرام کہا ہے مگر ''اشتمال الصماء'' جب کوئی دوسرا ہلکا کپڑا ہوتو وہ اس صورت حرام نہ ہوگا۔ امام مالک کا قول اس میں مختلف ہے۔ اور اگر دوسرا کپڑا نہ ہوتو وہ حرام ہے کیونکہ اس میں پردہ کھل جاتا ہے، اس کی وضاحت میں آپ کی ممانعت ہے آپ نے ایک کپڑے میں احتباء سے منع فرمایا کہ جب اس کی شرمگاہ پر کچھ بھی نہ ہو۔

اور بخاری میں کتاب البیوع میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں، ''اشتمال الصماء'' اور اس سے بھی کہ کوئی آدمی ایک کپڑے میں احتبا کرے پھر وہ اسے اپنے دونوں کاندھوں پر اٹھائے ❻ (پنڈلیوں کو کھڑی کر کے کسی کپڑے یا ہاتھوں سے اپنی پیٹھ اور پنڈلیوں کو باندھ لینا احتباء کہلاتا ہے)
اور گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے آپ نے منع فرمایا ❼

---

❶ البخاری ٣٦٧ و مسلم ١٥١٢ و النسائی ٢١٠/٨ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
❷ البخاری ٤٢١٦ و مسلم ١٤٠٧ و ٢٩ والنسائی ١٢٦/٦ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
❸ البخاری ٢١٦٥ و مسلم ١٥١٧ و ابو داؤد ٣٤٣٦ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
❹ ابن عدی فی الکامل ١٣٥/٣ عن علی رضی اللہ عنہ قال النسائی الربیع بن حبیب ضعیف
❺ البخاری ٥٣٤٦ و مسلم ١٥٦٧ و ابو داؤد ٣٤٢١ عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ
❻ البخاری ٥٩٩٤ و مسلم ١٩٩٤ عن علی ٥۔ البخاری ٢١٤٥ عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ
❼ البخاری ٥٥٢١ و مسلم ٥٦١ و النسائی ٢٠٣/٧ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں، ہم نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس سے اس لیے منع کیا کیونکہ ان سے خمس نہیں نکالا گیا تھا۔ بعض نے کہا کہ آپ نے انہیں بالکل حرام کر دیا تھا اور میں نے سعید بن جبیر سے اس بارہ میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے انہیں بالکل حرام کر دیا۔ یہ بات بخاری نے کتاب الجہاد میں ذکر کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا نسب

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

الفاکہی [1] نے کہا کہ مکہ میں جس گھر میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے وہ محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کا مکان ہے۔ یہ ہمیشہ اپنے حال پر ہی رہا یہاں تک دو خلفاء موسیٰ اور ہارون کی ماں خیزران آئی، تو اس نے ان کو مسجد میں شامل کر دیا جس میں نماز پڑھی جاتی اور اسے گھر نہ رہنے دیا۔

بعض اہل مکہ نے کہا کہ کچھ لوگ اس گھر میں رہنے لگے، پھر اس سے منتقل ہو گئے تو کہنے لگے اللہ کی قسم ہمیں اس گھر میں نہ کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا اور نہ ہی ہمیں کوئی ضرورت پیش آئی مگر جب ہم اس جگہ سے نکلے تو ہم پر وقت مشکل ہو گیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ابو العباس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا اور میں آپ کے پاس رات رہا تو میں نے آپ سے سنا آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

اللهم انی اسالك رحمة من عندك تهدی بهاقلبی و تجمع بها

---

[1] الفاکہی ابو محمد عبداللہ بن محمد بن العباس مکی ابو یحییٰ بن ابی میسرہ کے ساتھی تھے ۳۵۳ھ مکہ میں فوت ہوئے۔

شملی و تلم بها شعثی و تردبها الفتن عنی و تصلح بها حالی و تحفظ بها غائبی و ترفع بهاشاهدی و تبیض بها وجهی و تزکی بها عملی و تلهمنی بهار شدی و تعصمنی بها من کل سوء اللهم اعطنی ایمانا صادقا و یقیناً لیس بعده کفر و رحمةً انال بها شرف کرامتك فی الدنیا والأخرة اللهم انی اسألك الفوز عندا لقضاء و نزل الشهداء و عیش السعداء و مرافقة الانبیآء والنصر علی الاعداء[1]

اے میرے اللہ میں تجھ سے ایسی رحمت مانگتا ہوں جس سے تو میرے دل کو ہدایت دے دے اور میری تمام پراگندگی کو اکٹھا کردے اور اس کے ساتھ مجھ سے تمام فتنے ہٹادے اور اس سے میری حالت سنوار دے اور اس کے ساتھ میرے غائب کو محفوظ رکھ اور جو میرا تشخص موجود ہے اس کو بلند فرما اور اس کے ساتھ میرے چہرہ کو سفید کردے اور اس کے ساتھ میرے عمل کو پاک کردے اور میری بھلائی مجھے بتادے اور مجھے ہر ایک برائی سے بچالے۔ اے میرے اللہ مجھے سچا ایمان عطا فرما اور ایسا یقین عطا فرما کہ جس کے بعد کفر نہ ہو اور ایسی رحمت عطا فرما کہ جس کے ساتھ میں تیری کرامت کا اعزاز دنیا اور آخرت میں حاصل کرسکوں۔ اے میرے اللہ تقدیر کے فیصلہ کے وقت میں تجھ سے کامیابی کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے شہداء کی مہمانی اور نیک بختوں کی زندگی، انبیاء علیہم السلام کی معیت اور دشمنوں پر مدد مانگتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول عام الفیل ۲۰ نیسان کے دن مکہ میں پیدا ہوئے چالیس سال کی عمر میں پیر کے دن آپ نبی ہوئے، یہ بات امام مالک اور دیگر اہل علم نے کہی۔

---

[1] الترمذی ۳۴۱۹ و قال هذا حدیث غریب لانعرفه الامن حدیث ابن بی لیلی من هذا الوجه فی اسناد و هذا الحدیث ابن ابی لیلی سئ الحفظ جدا

برقی محمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم نے کہا یہ بھی کہا جاتا ہے ۴۳ سال کی عمر میں آپ پر قرآن مجید نازل ہوا۔

مالک نے کہا آپ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو ساٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے یہ بات مالک نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے انہوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ❶

بخاری نے عن عروہ عن عائشہ بیان کیا ہے کہ آپ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے پندرہ سال مکہ میں مقیم رہے، پھر مدینہ میں دس سال ٹھہرے رہے۔ ❷

ابن عبدالبر نے تمہید میں زیادہ کیا کہ ولید بن مسلم نے شعیب سے انہوں نے عطاء خراسانی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عبدالمطلب نے ساتویں دن نبی ﷺ کا ختنہ کیا اور لوگوں کو جو کھانا کھلایا اور محمد (ﷺ) نام رکھا۔

ابن وضاح سے روایت ہے کہ قریش نے عبدالمطلب سے پوچھا کہ تو نے ان کا نام اپنے آباؤ اجداد کے ناموں کو چھوڑ کر محمد (ﷺ) کیوں رکھا تو عبدالمطلب نے جواب دیا تا کہ آسمانوں اور زمین والے ان کی تعریف کریں۔

---

❶ مالك فی المؤطا ١٩٢٥ عن انس وهو حديث صحيح

❷ البخاری ٤٤٦٦ و الترمذی ٣٦٥٤ عن عائشة رضی اللہ عنہا

نبی ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا اور آپ ﷺ کو غسل دینے اور لحد کا ذکر

مؤطا وغیرہ میں ہے کہ آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سفید تھے اور سحولی تھے جن میں قمیص اور پگڑی نہیں تھی۔

بعض نے کہا ان میں ایک کپڑا حبری تھا[1] یہ بات ابن ابی زید نے نوادر میں کہی ہے۔

سحول یمن کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ان میں سے ایک کپڑا وہ تھا جس میں آپ بیمار ہوئے تھے، اس روایت کو ابن مفرح نے ابومنصور محمد بن سعد سے، اس نے سفیان بن موسیٰ سے، اس نے ایوب سے، اس نے عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اس میں یہ بھی ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا اور آپ کی قمیص اتارنا چاہی جو آپ پہنے ہوئے تھے تو انہوں نے ایک آواز سنی کہ آپ ﷺ کی قمیص نہ اتارنا چنانچہ آپ ﷺ کو قمیص سمیت ہی غسل دیا گیا۔[2]

الواضحہ وغیرہ میں ہے کہ زہری نے سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو غسل دیا اور قبر میں اتارا وہ سیدنا عباس، سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا فضل بن عباس، سیدنا شقران رضی اللہ عنہم مولائے رسول اللہ ﷺ تھے شقران کا نام صالح تھا۔

شعبی نے کہا کہ چوتھے آدمی سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔

---

[1] ابن سعد ٢/ ٢١٢ وھو مرسل

[2] مالك ٩٧١ واسناده صحيح

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ چوتھے آدمی سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے۔ ❶

ابن ہشام کی سیرت میں ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عباس، سیدنا فضل بن عباس، سیدنا قثم بن عباس، سیدنا اسامہ بن زید اور سیدنا شقران رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کا غلام، یہ تمام لوگ نبی ﷺ کے غسل کے منتظمین تھے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے کی طرف ٹیک لگائی۔ سیدنا عباس، سیدنا فضل اور سیدنا قثم رضی اللہ عنہم آپ کو اٹھاتے پلٹاتے تھے، سیدنا اسامہ اور سیدنا شقران آپ پر پانی ڈالتے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور آپ پر ایک قمیص تھی جس سے آپ کو ملتے تھے آپ کی طرف ان کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے اے اللہ کے رسول ﷺ آپ زندہ بھی اور فوت ہونے کے بعد بھی کتنے اچھے ہیں۔ آپ کو سعید بن جثامہ کے کنوئیں سے غسل دیا گیا جو قباء میں تھا اور اس کو بئر القدس کہتے ہیں ❷

ابن اسحاق نے کہا آپ کو دو صحاری کپڑوں میں اور ایک حبری چادر میں کفن دیا گیا جس میں آپ کو مکمل طور پر لپیٹا گیا۔ ❸

مؤطا میں ہے کہ آپ پیر کے دن فوت ہوئے اور منگل کے دن دفن ہوئے اور لوگ آپ پر فرداً فرداً بلا امامت درود پڑھتے رہے، کچھ لوگوں نے کہا آپ کو منبر کے پاس دفنایا جائے، کچھ کہنے لگے نہیں بقیع میں دفن کرو، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آ گئے، انہوں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں پر وہ فوت ہوتے ہیں۔ تو آپ ﷺ کے لیے اسی جگہ قبر کھودی گئی، مدینہ میں ایک آدمی لحد کھودتا تھا اور دوسرا لحد نہیں کھودتا تھا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا جو بھی ان میں پہلے آئے گا اس سے یہ کام لیا جائے، تو لحد والا پہلے آ گیا چنانچہ اس نے آپ کے لیے لحد کھودی۔ ❹

---

❶ ابن سعد ۲/۲۱۲ وھو حدیث مرسل۔

❷ ابن ھشام ۲/۶۶۳ بدون سند۔

❸ ابن ھشام ۲/۶۶۳ بدون سند ❹ مالك ۹۷۲ وھو حدیث مرسل

مؤطا کے علاوہ دیگر کتب میں ہے کہ جو لحد کھودتا تھا اس کا نام سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ تھا اور دوسرا جو لحد نہیں کھودتا تھا وہ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھا۔

سیرت کی کتب میں ہے کہ آپ کا بستر اٹھایا گیا اور اس جگہ کو نیچے سے کھودا گیا، پھر لوگ رسول اللہ ﷺ پر کھلے طور آنے لگے اور آپ پر درود اور دعا پڑھنے لگے، جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں آنے لگیں جب وہ بھی فارغ ہو گئیں تو بچے آنے لگے اور پھر آپ کو دفن کر دیا گیا۔ [1]

ابن ابی زید کی مختصر کتاب الجامع کے آخر میں ہے کہ ابن عقبہ نے کہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ان کی باری کے دن میں اور آپ کے سینے پر پوری چاشت کے وقت فوت ہوئے۔

امام مالک نے کہا آپ پیر کے بارہ ربیع الاول کو فوت ہوئے اور منگل کے روز دفن کیے گئے۔ بعض نے کہا جب سورج ڈھل گیا اس وقت دفن کیے گئے اور آپ کو سیدنا عباس، سیدنا علی، سیدنا فضل بن عباس، اور سیدنا شقران رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کے غلام نے آپ کو غسل دیا۔ بعض نے کہا صالح نے غسل دیا جو آپ کا غلام تھا اور یہ آپ کی قبر مبارک میں اترے تھے اور کہا جاتا ہے ان کے ساتھ سیدنا اسامہ اور سیدنا اوس بن خولہ رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ آپ کی بیماری میمونہ بنت الحارث کے گھر میں بدھ کے ۲۸ صفر کو شروع ہوئی، پھر آپ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں منتقل ہو گئے یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے آپ کی بیماری میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم پر سترہ نمازیں لوگوں کو پڑھائیں۔ کتاب الاجری میں ہے آپ نو دن بیمار رہے۔

---

[1] ابن سعد ۲۲۰/۲ وابن ھشام ٦٦٣/۲

حوالہ جات کتب اور اسانید

فقیہ ابو عبداللہ محمد بن فرح اکرمہ اللہ کہتے ہیں:

مجھے جس چیز نے کتاب ہذا کی تالیف و جمع پر آمادہ کیا، وہ یہ ہے کہ میں نے ابی بکر بن ابی شیبہ صاحب المسند رحمہ اللہ کی ایک کتاب دیکھی جو اقضیۃ رسول اللہ ﷺ کے نام سے انہوں نے لکھی تھی مگر اس میں انہوں نے نبی ﷺ کے بہت تھوڑے فیصلہ جات درج کئے تھے اور یہ چھوٹی سی کتاب تھی۔ میں نے ابو محمد الباجی کی احمد بن خالد عن ابن ابی وضاح سے یہ روایت دیکھی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ہم نے نبی ﷺ کے فیصلوں کو اور فیصلوں کے احکام کو دیکھا تو ہم کو سوا احادیث سے زیادہ نہ مل سکیں۔

تو میں نے مناسب خیال کیا کہ آپ ﷺ کے فیصلہ جات تبرک اور محبت حاصل کرنے اور ان کی پیروی کے طور پر اور آپ کے اوامر و نواہی سے واقف ہونے کے لیے ان کی تلاش و تتبع کروں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر ۷)

اور جو کچھ تمہیں رسول نے دیا وہ لے لو اور جس سے تم کو روکا اس سے باز آ جاؤ۔

نیز فرمایا

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (النورہ ۶۳)

جو نبی ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں کسی فتنہ میں مبتلا ہونے یا سخت عذاب پہنچ جانے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔

تو میں نے یہ فیصلے درج ذیل کتب سے لئے۔

موطا مالک بن انس، تفسیر ابن سلام، معانی الزجاج النحاس۔ المفصل۔ قاضی اسماعیل کی الاحکام۔ مکی کا ہدایہ۔ بخاری، مسلم، مصنف عبدالرزاق، ابو داود، نسائی، مسند ابی شیبہ، مسند بزار، سیرت ابن ہشام، شرح الحدیث لابی عبید، شرح الحدیث للخطابی، الکامل، المدونہ، المستخرجہ، الواضحہ، النوادر، کتاب ابن شعبان، الدلائل للاصیلی، احکام ابن زیاد، تاریخ ابن ابی خیثمہ، شرف المصطفی، کتاب الاموال لابی عبید، کتاب الاموال لاسماعیل القاضی، کتاب محمد بن نصر مروزی، تفسیر الموطا لابن مزین، للداودی، للقنازعی

یہ کل ۳۴ دیوان ہیں جن سے میں نے یہ فیصلے اخذ کئے۔

والحمدلله رب العالمین وصلی الله تعالیٰ علی سیدنا محمد خاتم النبین و سلم تسلیما.

مؤطا میں جو کچھ ہے اس کے متعلق مجھے یونس بن عبداللہ بن مغیث نے بتایا، انہوں نے ابوعیسیٰ یحیی بن عبداللہ بن ابی عیسی سے، وہ اپنے چچا سے، وہ اپنے باپ عبیداللہ بن یحییٰ سے، وہ اپنے باپ یحیٰ بن یحیٰ سے، وہ مالک بن انس رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے۔

حدیث نسائی کی، مجھے قاضی یونس مذکور نے قرشی ابوبکر محمد بن معاویہ المعروف بابن الاحمر نے، احمد بن شعیب النسائی سے بیان کی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے متعلق مجھے ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عابد نے ابومحمد عبداللہ بن ابراہیم الاصیلی سے انہوں نے ابو زید محمد بن احمد مروزی سے انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن یوسف العزبری سے انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری سے روایت کیا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے متعلق مجھے ابومحمد مکی بن ابی طالب نے ابوالعباس احمد بن محمد بن زکریا النسوی سے بیان کیا انہوں نے محمد بن ابراہیم بن محمد بن سفیان سے انہوں نے ابوالحسین مسلم بن الحجاج سے روایت کیا۔

ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی مجھے ابو محمد الفقیہ عبداللہ بن الولید الاندلسی القرطبی نے مصر میں اجازت دی، ان کو ابو موسیٰ عیسیٰ بن حنیف قروی نے قیروان میں حدیث بیان کی، ان کو ابو بکر محمد بن راسہ نے ابو داود سے حدیث بیان کی

مصنف عبدالرزاق کے متعلق مجھے ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عابد نے قاضی ابوعبداللہ محمد بن مفرج قاضی مالقہ سے روایت کی ان کو صنعاء کے قاضی عبدالاعلیٰ بن محمد نے اسحٰق بن ابراہیم بن عباد الدیری نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم نے عبدالرزاق بن ہمام پر یہ کتاب پڑھی ہے۔

مسند ابن ابی شیبہ کے متعلق مجھے الفقیہ ابوقاسم حاتم بن محمد طرابلس نے احمد بن محمد مقریٔ طلمنکی سے حدیث بیان کی ان کو ابن عون اللہ نے قاسم بن اصبغ سے بیان کیا ان کو ابن وضاح نے عبداللہ محمد بن ابی شیبہ بن ابی بکر نے بیان کیا۔ مسند بزار کی مجھے فقیہ مذکور حاتم بن محمد طلمنکی بن مفرج القاضی المعافری نے صموت سے حدیث بیان کی ان کو بزار احمد بن عمرو بن عبدالخالق نے بیان کیا۔

السیر لابن ہشام کے متعلق مجھے ابومحمد بن الولید المذکور نے ابومحمد عبداللہ بن محمد قروی لمامی سے حدیث بیان کی، ان کو عبداللہ بن جعفر بن ولید نے عبدالرحیم بری سے بیان کیا ان کو ابن ہشام نے بیان کیا۔

ابوعبید کی غریب الحدیث کے متعلق مجھے ابن الولید المذکور نے الحسن بن ابراہیم سے حدیث بیان کی ان کو ابی بکر احمد بن ابی الموت المکی نے علی بن عبدالعزیز سے بیان کیا ان کو ابوعبید القاسم بن سلام نے بیان کیا۔

معانی الزجاج کی مجھے احمد بن علی بن الحسن المعروف بالکسائی نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا میں نے ابوالحسن احمد بن محمد الحسین مقری بغدادی پر یہ کتاب پڑھی اس نے کہا کہ ابواسحٰق نے کہا ابوالعباس۔ نیز مجھے ابوعلی السوی نے زجاج سے حدیث بیان کی۔

معانی النحاس کے متعلق مجھے ابن الولید نے ابوالحسن علی بن ابراہیم حوفی سے حدیث بیان کی۔ ان کو ابوبکر محمد بن علی الادخوی نے حدیث بیان کی انہوں نے نحاس سے روایت کیا۔

اسماعیل القاضی کی کتاب الاموال کے متعلق مجھے ابن عمر احمد بن محمد بن سعد نے بہری محمد بن عبداللہ سے حدیث بیان کی ان کو ابوعمر القاضی نے اسماعیل قاضی سے بیان کیا۔

مجھے کتاب ابن شعبان کے متعلق ابوعمرو احمد بن محمد بن جمہور مرشای نے محمد بن احمد الوشا سے حدیث بیان کی انہوں ابن شعبان سے بیان کیا۔

مجھے کتاب الشرف کے متعلق ابوعمرو مذکور نے اس کے مولف ابوسعید عبدالملک بن ابی عثمان نیسابوری سے حدیث بیان کی۔

المدونہ کے متعلق مجھے شیخ ابوعلی الحداد الحسن بن ایوب نے محمد بن عبدون نے حدیث بیان کی ان کو ابن وصاح نے بیان کیا ان کو سحنون نے حدیث بیان کیا۔

المستخرجہ کے متعلق مجھے الفقیہ ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن سعد بن جریج نے ابن ابی مزین سے حدیث بیان کی ان کو ابراہیم نے ان کو ابولبابہ محمد بن عمر نے بیان کیا ان کو محمد بن العتبی نے بیان کیا۔

نیز مجھے بعض المستخرجہ کے متعلق قاضی یونس بن عبداللہ نے ابوعیسیٰ یحییٰ بن عبداللہ بن ابی عیسی سے حدیث بیان کی انہوں نے محمد بن عمر بن لبابہ العتبی سے روایت کیا۔ یہ بھی میرے نزدیک مکی المقری سے اجازۃ ہے انہوں نے ابن ابی زید سے بیان کیا انہوں نے ابوبکر بن محمد بن اللعباد نے کہا بیان یا انہوں یحییٰ بن عبدالعزیز سے بیان کیا انہوں نے عتبی محمد بن احمد سے روایت کیا۔

ابن ابی زید کی مختصر کے متعلق مجھے ابن ابی زید مکی المقری نے ابن ابی زید عبداللہ بن محمد سے حدیث بیان کی۔

تاریخ ابن ابی خیثمہ کے متعلق مجھے معاویہ بن محمد نے ابن بابل سے حدیث بیان کی انہوں نے قاسم بن اصبغ سے روایت کیا انہوں نے ابن ابی خیثمہ سے بیان کیا۔

کتاب بھی مجھے اسی نے حدیث بیان کی ان کو الاسفاقسی نے خطابی سے روایت کیا ہے۔

الواضحہ کے متعلق مجھے مکی بن ابی طالب نے ابن ابی زید عبداللہ بن محمد بن مسرور سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے یوسف بن یحیی المعامی سے بیان کیا انہوں نے عبدالملک بن حبیب سے بیان کیا ہے۔

تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی اسانید اور روایت اجتہاد کے طور پر ہمیں پہنچی۔

واللہ الموفق لارب غیرہ و صلی اللہ علی سیدنا محمد والہ و عترتہ الطاھرین و سلم تسلیما

اس کتاب کی کتابت جمعہ کی شب اکیس رجب ۱۲۶۶ ہجرۃ نبی ﷺ میں مکمل ہوگئی۔

اس کتاب اپنے فانی ہاتھ سے اضعف العباد واحوجہم الی غفران ایہ فی المعاد العبر الفقیر عبداللہ بن عمر بن مصطفیٰ بن اسماعیل بن العارف القدس الشیخ عبدالغنی النابلس الاشقی الحنفی نے لکھا اللہ اس کے گناہ معاف کردے اور اس کے عیوب پر پردہ ڈالے اور والدین اور سب مسلمانوں کو بھی بخش دے میں اللہ کی حمد بیان کررہا ہوں اور پیغمبر ﷺ پر درود بھیج رہا ہوں۔ **والحمد للہ رب العالمین**

اس کتاب کا تکملہ بردست فقیر عبدالغنی عبدالفتاح یکم محرم ۱۳۲۸ھ میں انجام پذیر ہوا۔

غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المسلمین۔ امین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

تفسیر آیتِ کریمہ

تالیف

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ الحرانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

حضرت الاستاذ **عبدالرحیم پشاوری** رحمۃ اللہ علیہ

معہ سوانح حیات امام ابن تیمیہؒ

از **مولانا سید محمد داؤد غزنوی** رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)

کتاب نمبر ______

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ محمدیہ
قذافی سٹریٹ
الفضل مارکیٹ
اردو بازار لاہور
MOb:0300- 4826023,042-37114650